وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا

اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کریں

عن زید بن ثابتؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال ان اللہ یحب ان یقرأ القرآن کما انزل

اخرجہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ

حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالےٰ اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ قرآن کو اسی طرح پڑھا جائے جس طرح وہ نازل کیا گیا ہے

معارف التجوید

مع

رسم القرآن المجید

تالیف

مولٰنا قاری محمد حبیب اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

۲۰- ہمزہ کے اقسام و احکام ۱۳۹ تا ۱۵۲

سوال

۳۲۔ نَعَمْ کا حکم۔ ۲۴۵

○ کلمہ نَعَمْ کے مواضع اور اس پر وقف کرنے کا حکم۔ ۱۳۷ ۲۴۵

۳۳۔ کَلَّا کا حکم۔ ۲۴۶ تا ۲۴۸

○ کَلَّا کے مواضع اور اس پر وقف کرنے کا حکم۔ ۱۳۸ ۲۴۶

۳۴۔ تکبیر ۲۴۹ تا ۲۶۵

○ تکبیر پڑھنے کا حکم، اس کے کلمات، انقطاع وحی کی مدّت، تکبیر پڑھنے کی وجہ اور سبب ۱۳۹ ۲۴۹

○ ابتداءِ تکبیر والضحیٰ کے شروع سے ہے یا آخر سے؟ تکبیر کی سورتوں کے آخر کلمہ کو تکبیر، بسم اللہ اور دوسری سورۃ کی شروع آیت کو ایک دوسرے سے وصل اور وقف ۱۴۰ ۲۵۷

پیش لفظ

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم - امابعد - عرصہ سے خیال تھا کہ علم تجوید میں ایک ایسی مختصر اور جامع کتاب بطرز سوال و جواب تالیف کی جائے جو حضرت حفصؒ کی روایت کے مطابق ضروری قواعد تجوید، علم اوقاف اور رسم خط کے مسائل پر حاوی و ساری ہو اور آسانی سے یاد ہو سکے -

مگر موضح القــراٰت فی السبع المتواترات کی تالیف، مشغولیت درس و تدریس، ذہنی پریشانیاں اور اپنی علمی بے بضاعتی اس ارادہ میں حائل رہیں -

بہرحال ناسازگاری حالات کے باوجود عوام اور طلبہ کی افادیت کے پیش نظر اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے موضح القراٰت کے کام کو مؤخر کر کے اس کو شروع کیا -

اللہ تبارک و تعالےٰ کا بڑا احسان اور کرم ہے کہ اس

ناچیز کے ہاتھوں یہ تالیف جس کا نام معارف التجوید مع رسم القرآن المجید ہے پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی۔

اب چونکہ یہ طبع ہوچکی ہے اس لئے انشاء اللہ تعالٰے موضح القراآت کے باقی پاروں کی طباعت کے لئے کوشش کی جائے گی۔

اس سلسلہ میں عزیز القدر قاری حافظ محمد عنایت اللہ سلمہ نے اپنی تعلیمی مصروفیات کے باوجود اس مسودہ کی تیاری تحریر ترتیب اور عبارت کو سلیس وعمدہ بنانے میں جو کوشش وسعی کی ہے اللہ تعالٰے اس کو شرف قبول بخشے اور ان کو مزید دینی، دُنیوی اور علمی ترقی عطا فرمائے آمین۔

نیز عزیزم قاری حافظ محمد عبید اللہ، قاری حافظ ظہور الحسن پراچہ اور دیگر حضرات نے اس کی پروف ریڈنگ اور طباعت وغیرہ میں جو مساعی کی ہیں خداوند کریم ان کو قبول فرمائے اور سب کو علمی دینی اور دنیوی ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔

ارباب بصیرت و ذی علم کی خدمت میں استدعا ہے کہ اگر
اس میں کسی قسم کی غلطی یا لغزش ان کی نظر سے گذرے تو
براہ کرم تسامح و خطاپوشی سے کام لے کر مؤلف کو بھی اس سے
آگاہ فرمادیں تاکہ آئندہ اس کی اصلاح کر دی جائے۔
وَالْعُذْرُ عِنْدَ كِرَامِ النَّاسِ مَقْبُوْلٌ۔
حق تعالیٰ شانہٗ سے دعا ہے کہ اس تالیف کو نافع خلائق و
مقبول بنائے اور میرے لئے ذریعۂ نجات بنائے
اٰمِيْنَ يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
عَلَيْهِ صَلَوٰتُ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ
اَلرَّاجِيْ اِلٰى رَحْمَةِ اللّٰهِ

محمد حبیب اللہ عفی عنہ
خَادِمُ الْقُرْاٰنِ وَالتَّجْوِيْد
کراچی

۱۷ رجب المرجب ۱۳۸۷ھ
مطابق ۲۳ اکتوبر ۱۹۶۷ء
بروز دوشنبہ

تقاریظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

امابعد. احقر نے جناب شیخ القراء مولانا قاری محمد حبیب اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ تجوید القرآن فاروقی مسجد میری ویدر ٹاور کراچی ۲ کی تالیف فرمودہ کتاب "معارف التجوید مع رسم القرآن المجید" اول سے اخیر تک خود مصنف علام کی زبان فیض ترجمان سے سنا۔ گرامی موصوف نے یہ کتاب نہایت عرق ریزی اور کامل جانفشانی سے تصنیف فرمائی ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ تجوید و رسم دونوں کی ضروریات کے لئے جامع ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ قرآن کے شائقین کو اس سے بہت ہی نفع ہوگا۔

حق تعالیٰ شانہٗ اس تصنیف کو قبولیت کی اعلیٰ ترین خلعت سے

مُزیّن فرما کر طلباء اور فن کے شیدائیوں کے لئے زیادہ سے ز
مفید بنائے اور شیخ موصوف کے لئے خصوصاً اور عامۃ المسلمین کے لئے
ذخیرۂ آخرت بنائے۔

اس کتاب کی خوبی اس کا مطالعہ کرنے سے خود سامنے آجائے گ

عیاں راچہ بیاں ۔ فقط

۱۹ر محرم الحرام ۱۳۸۷ھ — (شیخ القراء حضرت قاری) فتح محمد پانی پتی (
مطابق ۲۷ر اپریل ۱۹۶۷ء — صدر شعبۂ تجوید دار العلوم نانک و
بروز پنجشنبہ ۱۰ بجکر ۲۵ منٹ — کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

علوم اسلامی کی تاریخ اس پر شاھد ہے کہ قرآن حکیم کی حفاظت اور اس کی اشاعت و ترویج کے لئے اُمّتِ مُسلمہ نے سب سے پہلے جس علم کو مدوّن فرمایا وہ علم تجوید و قراءت ہے. کیونکہ نظم قرآن کی کما حقہ، حفاظت بغیر اس کے ناممکن ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ حالات میں کچھ ایسے تغیّرات رُونما ہوئے کہ عوام تو عوام ہیں علماء بھی اس سے غفلت کا شکار ہو گئے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ یہ علم تبرّک ہو کر رہ گیا ان حالات میں اس علم کی خدمت دین کی سب سے بڑی خدمت ہے۔

میرے محترم دوست جناب مولانا قاری محمد حبیب اللہ خاں صاحب قابل مبارکباد ہیں کہ انہوں نے معارف التجوید مع رسم القرآن المجید تالیف فرماکر اندھیری رات میں ایک ایسی شمع روشن کی ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ ان کے لئے سرمایۂ حیات اور دوسروں کے لئے نورِ بصیرت

ثابت ہوگی۔
میں نے اس کتاب کے بیشتر مقامات کا بغور مطالعہ کیا اور
مندرجہ ذیل نتائج پر پہنچا۔

۱۔ یہ کتاب بطرزِ سوال وجواب مرتب کی گئی ہے، جس سے طلبہ
اور دوسرے حضرات کو مشکل مسائل کے سمجھنے میں آسانی ہوگی
۲۔ تعوّذ اور بسملہ سے متعلق تجویدی اور فقہی مسائل سے اردو
میں لکھی ہوئی تجوید کی اکثر کتابیں خالی ہیں۔ قاری صاحب نے
اپنی اس کتاب میں بہت مفصّل طریقے پر ان کو بیان فرمایا ہے
۳۔ ادائے حروف میں مُنہ کے جن اجزاء سے کام لیا جاتا ہے
مثلاً زبان کے مختلف حصّے، مختلف دانت اور ان کے اطراف
ومقامات، تالو اور حلق کے حصّے وغیرہ، ان ضروری امور کو
بہت ہی سلیس انداز میں مخارج اور صفات کو بیان کرنے سے
پہلے اچھی طرح واضح فرمادیا ہے۔
۴۔ مخارج حروف سے زیادہ مشکل کام ان کے صفات کا سمجھانا ہے
لیکن اس کتاب کی یہ خوبی ہے کہ مختلف اعتبار سے حروف کے لئے
جو صفات ہوتی ہیں ان کو بہت ہی واضح اور سلیس انداز میں
پیش کیا گیا ہے۔

۵۔ اجتماعِ مدّات کی صورت میں ادا کی جتنی کیفیتیں ہو سکتی ہیں ان سب کو جدول کی شکل میں سمجھایا گیا ہے اور جائز و ناجائز کی واضح تمیز قائم کی گئی ہے۔

۶۔ ادغام کا مسئلہ جو علم الصّرف میں بھی ایک پیچیدہ مسئلہ ہے اس کتاب میں اس کو ایسے انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ ساری پیچیدگیاں دُور ہو جاتی ہیں۔

۷۔ قرآن کے رسم الخط کا مسئلہ ایک مستقل موضوع ہے جس پر علامہ زرکشیؒ اور علامہ سیوطیؒ نے سیر حاصل بحثیں کی ہیں، اور ابو عمرو دانیؒ اور علامہ شاطبیؒ نے مستقل کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ متأخرین علمائے ہند میں مولانا بحر العلومؒ نے بھی ایک مستقل کتاب اس موضوع پر تحریر فرمائی جو ایک زمانہ میں نقلِ نظامی قرآن جو کانپور سے شائع ہوا کرتا تھا اس کے حواشی پر بارہا طبع ہو چکی ہیں۔ قاری حبیب اللہ صاحب نے اپنی اس کتاب میں رسم القرآن کے عنوان سے جو باب تحریر فرمایا ہے اس کو سابقہ تصنیفات کا عطر کہا جا سکتا ہے اور اس سے واقفیت جس طرح ایک مُجوّد کے لئے ضروری ہے عام تلاوت

کرنے والے کیلئے بھی ضروری ہے، تاکہ تلاوت قرآن کے موقع پر رسم الخط سے ناواقفیت کی وجہ سے غلطی میں گرفتار نہ ہو جائے۔

۸۔ کسی فنی کتاب کو اصطلاحات کے استعمال سے نہیں بچایا جاسکتا اس کتاب میں بھی فنی اصطلاحات خوب استعمال کئے گئے ہیں لیکن جہاں کہیں بھی کوئی اصطلاح استعمال کی گئی ہے وہاں اس کی ایسی تشریح وتوضیح کر دی گئی ہے کہ ایک مبتدی بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔

۹۔ اردو میں تجوید سے متعلق جتنی کتابیں بھی میری نظر سے گذریں ان سب کے مقابلے میں یہ کتاب جامع، واضح اور تجوید کے نازک ترین مسائل پر حاوی ہے۔

۱۰۔ مجھے قوی امید ہے کہ یہ کتاب تجوید کے طلبہ اور دوسرے حضرات کے لئے بے انتہا مفید ہوگی۔ میری دلی دعا ہے کہ حق تعالیٰ جَلَّ مجدہٗ اس کتاب کو شرف قبول بخشے اور اس کو نافع خلائق بنائے۔

۱۱ ذی الحجہ
۱۴۱۱ھ

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

۱۱ر ستمبر ۱۹۶۷ء (حضرت علامہ) سید منتخب الحق قادری (مدظلہم)

رئیس کلیہ معارف اسلامیہ

کراچی یونیورسٹی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم استاذ القراء مولانا قاری محمد حبیب اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ تجوید القرآن فاروقی مسجد کراچی کی تازہ تالیف معارف التجوید باوجود قلت فرصت کے متعدد مقامات سے دیکھی۔ اتنی بات تو اس کے مطالعہ سے ہر شخص محسوس کر سکتا ہے کہ فن قراءت و تجوید کی اصطلاحات اور اس کے مسائل کو اردو زبان میں جس خوبی اور حسن ترتیب کے ساتھ قاری صاحب موصوف نے جمع فرما دیا ہے وہ اس کتاب کا خاص حصہ ہے۔ اور اس کے فنی مسائل کی تصدیق کے لئے شیخ القراء حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحب کی تصدیق و تقریظ کے

بعد کسی کی مزید تائید کی ضرورت نہیں۔ اس
طرح الحمدللہ یہ کتاب مستند و معتبر بھی ہے
اور سلاست و سہولت کے لحاظ سے اس فن
کے حاصل کرنے والوں کے لئے بڑا قابلِ قدر
سرمایہ بھی۔ اللہ تعالےٰ اس کو حُسن قبول عطا فرماویں
اور مصنف محترم کو جزائے خیر دارین عطا فرماویں۔
وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْہِ التُّکْلَان

(حضرت مولانا مفتی) محمد شفیع عفا اللہ عنہ (مدظلہم)

مفتی اعظم پاکستان وصدر دار العلوم
کراچی - ۱۴

۲۹ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْخَلْقِ

سَیِّدِنَا خَاتِمِ النَّبِیِّیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَتَابِعِیْہِ اَجْمَعِیْنَ

اما بعد: شیخ القُرّاء مولانا قاری محمد حبیب اللہ صدر مدرس مدرسہ تجوید القرآن فاروقی مسجد کراچی کسی تعارف کے محتاج نہیں ان کی شخصیت، علمی خدمت تجوید و قراءات کی مہارت مُسلّمات میں سے ہے۔ مختلف اوقات میں ان کی خدمات کے ثمرات ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ اس وقت ان کی جدید تصنیف "معارف التجوید مع رسم القرآن المجید" سامنے آئی۔ حسب الحکم اور حسب الفرصت جستہ جستہ چند مباحث پڑھ کر استفادہ کیا۔ ماشاء اللہ تعالیٰ کتاب اپنی موضوع میں بہت جامع ہے اور فن کے اکثر مسائل

ضروریہ کے لئے خصوصاً جو علماء و طلبا و عوام سب کو ضروری ہوں پوری حاوی ہے۔ اللہ تعالےٰ مؤلف محترم کو جزائے خیر عطا فرمائے اور کتاب کو قبول فرمائے اور امت کے لئے نافع بنائے۔ خدا کرے جلد زیور طبع سے آراستہ ہو تاکہ کار خیر میں تاخیر نہ ہو۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَلِیُّ کُلِّ تَوْفِیْقٍ وَنِعْمَۃٍ وَھُوَ حَسْبُنَا وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ

۱۰ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

(شیخ الحدیث حضرت علامہ

محمد یوسف البنوری عفا اللہ عنہ (مدظلہم)

خادم الحدیث بالمدرسۃ الاسلامیہ۔ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

امابعد۔ جناب مکرم ومحترم حضرت مولانا القاری المقری حبیب اللہ خاں
کی تصنیف "معارف التجوید مع رسم القرآن المجید" کو متعدد مقامات سے
پڑھا۔ حضرت قاری صاحب موصوف فن تجوید وقراءات کے مُسلّم اس
ہیں اور ان فنون سے متعلق اصول وضوابط اور فروع وجزئیات انہیں مستحضر
اس کتاب کے قابل اعتماد ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ اس
مصنّف قاری محمد حبیب اللہ صاحب موصوف ہیں۔ تاہم اس کتاب کو دیکھ
کے بعد جو تأثرات میرے قلب ودماغ میں قائم ہوتے ہیں انہیں عرض کرتا ہ
قاری صاحب موصوف الصّدر کی یہ تصنیف قرآن کریم کے اعجا
اور خداوندی وعدۂ حفاظت کا ایک ظہور ہے۔
یہ افسوسناک حقیقت ہے کہ فن تجوید اور رسم مصحف امام کو جتنی اہمی
حاصل ہے عام طور پر لوگ اسی قدر اس سے غافل اور بے توجہ بھی ہیں اف
اس کی ایک وجہ میرے خیال میں یہ بھی ہے کہ اس کے قواعد وضوابط کی تعبیر وتشریح

عام اذہان کے مانوس طرز سے نہیں کی جاتی ۔

قاری حبیب اللہ خاں صاحب محترم نے قرآن کریم کی تلاوت وقراءۃ اور تحریر وکتابت سے متعلق اہم ترین اصول وقواعد پر مشتمل یہ کتاب بڑے سہل انداز میں تصنیف فرماکر کتاب اللہ کی جو گرانقدر خدمت انجام دی ہے یہ توفیق ان کی خوش قسمتی ہے ۔

میری دلی دعا ہے کہ حق تعالےٰ اس خدمت قرآن کو قبول فرماکر مصنف موصوف کے لئے ذریعۂ نجات اُخروی بنائیں اور عوام وخواص تمام مسلمانوں کو اس سے بیش از بیش فائدہ ہو۔ آمین ثم آمین

(حضرت مولانا) احتشام الحق تھانوی (مدظلہم)

خطیب پاکستان ومہتمم دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈو اللہ یار، حیدرآباد ـ سندھ

۲۲ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

۱ تجوید

س ۱۔ تجوید کسے کہتے ہیں؟ اس کا موضوع اور غایت کیا ہے؟

ج ۔ لفظ تجوید مصدر ہے، لغت میں اس کے معنیٰ اچھے اور عمدہ کے ہیں اصطلاح قراء میں ہر حرف کو اس کے مخرجِ مقررہ سے تمام صفات صفات لازمہ و عارضہ کے ساتھ بغیر کسی تکلّف و تصنّع اور سہولت سے ادا کرنے کو تجوید کہتے ہیں۔

تجوید کا موضوع حروفِ تہجی ہیں اور غایت یہ ہے کہ پڑھنے والا حروف اور صفات میں غلطی کرنے سے بچا رہے اور قرآن مجید کی صحیح طور پر تلاوت کر سکے۔

س ۲- علم تجوید کا شریعت میں کیا حکم ہے ؟

ج - علم تجوید کا حاصل کرنا فرضِ کفایہ ہے اور اس پر عمل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرضِ عین ہے۔

س ۳- خلاف تجوید قرآن کریم پڑھنے کو کیا کہتے ہیں ؟ اور اس کا کیا حکم ہے ؟

ج - تجوید کے خلاف قرآن مجید پڑھنے کو لحن کہتے ہیں۔ لحن کی دو قسمیں ہیں :۔

۱- لحنِ جلی ۔

۲- لحنِ خفی ۔

لحنِ جلی

۱- ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھ دینا جیسے قَالَ کے بجائے کَالَ یا عَصٰی کی جگہ عَسٰی یعنی قاف کی جگہ کاف اور ص کی بجائے س پڑھ دینا۔

۲- حرکات (زبر - زیر - پیش) میں غلطی کرنا مثلاً اَنْعَمْتَ کے بجائے اَنْعَمْتُ یعنی ت کا پیش پڑھ دینا۔

۳- کسی ساکن حرف کو متحرک کر دینا جیسے وَاِذَا اَنْعَمْنَا میں میم کا زبر

پڑھنا یعنے اَنْعَمْنَا۔

۴۔ کسی متحرک حرف کو ساکن کر دینا مثلاً وَجَعَلْنَا کے بجائے وَجْ

یعنے جیم کو ساکن پڑھ دینا۔

۵۔ کسی حرف کو گھٹا دینا جیسے فَتَکُوْنَا، وَلَا تَقْرَبَا کو بغیر الف

فَتَکُوْنَ اور وَلَا تَقْرَبَ پڑھ دینا۔

۶۔ کسی حرف کو بڑھا کر پڑھنا جیسے ضَرَبَ لَکُمْ کو ضَرَبَا لَکُمْ یعنے

زبر کو کھینچکر پڑھنا۔

۷۔ حرکات کو مجہول پڑھنا جس طرح دیہاتی اور عجمی لوگ پڑھتے

اس قسم کی غلطیوں کو لحن جلی کہتے ہیں اور یہ حرام ہے۔ پڑھنا

دونوں کا ایک حکم ہے۔ بعض حالات میں تغیر و فساد معنےٰ کی

نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے۔

لَحْن خَفی

یہ ہے کہ حرف کو اس کے مخرج اور صفات سے تو ادا کر دیا مگر

صفات جو تحسینِ حرف اور زینت سے متعلق ہیں ادا نہیں

جیسے غُنَّہ کی جگہ غُنَّہ نہ کیا۔ زبر یا پیش والی را کو پُر پڑھ

بجائے باریک پڑھا یا زیر والی را کو بجائے باریک پڑھنے

پُر پڑھا۔ اللہ کے لام سے قبل جب زبر یا پیش ہو تو اس کو پُر پڑھنا چاہیئے مگر باریک پڑھا اور جب زیر ہو تو اسے (اللہ کے لام کو) باریک پڑھنا چاہیئے مگر پُر پڑھا وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح قرآن کریم پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا اندیشہ ہے، یہ مکروہ ہے اور اس سے بچنا نہایت ضروری ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جن حالات میں لحن جلی اور فساد معنیٰ لازم آئے وہاں شرعاً اور جہاں صرف لحن خفی لازم آئے وہاں عُرفاً ایسی (مذکورہ) غلطیوں سے احتراز کرنا ضروری ہے۔

س ۴۔ لَحْن جلی اور لَحْن خفی کی وجہ تسمیہ بیان کیجیے۔

ج ۔ لحن جلی ۔ جلی کے معنی ظاہر اور واضح کے ہیں۔ یہ ایسی ظاہر اور کھلی غلطی ہوتی ہے جس کا قراء کے علاوہ عوام کو بھی احساس ہو جاتا ہے اسی وجہ سے اس کو لَحْن جلی کہتے ہیں۔

لَحْن خفی ۔ خفی کے معنیٰ ہیں پوشیدہ اور چُھپا ہوا۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ ایسی پوشیدہ غلطی جس کا احساس صرف قراء کو ہوتا ہے اور عوام کو نہیں مثلاً اخفاء، غُنّہ اور اقلاب وغیرہ کا نہ کرنا۔

۲۔ ایسی باریک غلطی جس کا اِدراک صرف ماہرین قراء ہی کو ہوتا ہے

جیسے پُر حرف کے بعد الف کا باریک پڑھ دینا، حرکات کا ناقص ادا کرنا یا غُنّہ کا ایک الف سے زیادہ یا اس سے کم کردینا وغیرہ وغیرہ۔ ان وجوہ کی بنا پر ان کو لحن خفی کہتے ہیں۔ ۱۲

۲ اِستعَاذہ اور بِسمَلہ

س ۵۔ قرآن مجید شروع کرنے سے قبل کیا پڑھنا ضروری ہے؟ اور اس کا حکم کیا ہے؟

ج ۔ قرآن مجید شروع کرنے سے قبل اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھنا ضروری ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے:

فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

(سورۃ نحل آیت ۹۸) ترجمہ: جب آپ قرآنِ کریم پڑھنے کا ارادہ کریں تو شیطان مردود کی برائی سے بچنے کے لئے اللہ کی پناہ طلب کر لیا کریں۔ مختار اور اَولیٰ یہ ہے کہ انھیں کلمات سے استعاذہ کیا جائے کیونکہ یہ آسان ہیں اور ان سے قرآن مجید کے کلماتِ استعاذہ کی موافقت بھی ہوتی ہے۔ اِستعاذہ کا حکم یہ ہے کہ بنا بر صیغہ امر

(فَاسْتَعِذْ) بعض قراء اَعُوْذُ پڑھنے کو واجب کہتے ہیں اور بعض مستحب۔ جمہور قراء کا مسلک یہ ہے کہ اَعُوْذُ پڑھنا مستحب ہے اور اس کا ترک کرنا عمل و عرف اور آداب قرآنی کے خلاف ہے۔

س ۶۔ کیا اِستعاذہ کے مذکورہ بالا الفاظ میں کمی و زیادتی کرنا جائز ہے؟

ج ۔ استعاذہ کے جو کلمات احادیث سے ثابت و مروی ہیں انھیں اَعُوْذُ بِاللّٰہ میں اضافہ کرکے پڑھ سکتے ہیں جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ اور اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ اور جو کلمات روایۃً ثابت نہیں وہ ناجائز اور غیر اَولیٰ ہیں۔

س ۷۔ شروع سورت پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ پڑھنے کا حکم کیا ہے؟

ج ۔ حضرت ابو عمروؒ و حفص بن سلیمانؒ کی روایۃ کے مطابق سورۃ برایت کے علاوہ ہر شروع سورت پر بسم اللّٰہ پڑھنا ضروری ہے۔

س ۸ ۔ وسط سورت اور اجزائے سورت میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنے کا حکم کیا ہے؟

ج ۔ وسطِ سورت اور اجزائے سورت میں بسم اللّٰہ پڑھنے یا نہ پڑھنے کا اختیار ہے خواہ پڑھے یا نہ پڑھے۔

س ۹۔ اگر قرأت کی ابتداء سورۃ برآت کے سوا کسی اور سورت کے

شروع سے ہو تو اَعُوْذُ باللّٰہ اور بسم اللّٰہ پڑھنے میں کتنی صورتیں ہیں؟

ج ۔ ابتدائے قرارت اگر ابتداء سورت (علاوہ سورۃ برارت) سے ہو تو وہاں اَعُوْذُ باللّٰہ اور بسم اللّٰہ پڑھنے میں چار صورتیں درست ہیں:

۱۔ فصل کُل (سب پر وقف کرنا) جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ الٓمّٓ ○

۲۔ فصل اول وصل ثانی (اول پر وقف اور ثانی کو ملا کر پڑھنا) جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الٓمّٓ ○

۳۔ وصل اول فصل ثانی (اول کا وصل اور ثانی پر وقف کرنا) جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ الٓمّٓ ○

۴۔ وصل کُل (سب کو ملا کر پڑھنا) جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الٓمّٓ ○

س ۱۰ اگر قرارت کی ابتداء وسط سورت سے ہو تو بسم اللّٰہ پڑھنے کی حالت میں کتنی صورتیں ہیں ؟ ان میں کتنی جائز ہیں اور کتنی ناجائز؟

ج ۔ اگر قرأت کی ابتداء وسطِ سورت سے ہو تو مذکورہ حالت میں یعنی اعوذ باللّٰہ اور بسم اللّٰہ پڑھنے میں چار صورتیں ہیں جن میں دو جائز ہیں اور دو ناجائز (غیر اَولیٰ) ۔ تفصیل حسبِ ذیل ہے :

جائز

۱۔ فصلِ کُل جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ وَمِنَ النَّاسِ الخ

۲۔ وصلِ اوّل فصلِ ثانی جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ وَمِنَ النَّاسِ الخ

ناجائز (غیر اولیٰ)

۱۔ وصلِ کُل جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَمِنَ النَّاسِ الخ

۲۔ فصلِ اوّل وصلِ ثانی جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَمِنَ النَّاسِ الخ

س ۱۱ ابتدائے قرأت اگر وسطِ سورت سے ہو اور صرف اعوذ باللہ پڑھیں تو اسے آیت سے ملا کر پڑھ سکتے ہیں یا نہیں ؟

ج ۔ اگر قراءت کی ابتداء سورت کے شروع والی آیت کے سوا کسی اور آیت سے ہو تو جس آیت سے پڑھنا شروع کر رہے ہیں ۔ اس سے اعوذ کا فصل اور وصل دونوں جائز ہیں ؛

۱۔ فصل جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ قُرْءٰنًا الخ

۲۔ وصل جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ الخ

لیکن اگر آیت کے شروع میں کلمۂ اللہ یا اللہ کی صفات میں سے کوئی کلمہ ہے جیسے اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ ، اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ ، اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی تو اعوذ باللہ کا اس کلمہ سے وصل درست نہیں۔

س ۱۲۔ ایک سورت ختم کر کے علاوہ سورۂ براءۃ کے کوئی اور سورت شروع کریں تو وہاں کتنی وجوہ نکلتی ہیں ؟ ان میں جائز کتنی ہیں اور ناجائز کتنی ؟

ج ۔ ایسی صورت میں چار وجہیں نکلتی ہیں ان میں تین جائز ہیں اور ایک ناجائز۔

جائز

۱۔ فصلِ کُل مثلاً فَحَدِّثْ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ۔

۲۔ فصلِ اوّل وصلِ ثانی مثلاً وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ۔

جائز ۳۔ وصلِ کل جیسے لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ۔

ناجائز

۴۔ وَصلِ اوّل فصلِ ثانی مثلاً اِذَا حَسَدَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ

الرَّحِیْمِ ○ قُلْ اَعُوْذُ۔

چوتھی صورت اس لئے ناجائز ہے کہ اس میں یہ شبہ ہوتا

ہے کہ بسم اللہ پہلی سورت کے لئے پڑھی گئی ہے حالانکہ بسم اللہ

پڑھنے کا محل بالاتفاق شروع سورت ہے اور ختم سورت پر

بسم اللہ پڑھنے کا کوئی بھی قائل نہیں۔

س ۱۳۔ اگر قرارت کی ابتدار سورۃ براءۃ کے شروع یا درمیان سے ہو تو

اَعُوْذُ بِاللّٰہ اور بسم اللہ پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ اور اس میں کتنی وجوہ ہیں

ج ۔ ابتدائے قرارت اگر سورۃ برارت کے شروع سے ہو تو اَعُوْذُ بِاللّٰہ پڑھنا

ضروری ہے اور اس (اعوذ) کا سورۃ برارت سے فصل اور وصل دونوں

صحیح ہیں:

فصل جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بَرَآءَۃٌ

مِّنَ اللّٰهِ -

وصل جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ -

بسم اللہ کے بارے میں معمول اور قول صحیح یہ ہے کہ اسے نہ پڑھا جائے -

جمہور قراء کا مسلک بھی یہی ہے مگر علامہ سخاویؒ، امام طحاویؒ، اور ابو الفتح بن شیطاؒ بسم اللہ پڑھنے کو تبرکاً و استحباباً جائز سمجھتے ہیں -

محققین ائمہ کے نزدیک سورۃ برارت کے درمیان بسم اللہ پڑھنے یا نہ پڑھنے کا اختیار ہے یعنی اس کا حکم دیگر اوساطِ سُوَر کی طرح ہے - بعض حضرات ابتدا سورۃ برائت پر قیاس کر کے اس حالت میں بھی بسم اللہ نہیں پڑھتے اور نہ پڑھنے کی حکمت اور نکتہ وہی ہے جو ابتداء سورۃ برائت کے لئے بیان کیا گیا -

س ۱۴ - سورۃ برارۃ پر بسم اللہ نہ پڑھنے کی وجہ کیا ہے ؟

ج - سورۃ برارت پر بسم اللہ نہ پڑھنے کا اصل سبب یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نے مصاحف میں اس سورت پر بسم اللہ نہیں لکھی اور نہ اس سورت پر نازل ہوئی ہے یا عدمِ تسمیہ اس وجہ سے ہے کہ اس سورت کا مضمون سورۃ انفال سے ملتا جلتا ہے تو گویا حکماً دونوں سورتیں ایک ہوئیں -

علامہ شاطبیؒ نے اپنی کتاب شاطبیہ میں بسم اللہ نہ پڑھنے کی حکمت یہ بیان کی ہے کہ اس میں آیۃ سیف و قتال (فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ)

ہے یعنی باری تعالیٰ کے غصہ کا اظہار ہے اور بسم اللہ رحمت ہے اسلئے رحمت اور عذاب وغصہ کا جمع کرنا مناسب نہیں۔ اسی مفہوم کو علامہ موصوفؒ نے ذیل کے شعر میں بیان کیا ہے :

وَمَهْمَا تَصِلْهَا اَوْبَدَأْتَ بَرَاءَةً
لِتَنْزِيلِهَا بِالسَّيْفِ لَسْتَ مُبَسْمِلاً (شاطبیہ)

ترجمہ : جب تو وصل کرے سورۃ توبہ کا سورۃ انفال یا کسی اور سورت سے یا ابتداء کرے سورۃ برارت سے تو برارت کے سیف وقتال کے ساتھ نازل ہونے کی وجہ سے بسم اللہ پڑھنے والا نہیں ہوگا۔

س ۱۵- سورۃ انفال ختم کر کے اگر برارت شروع کریں تو بسم اللہ پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ اور اس حالت میں کتنی وجوہ جائز ہیں؟

ج - سورۃ انفال ختم کر کے اگر سورۃ برارت شروع کریں تو بسم اللہ پڑھنا بالاتفاق منع ہے اور ایسی حالت میں درج ذیل تین وجوہ ہیں:

۱- وقف - عَلِيمٌ ۝ بَرَآءَةٌ مِّنَ اللهِ -
۲- وصل - عَلِيمُۢ بَرَآءَةٌ مِّنَ اللهِ -
۳- سکتہ - عَلِيمٌ ۝ سکتہ بَرَآءَةٌ مِّنَ اللهِ -

مذکورہ تینوں صورتیں جائز ہیں۔

س ۱۶- اَعُوْذُ بِاللہ زور سے پڑھا جائے ...

ج - خارج نماز میں (نماز کے علاوہ) استعاذہ قرأت کے تابع ہے یعنی قرأتِ جہریہ میں جہراً (زور) سے پڑھنا چاہیئے اور سریہ میں سراً (آہستہ)۔ اگر قرأت جہریہ میں سراً اعوذ پڑھی گئی تو بھی جائز ہے۔

توضیح

جہر سے اعوذ پڑھنے کا یہ فائدہ ہے کہ سننے والا شروع ہی سے متنبہ ہو کر متوجہ ہو جاتا ہے اور تلاوت کا کوئی حصہ اس سے فوت نہیں ہوتا ـــــ ۱۲

۳ دانت

س ۱۷۔ انسان کے منہ میں کتنے دانت ہوتے ہیں ان کی تفصیل اور نام بتایئے

ج ۔ انسان کے منہ میں عام طور پر بتیس ۳۲ دانت ہوتے ہیں سولہ اوپر کے
جبڑے میں اور سولہ نیچے کے جبڑے میں۔ سامنے کے اوپر والے دو
دانتوں کو ثنایا علیا اور سامنے کے نیچے والے دو دانتوں کو ثنایا سفلے
کہتے ہیں۔

ثنایا علیا اور ثنایا سفلے کے اِدھر اُدھر ایک ایک دانت اور
ہے ان چاروں کا نام رباعیات اور قواطع ہے۔

رباعیات (علیا و سفلے) کے برابر اوپر نیچے ایک ایک نوکدار
دانت ہے ان چاروں نوکدار دانتوں کو انیاب اور کواسر کہتے ہیں۔

انیاب سے متصل دائیں بائیں، اوپر نیچے ایک ایک داڑھ ہے

جن کا مجموعہ چار ہے انھیں ضواحک کہتے ہیں۔

ضواحک کے پہلو میں اوپر نیچے دونوں جانب تین تین داڑھیں ہیں جن کا مجموعہ بارہ ہے اور ان کا نام طواحن ہے۔

طواحن سے متصل بالکل اخیر میں اوپر نیچے ہر دو جانب ایک ایک داڑھ اور ہے ان چاروں داڑھوں کا نام نَواجِذ ہے۔

ان بیس داڑھوں یعنے ضواحِک، طَواحِن اور نواجِذ کو اَضْراس کہتے ہیں۔

دانتوں کے نام آسانی سے یاد کرنے کیلئے جمال القرآن کے اشعار درج کئے جاتے ہیں:

ہے تعداد دانتوں کی کل تینتیس اور دو
ثنایا ہیں چار اور رباعی ہیں دو دو
ہیں انیاب چار اور باقی رہے بیس
کہ کہتے ہیں فُرادا اضراس انھیں کو
ضواحک ہیں چار اور طواحن ہیں بارہ
نواجذ بھی ہیں ان کے بازو میں دو دو۔۱۲

۴ مخارجِ حروف

س ۱۸۔ مخرج کی تعریف کیجئے اور اس کے اقسام بتائیے؟
ج ۔ مخرج ۔ جس جگہ سے حرف ادا ہوتا ہے اسے مخرج کہتے ہیں۔

مخرج کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ مخرجِ مُحَقَّق (مُنقَطَع)

۲۔ مخرجِ مُقَدَّر۔

مخرج مُحَقَّق ۔ زبان، ہونٹ اور حلق کے معیّنہ حصّوں میں سے کوئی خاص حصّہ ہے۔

مخرج مُقدَّر ۔ یہ مخرج محقق کے برعکس ہے یعنی مذکورۂ بالا تین موقعوں کے حصّوں میں سے کوئی غیر معیّن حِصّہ ہے۔ یہ صرف جَوف ہے۔ بعض کے نزدیک خیشوم بھی مخرجِ مقدر ہے۔ باقی

سب مخارج مُحَقَّق اور مُنقَطَع ہیں۔

س ۱۹ مخارج کتنے ہیں ؟ ہر ایک کو بیان کیجئے۔

ج ۔ مخارج جمع ہے مخرج کی ۔ مخارج میں تین مذہب ہیں ۔ امام فرّاء (یحیٰی) کے نزدیک چودہ، امام سیبویہؒ کے نزدیک سولہ اور امام خلیل بن احمد نحویؒ فراہیدی کے نزدیک سترہ مخارج ہیں۔ تفصیل یہ ہے :

۱۔ جَوفِ دہن (ہونٹوں سے حلق تک منہ کا اندرونی خلاء)۔ اس سے حروف مدّہ یعنے الف، واؤ مدّہ اور یائے مدّہ نکلتے ہیں۔

الف مدّہ ۔ الف ہمیشہ مدّہ ہوتا ہے یعنی الف ساکن اور اس سے پہلے ہمیشہ زبر ہوتا ہے جیسے ما، لَا ، قَالَا ۔

واوِ مدّہ ۔ واؤ ساکن سے پہلے پیش ہو جیسے تُولُوا، قُولُوا ۔

یائے مدّہ ۔ یائے ساکن سے پہلے زیر ہو جیسے لِیْ، فِیْ، بِیْ، اَیْ،

۲۔ اقصائے حلق ۔ یہ حلق کا وہ حصہ ہے جو سینہ کی طرف ہے اس جگہ سے ہمزہ اور ھا ادا ہوتے ہیں۔

۳۔ وسطِ حلق (درمیان حلق)۔ اس سے عین اور حا نکلتے ہیں۔

۴۔ ادنائے حلق ۔ یہ حلق کا وہ حصہ ہے جو منہ کی جانب ہے یہاں سے غین اور خا نکلتے ہیں۔

اَقصائے حلق، وسطِ حلق اور ادنائے حلق سے نکلنے والے حروف کو حروفِ حلقی کہتے ہیں۔

۵۔ اَقصائے لِسان (زبان کی جڑ) اور اوپر کا تالو۔ اس سے قاف نکلتا ہے۔

۶۔ کاف کا مخرج۔ کاف کا مخرج ق کے مخرج کے قریب۔ ذرا مُنہ کی جانب نیچے ہٹ کر ہے اس جگہ سے کاف ادا ہوتا ہے۔ ان دونوں حروف کو لَھَوِیَّہ اور لھاتیَّہ کہتے ہیں۔

۷۔ وسطِ زبان وسطِ تالو۔ یہاں سے تین حروف یعنی ج، ش اور یائے غیر مدّہ (یائے لین اور یائے متحرک) نکلتے ہیں جنھیں شَجَرِیَّہ کہتے ہیں۔

۸۔ حافۂ لِسان (زبان کی کروٹ) اور اوپر کی داڑھیں نواجذ سے ضواحک تک۔ جب زبان کی کروٹ بائیں یا دائیں جانب مذکورہ داڑھوں کی جڑ سے ملجائے تو اس جگہ سے ضاد نکلتا ہے جسے حافیہ کہتے ہیں۔ اس کی ادائیگی بائیں جانب سے آسان ہے اور بائیں دائیں دونوں جانب سے ادا کرنا بھی صحیح ہے مگر مشکل ہے۔

۹۔ زبان کا کنارہ اور کچھ حصّہ حافۂ لِسان۔ جب یہ ثنایا سے ضواحک تک کے مسوڑھوں سے ٹکراتے ہیں تو 'ل' ادا ہوتا ہے

۱۰- زبان کا کنارہ جب ثنایا، رباعی اور انیاب (ضواحک کو چھوڑکر) کے مسوڑھوں سے ٹکراتا ہے تو "ن" نکلتا ہے۔

۱۱- زبان کا کنارہ مع کچھ حصہ پشتِ زبان جب ثنایا اور رباعیات (انیاب وضواحک کے علادہ) کے مسوڑھوں سے ٹکراتے ہیں تو "ر" نکلتی ہے۔

ان تین حروف یعنی ل، ن، ر کو طرفیہ اور ذَلقیہ کہتے ہیں۔

۱۲- زبان کی نوک اور ثنایا عُلیا کی جڑ- یہاں سے ط، د، ت ادا ہوتے ہیں اور ان کو نطعیہ کہتے ہیں۔

۱۳- طرفِ لسان اور ثنایا عُلیا کا کنارہ - یہاں سے ظ، ذ، ث نکلتے ہیں جنھیں لثویہ کہتے ہیں۔

۱۴- زبان کی نوک اور ثنایا سُفلیٰ وعُلیا کے اندرونی کنارے۔ جب اوپر کے دانت نیچے کے دانتوں سے ملتے ہیں تو ان کے اندرونی کناروں سے ص، ز، س ادا ہوتے ہیں جن کو صفیریہ کہتے ہیں - اسلیہ یعنی زبان کا کنارہ

۱۵- نیچے کے ہونٹ کی تری اور ثنایا عُلیا کا کنارہ- یہاں سے ف نکلتی ہے۔

۱۶- ب، م اور واؤ غیر مدّہ (واؤ لین اور واؤ متحرک)۔

یہ حروف دونوں ہونٹوں سے ادا ہوتے ہیں۔ ب دونوں ہونٹوں کی تری سے، م دونوں ہونٹوں کی خشکی سے اور و دونوں ہونٹوں کی گولائی سے ادا ہوتا ہے۔

ب کو بحری اور میم کو بری کہتے ہیں۔ ب، م، واؤ اور ف کو حروف شَفَوِیّہ کہتے ہیں۔

۱۷۔ خیشوم (ناک کا بانسہ)۔ اس سے غُنّہ ادا ہوتا ہے۔

س ۲۰۔ مخارج کی تعداد میں اختلاف کی کیا وجہ ہے؟ تفصیل کے ساتھ بیان کیجئے۔

ج۔ مخارج کا اختلاف اعتباری ہے حقیقی نہیں۔ امام خلیل بن احمد نحویؒ، شیخ امام سیبویہؒ، اکثر قراءؒ و نحویینؒ اور علامہ جزریؒ ل، ن، ر میں قرب مخرج کا اعتبار نہ کرنے کے سبب ہر ایک کا مخرج الگ الگ بیان کرتے ہیں۔ نیز ضُعف اور قوتِ اعتمادِ صَوت کا لحاظ کر کے حرفِ علت جب مدہ ہوں تو ان کا مخرج جوف کہتے ہیں۔ ان کے ہاں مخارج کی تعداد سترہ ہے۔

امام سیبویہؒ اور علامہ شاطبیؒ کے نزدیک جُوف مستقل مخرج نہیں اس لئے کہ حرف الف ہوائیہ ہے نیز اس کی ادائیگی میں کسی جُزءِ معیّن پر اعتماد نہیں ہوتا، اسی وجہ سے اس کو

مبدءِ مخارج یعنے اقصائے حلق میں ہمزہ کے ساتھ شامل کرتے ہیں اور یائے مدّہ و واؤ مدّہ میں زبان اور ہونٹوں پر نہایت ضعیف اعتماد کے سبب مدّہ اور غیر مدّہ کا ایک ہی مخرج قرار دیتے ہیں اور ل، ن، ر میں قربِ مخرج کا لحاظ نہ کرتے ہوئے ہر ایک کا مخرج الگ الگ مانتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کے نزدیک مخارج سولہ ۱۶ ہیں۔

امام فرّاءؒ (یحیٰی بن زیادؒ) محمد بن مُستَنیر قطربؒ اور ابوعمرو صالح بن اسحٰق چودہ مخارج کے قائل ہیں۔ یہ حضرات مذکورہ وجوہ کی بناء پر جَوف کو مستقل مخرج نہیں مانتے اور قرب کا اعتبار کر کے ل، ن، ر کا مخرج ایک شمار کرتے ہیں۔

س ۲۱۔ مخرج معلوم کرنے کا طریقہ بتائیے؟

ج ۔ مخرج معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ حرف کو ساکن کر کے اس کے اوّل میں ہمزہ متحرک لے آؤ اور صحیح طور پر اس کے مخرج سے ادا کرو، جس جگہ تصادمِ عضوَین ہو کر آواز ختم ہو وہی اس کا مخرج ہے مثلاً اَبْ، اَحْ، اَقْ، اَطْ وغیرہ ــــــــ ۱۲

۵ حرف کی تعریف اور القاب

س ۲۲۔ لغت اور اصطلاح تجوید میں حرف کسے کہتے ہیں ؟

ج ۔ حرف ، لغت میں طرف اور کنارہ کو کہتے ہیں اور اِصطلا
تجوید میں اس آواز کو کہتے ہیں جو مخرج مُحَقَّق یا مُقَ
میں معتمد ہوکر (ٹکرا کر) نکلتی ہے ۔

س ۲۳۔ حرُف کے کتنے القاب ہیں ؟ ہر لقب کی وجہ تسمیہ اور حروف

ج ۔ امام خلیل بن احمد نحویؒ کے نزدیک حروف کے دس القاب ہیں

۱۔ حلقیہ ۔ یہ چھ حروف ہیں ہمزہ ، ھا ، عین ، حا ، غین ، خ
ان کو حروف حلقیہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ حلق سے نکلتے ہیں

۲۔ لَہَوِیّہ ۔ یہ دو حروف ہیں قاف اور کاف ، ان کو لہوِیَہ
اور لہاتیہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ لہات (کوّے) کے پاس سے

نکلتے ہیں۔

۳۔ شَجْرِیَّہ ۔ یہ تین حروف ہیں ج، ش، ی۔ ان کو شَجْرِیَّہ اسلئے کہتے ہیں کہ یہ شَجَرِ فَمْ (مُنہ کے پھیلاؤ کی جگہ) یعنی زبان و تالو کے درمیانی حصّہ سے نکلتے ہیں۔

۴۔ صَفیریہ ۔ یہ تین حروف ہیں ص ز س ۔ ان کو صفیریّہ اور اَسَلِیَہ کہتے ہیں۔

صَفیریہ اس لئے کہ چڑیا کی آواز کی طرح تیز اور سیٹی جیسی آواز سے ادا ہوتے ہیں اور اَسَلِیَہ اس وجہ سے کہ یہ زبان کے کنارے اور نوک سے نکلتے ہیں۔

۵۔ نِطْعِیّہ ۔ یہ ط د اور ت ہیں ان کو نِطْعِیَہ اسلئے کہتے ہیں کہ یہ نِطع (غار) کے قریب سے نکلتے ہیں۔

۶۔ لِثَوِیَّہ ۔ یہ ظ، ذ، ث ہیں، ان کو لِثَوِیَّہ کہتے ہیں، لِثَّہ کے معنی مسوڑھے کے ہیں۔ چونکہ ثنایا عُلیا بھی مسوڑھوں میں جمے اور لگے ہوئے ہیں، اسی ادنیٰ مناسبت کی بناء پر یہ لِثَوِیَّہ کہلاتے ہیں۔

۷۔ طَرفیّہ، ذَلقیّہ ۔ یہ تین حروف ہیں ل ن ر ۔ ان کو طرفیّہ اور ذلقیّہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ زبان کے ذلق (طرف)

اور کنارے سے نکلتے ہیں۔

۸۔ شَفَوِیّہ ۔ یہ چار حروف ہیں ف و ب م۔ ان کو شفویہ ا
کہتے ہیں کہ یہ دونوں ہونٹوں سے ادا ہوتے ہیں۔

۹۔ جَوْفِیّہ ۔ یہ حروف، الف، واوٗ مدّہ اور یائے مدّہ ہیں۔ ان
جَوْفِیّہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ مُنہ کے اندرونی خلاء سے ا
ہوتے ہیں۔

۱۰۔ ہوائیّہ ۔ حروف جَوْفِیّہ کو ہوائیّہ بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ ہوا
ختم ہوتے ہیں ——— ۱۲

٦ | صِفات

س ۲۴- صفت کی تعریف کیجئے ؟

ج - صفت وہ کیفیت ہے جو حروف کی حالت کو ظاہر کرتی ہے یعنی حروف کا بلند یا پست ہونا، قوی یا ضعیف ہونا، سخت یا نرم ہونا وغیرہ وغیرہ۔

س ۲۵- صفت کی کتنی قسمیں ہیں ؟ ہر ایک کی وضاحت کیجئے۔

ج - صِفت کی دو قِسمیں ہیں :

۱- لازمہ۔

۲- عارضہ۔

صفتِ لازمہ - یہ وہ صفت ہے جو حروف کی ادائیگی کے لئے ہمیشہ ضروری ہوتی ہے اگر اسے ادا نہ کیا جائے تو حرف مکمل

ادا نہیں ہو سکتا مثلاً ص میں صفتِ اطباق ادا نہ کی جائے تو یہ س بن جائے گی۔ اسے صفتِ ذاتیہ، مُمیّزہ اور مُقوّمہ بھی کہتے ہیں۔

صفتِ عارضہ۔ یہ وہ صفت ہے جس کے ادا نہ ہونے سے حرف تو وہی رہتا ہے مگر اس کا حُسن اور زینت ختم ہو جاتی ہے مثلاً را پر زبر یا پیش ہو تو اُسے پُر پڑھنا چاہیئے لیکن باریک پڑھا۔ یا اللہ کے لام سے قبل زبر یا پیش ہو تو اس لام کو پُر پڑھنا ضروری ہے مگر اس کے برعکس یعنی باریک پڑھا۔ اس صفت کو مُحسّنہ، مُزیّنہ اور محلّیہ بھی کہتے ہیں ۔۔۔ ۱۲

۷ صفاتِ لازمہ

س ۲۶ - صفاتِ لازمہ کی تعداد کیا ہے ؟ اور ان کی کتنی قسمیں ہیں ؟

ج - صفات لازمہ کی تعداد میں اختلاف ہے لیکن ان میں سے مشہور صِفات سترہ ہیں، یہ مذہب علامہ جزری اور ان کے متبعین کا ہے،

پھر ان کی دو قسمیں ہیں :

۱- لازمہ متضادّہ -

۲- لازمہ منفردہ (غیر متضادّہ)

صفاتِ لازمہ متضادّہ حسب ذیل دس ہیں :

(۱) ھمس	اس کی ضِد	(۲) جہر -
(۳) شِدّت	" "	(۴) رِخْوت -
(توسط)		

(۵) اِستعلاء	اس کی ضد		(۶) اِستفال
(۷) اِطباق	//	//	(۸) اِنفتاح
(۹) اِذلاق	//	//	(۱۰) اِصمات

صفاتِ لازمہ منفردہ درج ذیل سات ہیں:

(۱) قلقلہ	(۲) تکرار
(۳) صفیر	(۴) تَفَشّی
(۵) اِستطالت	(۶) اِنحراف
(۷) لِیْن	

۱۲ ——

(سپر آرٹ پریس کراچی)

٨ صِفاتِ لازمہ متضادّہ

س ۲۷۔ صفاتِ لازمہ متضادّہ کن صفات کو کہتے ہیں ؟ ہر ایک کو بیان کیجئے۔

ج ۔ صفاتِ لازمہ متضادّہ وہ صفات ہیں جن کے لئے ضد اور مقابل ہو۔ ایسی صفات جو مشہور ہیں وہ دس ہیں :

۱۔ ہمس ۔ اس کے معنی ہیں پست اور ضعیف آواز ۔ یہ صفت دس حروف میں پائی جاتی ہے جن کا مجموعہ فَحَثَّہٗ شَخْصٌ سَکَتَ ہے ۔ ان کو حروف مہموسہ کہتے ہیں ۔ ان کی ادائیگی کے وقت آواز میں پستی اور ضُعف پیدا ہو جاتا ہے اور سانس جاری رہتا ہے ۔ اس کی ضد جہر ہے ۔

۲۔ جہر ۔ اس کے معنی ہیں بلند اور قوی آواز ۔ یہ ہمس کی ضد ہے ۔

یہ صفت ما سوا حروف مہموسہ کے باقی انیس ١٩ حروف میں پائی جاتی ہے جنہیں مجہورہ کہتے ہیں۔ ان حروف کی ادائیگی کے وقت آواز میں قوّت اور بلندی پیدا ہو جاتی ہے اور سانس بند ہو جاتا ہے۔

٣۔ شِدَّت۔ اس کے معنی ہیں سختی۔ یہ صفت آٹھ حروف میں پائی جاتی ہے جن کا مجموعہ اَجِدُ قَطٍ بَکَتْ ہے۔ ان حروف کو شدیدہ کہتے ہیں۔ ان کے ادا کرتے وقت آواز میں قوتِ اعتماد کی وجہ سے سختی ہوتی ہے اور آواز بند ہو جاتی ہے۔ اسکی ضد رِخوت ہے۔

٤۔ رِخْوَت۔ اس کے معنی ہیں نرمی۔ یہ صفت شِدَّت کی ضد ہے اور حروف شدیدہ و متوسطہ کے علاوہ باقی سولہ ١٦ حروف (ث ح خ ذ ز س ش ص ض ظ غ ف ہ و ا ی) میں پائی جاتی ہے ان حروف کو رِخوہ کہتے ہیں، ان کے ادا کرتے وقت آواز میں نرمی ہوتی ہے اور آواز جاری رہتا ہے۔

تَوَسُّط۔ اس کے معنی ہیں درمیانی حالت۔ یہ صفت پانچ حروف میں پائی جاتی ہے جن کا مجموعہ لِنْ عُمَرْ ہے۔ ان حروف کو متوسطہ اور بَینِیَّہ کہتے ہیں۔ ان کے ادا کرتے وقت آواز نہ

بالکل بند ہوتی ہے اور نہ پوری طرح جاری رہتی ہے۔ یہ حروف شِدَّتْ اور رِخْوت کے بَیْن بَیْن پڑھے جاتے ہیں۔

٥۔ اِسْتِعْلاء۔ اس کے معنی ہیں بلند ہونا، مرتفع ہونا۔ یہ استفال کی ضد ہے۔ یہ صفت سات حروف میں پائی جاتی ہے جن کا مجموعہ خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ ہے، ان کو حروفِ مستعلیہ کہتے ہیں۔ ان کی ادائیگی کے وقت زبان کا اکثر حصّہ تالو کی طرف اٹھتا ہے جس کی وجہ سے یہ حروف موٹے ہو جاتے ہیں۔

٦۔ اِسْتِفال۔ اس کے معنی ہیں پست اور نیچے رہنا۔ یہ اِسْتعلاء کی ضد ہے اور حروف مستعلیہ کے علاوہ باقی بائیس حروف میں پائی جاتی ہے جن کو مُسْتَفلہ کہتے ہیں۔ ان کو ادا کرتے وقت زبان کا اکثر حصّہ تالو کی طرف بلند نہیں ہوتا جس کی وجہ سے یہ حروف باریک ہو جاتے ہیں۔

٧۔ اِطْبَاق۔ اس کے معنی ڈھانکنے اور لپٹنے کے ہیں یہ اِنْفتاح کی ضد ہے اور چار حروف ص ض ط ظ میں پائی جاتی ہے جن کو مُطْبَقہ کہتے ہیں۔ ان کے ادا کرتے وقت زبان کا اکثر حصّہ تالو سے مُلصِق ہو جاتا ہے یعنی لپٹ جاتا ہے۔

٨۔ اِنْفِتاح۔ اس کے معنی ہیں کھُلا رہنا، جُدا رہنا۔ یہ صفت

اطباق کی ضد ہے اور حروف مُطبَقَہ کے علاوہ باقی پچیس حروف میں پائی جاتی ہے جن کو مُنفتحہ کہتے ہیں ان حروف کے ادا کرتے وقت زبان کا بیشتر حصہ تالو سے علیحدہ رہتا ہے۔

۹۔ اِذْلاق۔ اس کے معنی میں تین قول ہیں، چھُری وغیرہ کا تیز کرنا، پھسلنا، کناروں سے ادا ہونا۔ اسکی ضد اصمات ہے۔ یہ صفت چھ حروف میں پائی جاتی ہے جن کا مجموعہ فَرَّمِنْ لُّبٍّ ہے۔ ان کو حروفِ مُذلقہ کہتے ہیں۔ یہ حروف ہونٹوں اور زبان کے کنارے سے سہولت اور جلدی سے ادا ہوتے ہیں۔

۱۰۔ اِصْمات۔ اس کے معنٰی میں بھی تین قول ہیں، منع کرنا خاموش ہونا، خاموش کرنا۔ یہ صفت اِذْلاق کی ضد ہے اور حروفِ مُذلقہ کے علاوہ باقی تیئیس حروف میں پائی جاتی ہے جن کو مُصْمَتہ کہتے ہیں۔ یہ حروف جماؤ اور مضبوطی کے ساتھ ادا ہوتے ہیں۔ ۱۲

۹ صِفاتِ لازمہ مُنفرِدَہ

س ۲۸۔ صفاتِ لازمہ منفردہ (غیر متضادَّہ) کن صفات کو کہتے ہیں؟
ہر ایک کو بیان کیجئے۔

ج ۔ صفاتِ لازمہ منفردہ ایسی صفات ہیں جن کے لئے قراء کی اصطلاح میں ضد اور متقابل کا کوئی نام نہیں اس لئے ان کو منفردہ کہتے ہیں۔ یہ کسی حرف میں پائی جاتی ہیں اور کسی میں نہیں۔

ایسی صفات سات ہیں:

۱۔ قلقلہ ۔اِس کے لُغوی معنے ہیں جُنبش اور حرکت۔ یہ صفت پانچ حروف میں پائی جاتی ہے جن کا مجموعہ قُطْبُ جَدٍ ہے۔ ان کو حروفِ قلقلہ کہتے ہیں۔ جب یہ حروف ساکن ہوں تو ان کے مخرج میں سختی کے ساتھ جُنبش ہونا چاہیئے۔

'ق' میں صفتِ قلقلہ کا اظہار باقی چار حروف کے

مقابلہ میں زیادہ ہوا کرتا ہے۔

جنبش دیتے وقت زبر، زیر، یا پیش کی بُو بالکل پیدا

نہ ہو ورنہ قلقلہ صحیح نہیں ہوگا۔

اگر حرفِ قلقلہ مشدّد ہے تو اس کی ادائیگی میں دیر

لگا کر قلقلہ ادا کرنا چاہیئے وَرنہ مُشدّد کا مُخفّف بن جائیگا

اور اگر حرف قلقلہ مُخفّف ہے تو اس کے ادا کرنے کے فوراً بعد

قلقلہ ادا کردینا چاہیئے وَرنہ مُخفّف کا مُشدّد ہو جائے گا جو

بھاری غلطی ہے۔

حرفِ قلقلہ مُشدّد کی مثال۔ بِالْحَقِّ ط وَتَبَّ ۝ لَحَقٌّ

حرفِ قلقلہ مُخفّف کی مثال۔ خَلَقَ ۝ فِي الْعُقَدِ ۝ اَحَدٌ

توضیح

سکون وقفی میں قلقلہ کا خیال رکھنا زیادہ ضروری ہے

کیونکہ وقف سانس ختم ہونے کے وقت کیا جاتا ہے جسکی وجہ

آواز کمزور پڑجاتی ہے اور صفتِ قلقلہ ظاہر نہ ہونے کا قوی

احتمال ہوتا ہے جیسے ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝ فِي الْبِلَادِ ۝

مُحِيْطٌ ○ ان مثالوں میں ج، د اور ط وقف کی وجہ سے ساکن ہیں۔ پس سکون وقفی میں قلقلہ کا خاص لحاظ رکھنا ضروری ہے چنانچہ علامہ جزریؒ نے اس پر تنبیہ فرمائی ہے:

وَبَيِّنَنْ مُقَلْقَلًا اِنْ سَكَنَا ،
وَاِنْ يَّكُنْ فِي الْوَقْفِ كَانَ اَبْيَنَا

ترجمہ۔ اور تو خوب ظاہر کر حرفِ قلقلہ کو اگر وہ ساکن ہو۔ اور اگر حرف قلقلہ وقف میں ہو (یعنی وقف کے سبب سے ساکن ہو) تو زیادہ ظاہر ہونے والا ہوگا۔

۲۔ تکرار۔ اس کے لغوی معنی ہیں کسی شئے کو بار بار کرنا۔ تکرار کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ مشابہتِ تکرار۔

۲۔ حقیقتِ تکرار۔

تکرار صرف را میں پائی جاتی ہے۔ اس حرف کے ادا کرتے وقت مشابہت تکرار یعنے آواز میں لرزہ سا پیدا ہوجاتا ہے۔ حقیقتِ تکرار ممنوع ہے اور اس سے احتراز ضروری ہے خصوصاً جبکہ را مُشَدَّدْ ہو کیونکہ مشدد را کی صورت میں حقیقتِ تکرار ظاہر ہونے کا قوی احتمال ہے اور اس سے ایک

راء کی را بن جاتی ہیں جیسے اَیْنَ الْمَفَرُّ، مُسْتَقَرٌّ، فِی الْحَرِّ۔

۳۔ صَفِیر۔ چڑیوں کی چہچہاہٹ اور سیٹی کی طرح تیز آواز کو صفیر کہتے ہیں، یہ صفت ص ز س میں پائی جاتی ہے۔ ان حروف کو صفیریہ کہتے ہیں۔ ان کے ادا کرتے وقت آواز سیٹی کی طرح تیز ہونا چاہیے۔

۴۔ تَفَشِّی۔ اس کے معنی ہیں پھیل جانا۔ یہ صفت صرف شین میں پائی جاتی ہے۔ اس حرف کو مُتَفَشِّی کہتے ہیں۔ اس کے ادا کرتے وقت آواز منہ میں پھیل جاتی ہے جیسے اَلْعَرْشِ ط غَوَاشٍ ط

۵۔ اِسْتِطَالت۔ اس کے معنی ہیں دراز ہونا۔ یہ صفت ضاد میں پائی جاتی ہے جس کو مستطیل کہتے ہیں۔ اس کے ادا کرتے وقت زبان شروع مخرج سے اخیر مخرج تک بتدریج لگتی ہے جس کی وجہ سے آواز میں درازی پیدا ہو جاتی ہے۔

۶۔ اِنحِراف۔ اس کے معنی ہیں پھر جانا اور پلٹ جانا یعنی اپنے مخرج سے گزر کر دوسرے مخرج تک پہنچ جانا۔ یہ صفت ل، ر میں پائی جاتی ہے۔ لام کے ادا کرتے وقت زبان کا کنارہ را کے مخرج کی طرف اور را میں کچھ اپنی پشت اور کچھ لام کے مخرج کی طرف لوٹتا ہے۔ ان حروف کو مُنحَرِفہ کہتے ہیں۔

لام اور را کے ادا کرتے وقت

۷۔ لِین ۔ اس کے معنی ہیں نرم ہونا ۔ یہ صفت دُو حروف میں پائی جاتی ہے واؤ لین اور یائے لین (واؤ ساکن اور یائے ساکن سے قبل زبر ہو تو انھیں حروف لین کہتے ہیں) ان کو ایسی نرمی سے ادا کرنا چاہیئے کہ ان پر مدّ کرنا چاہیں تو ہو سکے ۔ ۱۲

۱۰ صفاتِ عارضہ

س ۲۹ ۔ صفاتِ عارضہ سے کیا مراد ہے ؟ یہ کتنے حروف میں اور ک
حالتوں میں پائی جاتی ہیں ؟

ج ۔ صفاتِ عارضہ سے وہ صفات مراد ہیں جن کے ادا نہ ہونے
حرف کا حُسن و زینت باقی نہیں رہتا جو قواعدِ عُرفیہ (قواعد تجو
کے خلاف ہے ۔ ان صفات کو ملحوظ رکھتے ہوئے قرآنِ کریم
پڑھنا نہایت ضروری ہے ۔ یہ آٹھ حروف ا، ل، ر، ن، م،
ء، ی میں مختلف حالتوں میں پائی جاتی ہیں ۔ ۱۲

۱۱ || الفؔ کی تفخیم و ترقیق

س ۳۰ ۔ الف کب مُفَخَّمَ (پُر) اور کب باریک پڑھا جاتا ہے ؟
ج ۔ الف سے پہلے اگر پُر (موٹا) حرف ہے تو الف پُر پڑھا جاتا ہے جیسے قَالَ ، اَعْطٰی ، عَصٰی ، تَلَظّٰی اور اگر اس سے پہلے باریک حرف ہے تو باریک پڑھا جاتا ہے جیسے جَآءَ ، شَآءَ ، عَسٰی ——— ۱۲

۱۲ لام کی تفخیم و ترقیق

س ۱۳۱۔ اللّٰہ کے لام کو پُر اور باریک پڑھنے کا قاعدہ کیا ہے؟ وضاحت کے ساتھ بیان کیجئے۔

ج ۔ اللّٰہ کے لام سے پہلے اگر زبر یا پیش ہے تو اسے پُر پڑھتے ہیں جیسے اَللّٰہُ، یُرِیْدُ اللّٰہُ اور اگر زیر ہے تو باریک پڑھتے ہیں جیسے لِلّٰہِ، بِاللّٰہِ۔

توضیح

زَبَر، پیش، اصلی ہوں یا عارضی، متصل ہوں یا منفصل، ہر حالت میں سب قُرّاء لام کو پُر پڑھتے ہیں۔

اسی طرح مُطلقاً زیر کی وجہ سے جمیع اہلِ اداء لام کو

باریک پڑھتے ہیں۔

مذکورہ حالات کی بناء پر حسب ذیل شکلیں نکلتی ہیں:

۱۔ اللہ کے لام سے پہلے اصلی متصل زبر کی مثال ۔ فَاللّٰهُ ، تَاللّٰهِ۔

۲۔ 〃 〃 〃 عارضی 〃 〃 〃 ۔ اَللّٰهُ۔

۳۔ 〃 〃 〃 اصلی منفصل زبر کی مثال ۔ شَهِدَ اللّٰهُ ، عَلِمَ اللّٰهُ۔

۴۔ 〃 〃 〃 عارضی 〃 〃 〃 ۔ الٓمٓ اللّٰهُ ، مِنَ اللّٰهِ۔

۵۔ 〃 〃 〃 اصلی منفصل پیش کی مثال ۔ یُرِیْدُ اللّٰهُ ، وَلْیَشْهَدُ اللّٰهَ۔

۶۔ 〃 〃 〃 عارضی 〃 〃 〃 ۔ بَیْنَکُمُ اللّٰهُ۔

لَا تَعْلَمُوْنَهُمُ اللّٰهُ۔

۷۔ اللہ کے لام سے پہلے اصلی متصل زیر کی مثال ۔ لِلّٰهِ ، بِاللّٰهِ۔

۸۔ 〃 〃 〃 اصلی اور منفصل زیر کی مثال ۔ اَفَغَیْرَ

دِیْنِ اللّٰهِ۔

۹۔ اللہ کے لام سے پہلے عارضی اور منفصل زیر کی مثال:

قَوْمًا نِ اللّٰهُ ۔ اَحَدُ نِ اللّٰهُ۔

س ۳۲۔ اَللّٰهُمَّ کے لام کا کیا قاعدہ ہے؟

ج۔ اَللّٰهُمَّ کے لام کا قاعدہ بھی اللہ کے لام کی طرح ہے یعنی

اَللّٰهُمَّ کے لام سے قبل اگر زبر یا پیش ہے تو اسے پُر پڑھتے

ہیں اور اگر زیر ہے تو باریک۔

زبر کی مثال۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ۔

پیش " ۔ قَالُوا اللّٰهُمَّ۔

زیر " ۔ قُلِ اللّٰهُمَّ۔

س ۳۳۔ اللہ کے لام کے سوا دوسرے لاموں کا کیا قاعدہ ہے؟

ج ۔ اَللّٰه اور اَللّٰهُمَّ کے لام کے سوا باقی سب لام حضرت حفصؒ کی روایت میں باریک پڑھے جاتے ہیں جیسے وَلَهُمْ وَلَا صَلّٰى، وَتَوَلّٰى وغیرہ۔

توضیح

حضرت ورش عثمانؒ سے جو امام نافع مدنیؒ کے دوسرے راوی ہیں، دیگر لامات کا پُر پڑھنا بھی مروی ہے۔ کتب تجوید وقراءت میں اسکی پوری تفصیل مذکور ہے —— ۱۲

۱۳ | راء کی تفخیم و ترقیق

س ۱۴۳- متحرک راء کو پُر اور باریک پڑھنے کا قاعدہ بتائیے؟

ج - جس راء پر زبر، زبر یا زبر کی تنوین (دو زبر)، پیش یا پیش کی تنوین (دو پیش) ہوں تو اُسے پُر پڑھتے ہیں جیسے رَبُّكَ ، حَرَجاً، عَشَرَ، قَمَراً ، رُزِقْنَا، يَخْرُجُ ، وَالشَّجَرُ، مُنْذِرٌ-

جس راء کے نیچے زیر یا زیر کی تنوین (دو زیر) ہوں تو اس کو باریک پڑھتے ہیں جیسے رِزْقاً، فَرِحُوْا، وَالْقَمَرِ، مِنْ فُطُوْرٍ-

توضیح

۱- راءِ مکسور ہر حالت میں باریک پڑھی جاتی ہے اس کا کسرہ خواہ اصلی ہو یا عارضی، ایک زیر ہو یا دو زیر -

راء مکسورہ اصلی کی مثال۔ فِیْ نَارٍ، وَالْفَجْرِ:

عارضی کی مثال۔ وَبَشِّرِالَّذِیْنَ،

وَاَنْذِرِالنَّاسَ۔

۲۔ راء متحرک کلمہ کے اول، درمیان اور اخیر تینوں جگہ واقع ہوتی ہے جیسے رَبُّهٗ، اَخْرِجْنِیْ، اَكْبَرُ، اَلْمُدَّثِّرُ۔

۳۔ راء منونہ اور راء مکسورہ عارضی صرف اخیر کلمہ میں آتی ہیں اس لئے اوّل اور درمیان کلمہ کی کوئی مثال نہیں۔

راء منونہ کی مثال۔ مِنْ فُطُوْرٍ، شَكُوْرًا، غَفُوْرٌ۔

راء مکسورہ عارضی کی مثال۔ لَمْ يُذْكَرِاسْمُ اللّٰهِ،

وَاذْكُرِاسْمَ۔

س ۳۵۔ راء ساکنہ کے پُر اور باریک پڑھنے کا قاعدہ بتائیے؟

ج ۔ راء ساکنہ سے قبل اگر زبر یا پیش ہو تو اسے ہر حال میں پُر پڑھتے ہیں جیسے وَارْحَمْنَا، بَرْقٌ، اُرْكُضْ، قُرْبٰی۔

توضیح

راء ساکنہ سے قبل زبر اور پیش اصلی ہو یا عارضی، متصل ہو یا منفصل، ہر حالت میں اس کو پُر پڑھتے ہیں۔

اصلی اور متصل زبر کی مثال۔ بَرْقٌ، یَرْجِعُوْنَ۔

اصلی اور منفصل زبر کی مثال۔ تَفْرَحُوْنَ اُرْجِعْ، قَالَ ارْجِعْ۔

اصلی اور متصل پیش کی مثال۔ یُرْزَقُوْنَ، یُرْجَعُوْنَ۔

عارضی " " " ۔ اُرْکُضْ۔

اصلی اور منفصل پیش کی مثال۔ اَلْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ،

اٰمَنُوا ارْکَعُوْا۔

عارضی اور منفصل پیش کی مثال۔ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ ارْکَعُوْا۔

راء ساکنہ سے قبل اگر زیر ہو تو اس کے باریک پڑھنے کی

تین شرائط ہیں :

۱۔ کسرہ (زیر) اصلی ہو۔

۲۔ کسرہ اصلی اور راء ایک کلمہ میں ہوں۔

۳۔ راء کے بعد اسی کلمہ میں استعلاء کا حرف نہ ہو۔

راء مذکورہ کو صرف اس صورت میں باریک پڑھیں گے

جبکہ مذکورہ تینوں شرائط موجود ہوں جیسے شِرْعَةً، فِرْعَوْنَ۔

چنانچہ اِرْجِعُوْنِ، اِرْجِعْ، کی راء پُر پڑھی جائے گی

کیونکہ ان کلمات میں صرف دو شرطیں نمبر ۲ و نمبر ۳ پائی جاتی ہیں

اور نمبر ۱ نہیں۔

اور اَلَّذِی ارْتَضٰی، رَبِّ ارْجِعُوْنِ کی را بھی پُر پڑھی جا...

اس لئے کہ ان میں شرط نمبر ۱ اور نمبر ۳ موجود ہیں مگر نمبر ۲ نہیں

درج ذیل کلمات کی راء بھی پُر پڑھی جائے گی کیونکہ

ان میں شرط نمبر ۱ و نمبر ۲ تو موجود ہیں لیکن نمبر ۳ نہیں

۱- قِرْطَاسٍ پارہ ۷ سورۃ انعام ع ۱ -

۲- وَاِرْصَادًا پارہ ۱۱ سورۃ توبہ ع ۱۳

۳- فِرْقَۃٍ // // // // // ع ۱۵

۴- مِرْصَادًا پارہ ۳۰ سورۃ نبا ع ۱

۵- لَبِالْمِرْصَادِ // // سورۃ والفجر ع ۱

ایسی مثالیں قرآن کریم میں یہی پانچ ہیں -

کلمہ فِرْقٍ (پارہ ۱۹ سورۃ شعراء ع ۴) کی راء کو پُر اور بار...

دونوں طرح پڑھنا صحیح ہے -

توضیح

۱- راء کا سکون نام ہے خواہ اصلی ہو یا عارضی -

راء ساکن بسکون اصلی کی مثال - وَانْحَرْ، اُنْظُرْ -

// // عارضی (وقفاً) // // وَلَا تَذَرُ، لَا وَزَرَ ...

۲۔ راء ساکنہ بسکونِ عارضی صرف اخیر کلمہ میں آتی ہے جیسے سَقَرَ○ وَاٰخَرَ○ اوّل اور درمیان کلمہ میں نہیں آتی اس لئے اسکی مثال بھی نہیں پائی جاتی۔

۳۔ راء ساکنہ بسکونِ اصلی و لازمی تینوں جگہ (کلمہ کے اول، درمیان اور آخر) آتی ہے جیسے اِرْکَبْ، مِرْیَۃٍ، فَلَا تَنْھَرْ۔

س ۳۶۔ راء ساکن ہو اور اس کا ماقبل بھی ساکن ہو تو راکو پُر پڑھتے ہیں یا باریک؟

ج:۔ را ساکنہ سے قبل یاء ساکنہ کے علاوہ کوئی اور حرف ساکن ہو اور اس حرف سے پہلے زبر یا پیش ہو تو اس راکو پُر پڑھتے ہیں اور اگر زیر ہو تو باریک۔ مثلاً:

را ساکن ہو، اس سے پہلے ساکن غیر یاء ہو اور اس سے پہلے زبر ہو جیسے اَلْاَمْرُ، وَالْفَجْرِ، شَھْرٍ○

را ساکن ہو اور اس سے پہلے ساکن غیر یاء ہو اور اس سے پہلے پیش ہو جیسے اَلْعُسْرَ، اَلْاُمُوْرُ○

را ساکن ہو اور اس سے پہلے ساکن غیر یاء ہو اور اس سے پہلے زیر ہو جیسے اَلذِّکْرَ، بِکْرٌ، حِجْرٍ○

س ۳۷۔ راء ساکنہ سے قبل اگر یاء ساکنہ ہو تو اس کی ترقیق اور تفخیم کا

قاعدہ بتایئے ؟

ج ۔ راء ساکنہ سے قبل اگر یا ساکنہ ہو تو را کو ہر حالت میں باریک
پڑھتے ہیں اور یا ساکنہ سے پہلے حرف کی حرکت کا اعتبار نہیں
کیا جاتا جیسے لَا ضَیْرَ ط خَیْرٌ ط خَبِیْرٌ ○

توضیح

ایسی را کی مثال نہیں پائی جاتی جو خود ساکن ہو اس سے
قبل یائے ساکنہ ہو اور اس سے پہلے پیش ہو۔

س ۳۸۔ راء موقوفہ بالاسکان یا بالاشمام (ایسی را جس پر اسکان یا
اشمام کے ساتھ وقف کریں) کے مُفَخَّمْ اور مُرَقَّقْ پڑھنے کا
کیا حکم ہے ؟

ج ۔ ۱۔ راء موقوفہ بالاسکان یا بالاشمام کو اس کی پہلی حرکت کے مطابق
پُر یا باریک پڑھتے ہیں یعنی پہلے اگر زبر یا پیش ہے تو پُر
اور اگر زیر ہے تو باریک۔

زبر کی مثال ۔ وَالْقَمَرُ ط مُزْدَجَرٌ ○
پیش " " ۔ اَلنُّذُرُ ○ حُمُرٌ ط
زیر " " ۔ اَلْاَشِرُ ○ مُنْتَشِرٌ ○

راءِ موقوفہ بالاسکان یا بالاشمام کا ماقبل ساکن اگر غیر یا ہے تو اس سے پہلی حرکت کے مطابق 'ر' کو پُر یا باریک پڑھتے ہیں یعنی پہلے اگر زبر یا پیش ہے تو پُر اور اگر زیر ہے تو باریک جیسے اَلْاَمْرُ ط کَفَّارٌ ۝ اَلنُّشُوْرُ ۝ غَفُوْرٌ ۝ وَلَا بِكْرٌ ط

راءِ موقوفہ بالاسکان یا بالاشمام کا ماقبل اگر یاء ساکنہ ہے تو راء کو ہر حالت میں باریک پڑھتے ہیں، یاء ساکنہ سے پہلے حرف پر خواہ کوئی بھی حرکت ہو جیسے وَالطَّيْرُ ط خَيْرٌ ط قَدِيْرٌ ۝۔

س ۳۹۔ راءِ رامہ کا کیا حکم ہے؟

ج ۔ راءِ رامہ یعنی موقوفہ بالرَّوْم (ایسی راء جس پر رَوْم سے وقف کریں) کو اس کی اپنی حرکت کے مطابق پُر یا باریک پڑھتے ہیں اور اس کی ماقبل حرکت کا اعتبار نہیں کیا جاتا یعنی رَوْم اگر زیر میں کیا ہے تو باریک اور اگر پیش میں کیا ہے تو پُر پڑھتے ہیں۔ جیسے وَنُذُرِ ۝ مُقْتَدِرٍ ۝ وَالشَّجَرُ ط مُنْتَصِرٌ ۝

س ۴۰۔ راءِ ممالہ کے پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ اِمالہ کسے کہتے ہیں؟ اس کی کتنی قسمیں ہیں؟ ہر ایک کو بیان کیجئے۔

ج ۔ رامُمالہ باریک ہی پڑھی جاتی ہے۔
امالہ کے لُغوی معنے جُھکانے کے ہیں اور اسکی دو قسمیں ہیں
اِمالہ کُبریٰ ۔ زبَر کو زیر کی طرف اور الف کو یا کی طرف اس
طرح مائل کر کے پڑھنا کہ تلفّظ یائے مجہول کی طرح ہو جائے
جس طرح اُردو اور فارسی میں آئے اور آمدے کا تلفظ ہے اس
کو امالہ محضہ اور اضجاع بھی کہتے ہیں۔
تمام قرآن کریم میں حضرت حفصؒ کے لئے صرف کلمہ مَجرٖیہا
(پارہ ۱۲ سورۃ ھود ع ۴) میں امالہ ہے۔
یائے معروف کی طرح تلفّظ کرنے کو اِمالہ نہیں کہتے
جیسے مِصرِی، آمَدِی، فِطرِی، پس مَجْرٖیھَا کو اس طرح اَدا
کرنا غلط اور تحریف ہے۔
اِمالہ صُغریٰ ۔ زبَر اور الف کو زیر اور یا کی جانب اس طرح
مائل کر کے پڑھنا کہ اس میں انخفاض کی نسبت انفتاح غالب رہے
اسی کو امالہ صُغریٰ، تقلیل اور بینَ اللَّفْظَیْن کہتے ہیں۔ اسکی مثال
نہیں دی جا سکتی کیونکہ یہ صرف ماہر اُستاذ سے سننے پر موقوف ہے
س ۱۸ ۔ رامُشدّدہ کے پُر اور باریک پڑھنے کا قاعدہ بتائیے ؟
ج ۔ رامُشدّدہ متحرکہ ایک رائے حکم میں ہے پہلی را دوسری کے تابع

ہوتی ہے اور اس کو خود اپنی حرکت کے مطابق (رامتحرک کی طرح) پُر یا باریک پڑھا جاتا ہے اسی وجہ سے مُسْتَقَرٌّ اور اَمَرٌّ میں راء پُر پڑھی جاتی ہے اور مُصْفَآ ءٌ، دُسَّرٍ، یٰٓۗ فِی الْحَرِّ میں باریک۔

رامشدّدہ موقوفہ بالاِسکان، بالاِشمام اور بالرَّوم کو راءِ غیر مشدّدہ موقوفہ بأوقاف ثلاثہ کے قواعد کے مطابق پُر یا باریک پڑھتے ہیں۔

توضیح

۱۔ بعض حضرات ناواقفیت کی بنا پر رامشدّد کو دو را سمجھ کر (پہلی کو ساکن اور دوسری کو متحرک) پہلی کو اس کی ما قبل حرکت کے مطابق اور دوسری کو خود اپنی حرکت کے مطابق پُر یا باریک پڑھ جاتے ہیں جو بالکل غلط اور قواعد تجوید کے خلاف ہے۔

۲۔ تمام قُرّاء مذکورہ قواعد کے مطابق را کو پُر یا باریک پڑھتے ہیں لیکن حضرت امام نافع مدنیؒ کے دوسرے راوی جن کا لقب ورشؒ اور اسم گرامی حضرت عثمان مصریؒ ہے، راء کی تفخیم و ترقیق کے کچھ اور قواعد بھی بتاتے ہیں جن کی تفصیل کتب قراءت

یں مذکور ہے۔

۳۔ راء کے اصل میں اختلاف ہے بعض قراء کے نزدیک اس میں تفخیم ہے اور بعض کے نزدیک ترقیق اور بعض کہتے ہیں کہ را میں نہ تفخیم اصل ہے اور نہ ترقیق بلکہ یہ صفت راء کو خود اپنی حرکت یا ما قبل حالت سے عارض ہوتی ہے لیکن جمہور کا مذہب یہ ہے کہ راء میں اصل تفخیم ہے کیونکہ اس کے لئے کسی سبب کی حاجت نہیں مگر اس کے برعکس ترقیق کے واسطے کسی سبب کا ہونا ضروری ہے۔

س ۳۴۔ راء اور لام کے باریک پڑھنے کو کیا کہتے ہیں؟ اور ان دونوں کے پُر پڑھنے کو کس لفظ سے تعبیر کرتے ہیں؟

ج ۔ راء اور لام کے باریک پڑھنے کو ترقیق اور پُر پڑھنے کو تفخیم کہتے ہیں، تغلیظ بھی تفخیم ہی کے معنی میں ہے اور کبھی یہ فرق بھی کرتے ہیں کہ راء کے پُر پڑھنے کو تفخیم اور لام کے پُر پڑھنے کو تغلیظ کہہ دیتے ہیں ۔۔۔۔۔ ۱۲

۱۴ نونِ مُشدّد، نونِ ساکن اور تنوین

س ۳۴۔ نونِ مُشدّد کا کیا حکم ہے ؟

ج ۔ نونِ مُشدّد میں غُنّہ کرنا (ناک میں آواز لے جانا) ضروری ہے غُنّہ کی مقدار ایک الف ہے۔

اس کے سمجھنے کا طریقہ یہ ہے کہ ترتیل (ٹھہر ٹھہر کر) حَدر (جلدی) اور تَدوِیر (ترتیل اور حدر کی درمیانی حالت) میں سے جس طرح قرآنِ کریم پڑھا جائے اسی مناسبت سے ایک کُھلی ہوئی اُنگلی بند کی جائے یا بند انگلی کھولی جائے اس میں جتنی دیر لگے گی وہی ایک الف کی مقدار ہوگی ۔ اسی طرح دو، تین اور چار انگلیاں یکے بعد دیگرے کھول لینا یا بند کر لینا، دو، تین اور چار الف کا اندازہ سمجھا جائے گا۔ یہ محض ایک اندازہ ہے اور اس کا صحیح

اندازہ ماہر اور کامل قاری سے سننے پر موقوف ہے۔

س ۴۴ - نون ساکن اور تنوین کسے کہتے ہیں ؟

ج - نون ساکن وہ ہے جس پر کوئی حرکت نہ ہو یعنے جزم ہو جیسے

مِنْ ، فَلَا تَكُنْ -

تنوین دو زبر دو زیر اور دو پیش کو کہتے ہیں مگر درحقیقت

تنوین وہ نون ساکن ہے جو اصلی حروف سے زائد ہو اور اسم

کے آخر میں آتا ہے جیسے :

خَبِيْرٌ

خَيْرًا

مِنْ حَكِيْمٍ

وغیرہ

س ۴۵ - نون ساکن اور تنوین میں کیا فرق ہے ؟

ج ۔ نون ساکن اور تنوین میں حسب ذیل فرق ہے:

نون ساکن	تنوین
۱۔ نون ساکن کے لئے رسم خط ہے۔	۱۔ تنوین کیلئے رسم خط نہیں ہے۔
۲۔ نون ساکن وقف اور وصل ہر حالت میں باقی رہتا ہے۔	۲۔ تنوین اگر دو زبر کی ہے تو وقف میں اسے الف سے بدل دیا جاتا ہے اور اگر دو زیر دو پیش کی ہے تو حذف کر دی جاتی ہے۔
۳۔ نون ساکن اوّل، وسط اور آخر کلمہ تینوں جگہ آتا ہے مثلاً اِنْطَلِقُوْا، اُنْظُرْ، يُنْفِقُوْنَ، فَسَيُنْغِضُوْنَ، فَلَا تَكُنْ۔	۳۔ تنوین صرف اخیر کلمہ میں آتی ہے جیسے شَكُوْرًا، عَلِيْمٌ، عَنْ كَثِيْرٍ۔
۴۔ نون ساکن اسم، فعل اور حرف تینوں میں آتا ہے۔	۴۔ تنوین صرف اسم میں آتی ہے۔

۵۔ تلفظ میں نون ساکن اور تنوین میں کوئی فرق نہیں ہے۔

س ۴۶ ۔ نون ساکن اور تنوین کے کتنے احکام ہیں؟ ہر ایک کو بیان کی...

ج ۔ نون ساکن اور تنوین کے احکام میں تین مذہب ہیں:

الف ـــ علامہ جعبریؒ کے نزدیک ان کے تین احکام ہیں

۱۔ اِظْہار ۔

۲۔ اِدْغام ۔

۳۔ اِخْفاء (اخفاء مع القلب و بلا قلب)۔

• علامہ موصوف رحمہ نے اقلاب کو اخفاء میں شامل کیا ہے

ب ـــ بعض قُرّاءؒ کے ہاں پانچ احکام ہیں:

۱۔ اِظْہار ۔

۲۔ اِقْلاب ۔

۳۔ اِخْفاء ۔

۴۔ اِدْغام مع الغُنَّۃ ۔

۵۔ اِدْغام بلاغُنَّۃ ۔

انھوں نے اِدْغام کی دو قسموں کو الگ الگ شمار کر کے

پانچ احکام قرار دیئے ہیں ۔

ج ـــ علامہ شاطبیؒ، علامہ جزریؒ، اکثر ائمہؒ اور قراءؒ نون ساکن

اور تنوین کے چار احکام بیان کرتے ہیں:

۱۔ اِظہار

۲۔ اِدغام (ادغام مع الغُنّہ و بلاغُنّہ)

۳۔ اِقلاب (قلب)

۴۔ اِخفاء

اِظہار۔ اس کے لُغوی معنے ہیں ظاہر کرنا اور اصطلاحی معنے یہ ہیں کہ حرف کو اپنے مخرجِ مقررہ سے تمام صفات کے ساتھ کسی تغیّر و تبدّل کے بغیر ادا کرنا۔

نون ساکن یا تنوین کے بعد حروف حلقی ء، ھا، عین، حا، غین، خا میں سے کوئی حرف آجائے تو حضرت امام ابوجعفرؒ کے علاوہ تمام قُرّاء بالاجماع اظہار کرتے ہیں یعنے نون ساکن اور تنوین کو اپنے مخرج سے بلاغُنّہ اور کسی تغیّر و تبدل کے بغیر ادا کرتے ہیں۔ اس کو اظہار حلقی کہتے ہیں جیسے عَذَابٌ اَلِيْمٌ، يَنْعِقُ، اَنْعَمْتَ، مِنْهَا، وغیرہ۔

حضرت امام ابوجعفر یزیدؒ جو قُرّاء عشرہ میں سے آٹھویں قاری اور حضرت امام نافع مدنیؒ کے شیخ ہیں چار حروف حلقی ء، ھا، عین، حا میں اظہار کرتے ہیں اور دو حروف حلقی غین، خا میں نون ساکن اور تنوین کا اخفا کرتے ہیں جیسے

مِنْ غِلٍّ، قَوْلًا غَيْرَ الَّذِیْ، مِنْ خَرْدَلٍ، وَالْمُنْخَنِقَۃُ

قَوْمٍ خِیَانَۃً -

توضیح

۱۔ حضرت امام ابوجعفرؒ کے علاوہ تمام قرّاء کے نزدیک حروف اظہار چھ ہیں۔ ء، ھا، عین، حا، غین، خا۔

۲۔ حضرت امام ابوجعفرؒ کے نزدیک اظہار کے حروف چار ء، ھا، عین، حا۔

خلاصہ یہ ہے کہ مذکورہ چار حروف میں بالاتفاق اظہار ہے اور دو حروف غین، خا میں اختلاف ہے۔

۳۔ تنوین کے بعد حروفِ حلقی ایک کلمہ میں نہیں آتے البتہ نون ساکن کے بعد حرف حلقی ایک کلمہ میں بھی آتا ہے اور دو کلموں میں بھی۔

۴۔ مذکورہ تفصیل کے مطابق اظہار کی اٹھارہ مثالیں ہوجاتی ہیں، بارہ نون ساکن کی اور چھ تنوین کی جنکی تفصیل یہ ہے:

ایک کلمہ میں نون ساکن اور حرف حلقی کی مثالیں:

(۱) یَنْـَٔوْنَ (۲) یَنْھَوْنَ (۳) وَتَنْحِتُوْنَ ،

(۴) والمُنْخَنِقَةُ (۵) اَنْعَمْتَ (۶) فَسَيُنْغِضُوْنَ ۔

دو کلموں میں نون ساکن اور حرف حلقی کی مثالیں:

(۱) مَنْ اٰمَنَ (۲) مَنْ هَاجَرَ (۳) مِنْ حَكِيْمٍ (۴) مَنْ خَلَقَ،
(۵) مَنْ عَمِلَ (۶) مِنْ غِلٍّ ۔

تنوین کے بعد حرف حلقی کی مثالیں:

(۱) كُلٌّ اٰمَنَ (۲) جُرُفٍ هَارٍ (۳) عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (۴) يَوْمَئِذٍ
خَاشِعَةٌ (۵) حَقِيْقٌ عَلٰٓى (۶) مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ ۔

اِدْغام ۔ نون ساکن یا تنوین کے بعد حروف ی، ر، م، ل،
و، ن (يَرْمَلُوْنَ) میں سے کوئی حرف آجائے تو اِدْغام
ہوتا ہے ۔

ل، ر میں تمام قراء کے نزدیک اِدْغام بلاغنّہ ہوتا ہے
یعنی نون ساکن اور تنوین کو لام یا راء سے بدل کر اس طرح
ملائیں کہ دونوں ایک حرف مُشدّد بن کر ایک ہی تلفّظ سے
غُنّہ کے بغیر ادا ہوں جیسے مِنْ لَّدُنْهُ، هُدًى لِّلنَّاسِ،
مِنْ رَّبِّهِمْ، حِسَابًا رَّبِّ السَّمٰوٰتِ ۔ اس کا دوسرا نام
ادغام تام (کامل) ہے اور ان میں معمول یہی ادغام ہے اور عمل
بھی اسی پر ہے ۔

طیبہ کے طریق سے شعبہؒ، حمزہؒ، کسائیؒ اور خلفؒ کے سوا
باقی ساڑھے چھ اماموں (ابوجعفر یزیدؒ، نافع مدنیؒ، عبداللہ بن کثیر
مکیؒ، ابوعمرو بصریؒ، یعقوب حضرمیؒ، عبداللہ بن عامر شامیؒ اور
حفصؒ) کے لئے ل، ر میں ادغام ناقص مع الغنہ بھی درست
ہے لیکن نون ساکن کا اِدغام ناقص اس شرط پر ہوتا ہے کہ
نون ساکن رسم میں موجود ہو جیسے اَنْ لَّا مَلْجَأَ، اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا
مِنْ رَّبِّهٖ، مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ۔

پس اگر نون رسم میں نہ ہو تو دس کے دس اماموں کے لئے
اِدغام کامل بلاغنہ ہی ہوتا ہے جیسے اَلَّا يَرْجِعُ، اَلَّا تَزِرُ
اَلَّنْ نَّجْعَلَ وغیرہ۔

باقی چار حروف ی، و، م، ن (یُوْمِنُ) میں تمام قراء
ادغام ناقص مع الغنہ کرتے ہیں لیکن حضرت خلفؒ جو قراء سبعہ
میں امام حمزہؒ کے [redacted] پہلے راوی ہیں واؤ اور یاء میں
ادغام تام بلاغنہ کرتے ہیں جیسے مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ،
مَنْ يَّقُوْلُ، عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ، اِنْ نَّقُوْلُ،
عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ، وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ،
اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا۔

اِقلَاب (قلب) - اِقْلَاب کے معنی ہیں بدلنا، اگر نون ساکن یا تنوین کے بعد حرف با آئے تو اقلاب ہوتا ہے یعنی نون ساکن یا تنوین کو میم سے بدل کر اخفاء مع الغُنّہ کرتے ہیں جیسے مِنْ بَعْدِ، سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ۔

توضیح

۱ــــ نون ساکن کے بعد حرفِ با ایک کلمہ میں بھی آتا ہے اور دو کلموں میں بھی جیسے اَنْۢبِئْهُمْ، اَنْ بُوْرِكَ ۔

۲ــــ تنوین کے بعد حرفِ با دو کلموں میں آتا ہے جیسے رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰی، خَبِیْرٌۢ بِمَا یَعْمَلُوْنَ۔

اِخفاء - اِخفاء کے لُغوی معنی ہیں چُھپانا اور اصطلاح تجوید میں اظہار اور اِدغام کی درمیانی حالت کو اِخفاء کہتے ہیں یعنی نون ساکن کو بعد والے حرف کے مخرج پر کامل اعتماد کئے بغیر اس کے مخرج یعنی نون کے مخرج میں پوشیدہ کر کے ضعیف اعتماد کے ساتھ اس طرح مع الغُنّہ ادا کیا جائے کہ اظہار اور ادغام کی درمیانی کیفیت پیدا ہو جائے۔

نون ساکن یا تنوین کے بعد باقی پندرہ حروف "ت ث ج د ذ ز س ش ص ض ط ظ ف ق ک" میں سے

کوئی حرف آجائے تو اخفاء مع الغنّہ ہوتا ہے۔ اس کو اخفاء حقیقی

کہتے ہیں جیسے مِنْکُمْ، اَنْفُسَکُمْ، مِنْ قَبْلُ وغیرہ۔

توضیح

الف ــــ نون ساکن کے بعد حرف اخفاء ایک کلمہ میں بھی

آتا ہے اور دو کلموں میں بھی۔

ب ــــ تنوین کے بعد حرف اِخْفاء دو کلموں میں آتا ہے

ایک کلمہ میں نہیں آتا۔

ج ــــ سکون کے بعد الف نہیں آتا اس لئے اس کو حروفِ

اخفاء میں شمار نہیں کیا گیا۔

د ــــ مذکورہ تفصیل کے مطابق اخفاء کی پینتالیس ۴۵ مثالیں

بنتی ہیں، تیس ۳۰ نون ساکن کی اور پندرہ ۱۵ تنوین کی، تفصیل یہ ہے

۱- ایک کلمہ میں نون ساکن اور حرف اخفاء کی مثالیں:

یَنْتَهُوْا، مَنْثُوْرًا، اَنْجَیْنٰکُمْ، اَنْدَادًا، مُنْذِرٌ

فَاَنْزَلْنَا، مِنْسَاَتَهٗ، یَنْشُرُ کُمْ، یَنْصُرُکُمْ، مَنْضُوْدٍ

یَنْطِقُوْنَ، اُنْظُرْ، اِنْفِرُوْا، یَنْقَلِبُوْنَ، یَنْکُثُوْنَ،

۲- دو کلموں میں نون ساکن اور حرف اخفاء کی مثالیں:

مِنْ تَحْتِهَا، مِنْ ثَمَرَةٍ، اِنْ جَآءَكُمْ، مِنْ دَآبَّةٍ،
مِنْ ذَكَرٍ، فَاِنْ زَلَلْتُمْ، اَنْ سَيَكُوْنُ، فَمَنْ شَآءَ،
اَنْ صَدُّوْكُمْ، وَاِنْ ضَلَلْتُ، مِنْ طِيْنٍ، مِنْ ظَهِيْرٍ،
وَاِنْ فَاتَكُمْ، مِنْ قَبْلُ، مِنْ كُلِّ۔

۳۔ تنوین کے بعد حرف اخفاء کی مثالیں:

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ، جَمِيْعًا ثُمَّ، شَيْئًا جَنّٰتٍ، قِنْوَانٌ
دَانِيَةٌ، سِرَاعًا ذٰلِكَ، يَوْمَئِذٍ زُرْقًا، عَظِيْمٌ سَمّٰعُوْنَ
صَبَّارٍ شَكُوْرٍ، رِيْحًا صَرْصَرًا، قَوْمًا ضَآلِّيْنَ، صَعِيْدًا
طَيِّبًا، ظِلًّا ظَلِيْلًا، خَالِدًا فِيْهَا، سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ،
عَادًا كَفَرُوْا۔

س ۷۴۔ ی و م ن (یُؤْمِنُ) میں جو غُنّہ ظاہر ہوتا ہے وہ مدغم کا غُنّہ ہوتا ہے یا مدغم فیہ کا؟ تفصیل سے بیان کیجئے۔

ج ۔ واؤ اور یا میں جو غُنّہ ظاہر ہوتا ہے تمام قُرّاء کے نزدیک وہ مدغم ہی کا ہوتا ہے کیونکہ ان میں غُنّہ کی صلاحیت ہی نہیں اور وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں غُنّہ کے حروف میں سے نہیں ہیں۔

نُوْنْ میں بالاجماع تمام قُرّاء کے ہاں مدغم فیہ کا غُنّہ ہوتا ہے اسی لئے ان کے ہاں ادغام کامل مع الغُنّہ ہے جیسے

إِنْ نَّحْنُ ، يَوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۔

میم میں ابو الحسن بن کیسانؒ اور ابو بکر بن مجا
پر مُدغم کا غُنّہ ہوتا ہے ، اسی بناء پر ان کے ہاں ادغ
مع الغنّہ ہے اور جمہور قُراء مُدغم فیہ کا غنّہ کہتے ہیں ا
کے مطابق ادغام کامل مع الغُنّہ ہے جیسے وَإِنْ مِّنْ

س ۸۴ ۔ دُنْيَا ، قِنْوَانٌ ، بُنْيَانٌ اور صِنْوَانٌ میں اد
نہیں کیا جاتا ؟

ج ۔ اِدْغام کے لئے یہ شرط نہ ہے کہ نون ساکن اور حر
دو کلموں میں ہوں چونکہ یہ ایک کلمہ میں ہیں اس لئے
ادغام نہیں بلکہ اظہار کیا جاتا ہے ۔

ادغام نہ کرنے کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ ادغام کے
کلمات مُشدّد ہو کر مُضاعف کے ساتھ مشابہ ہو جاتے ہ
اِلْتباس قِوٌّ ، صِوٌّ اور دُیٌّ سے ہو جاتا ہے جن کے ا
نہیں ہے ، پس یہ التباس بھی مانع ادغام ہے ۔

ان کلمات میں جو اظہار ہوتا ہے اس کو اظہا
ہیں ۔ ایسے کلمات قرآن کریم میں یہی چار ہیں

١٥ میم مُشَدَّد اور میم سَاکِن

س ۴۹ - میم مُشَدَّد کا کیا حکم ہے ؟
ج - میم مشدّد کو نون مشدّد کی طرح غُنّہ کے سَاتھ پڑھتے ہیں مثلاً
اَمَّا ، مِمَّا ، اَمَّنْ وغیرہ ۔
س ۵۰ - میم ساکن کے کتنے احکام ہیں ؟ ہر ایک کو بیان کیجئے ۔
ج - میم سَاکِن کے تین احکام ہیں :

١- اِدغام ۔
٢- اِخفار ۔
٣- اِظہار ۔

اِدغام ۔ میم سَاکن کے بعد دوسری میم آئے تو اِدغام معہ الغُنّہ ہوتا ہے اور اس کو ادغام شفوی کہتے ہیں جیسے

وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ، فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ، اَمْ مَّنْ وغیرہ۔

اخفاء۔ میم ساکن کے بعد حرف باء آئے تو اخفاء مع الغنہ ہوتا ہے یعنی میم کے ادا کرتے وقت ہونٹوں کے خشکی والے حصہ کو ایسی نرمی کے ساتھ ملائیں کہ اس ضعیف اعتماد کے سبب میم کمزور ہو کر اس کا کچھ حصہ غائب سا ہو جائے اور صفت غنہ بھی بقدر ایک الف خیشوم سے ادا ہو۔ اخفاء سے یہاں یہی مراد ہے اس میں اخفاء اَولیٰ اور اظہار جائز ہے بشرطیکہ میم اصلی ہو یعنی نون ساکن یا تنوین سے بدلی ہوئی نہ ہو۔ اس کو اخفاء شفوی کہتے ہیں مثلاً وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ، اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ

اظہار۔ میم ساکن کے بعد اگر میم، باء اور الف کے علاوہ کوئی حرف آئے تو اظہار ہوتا ہے یعنی میم کو اس کے مخرج سے غنہ کے بغیر سکون تام کے ساتھ پڑھیں گے جیسے مَعَكُمْ اِنَّمَا، وَلَهُمْ عَذَابٌ، وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ، كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ وغیرہ۔

توضیح

میم ساکن کے بعد حرف اظہار ایک کلمہ میں بھی آتا ہے اور

دو کلموں میں بھی جیسے اَنْعَمْتَ، تُمْسُوْنَ، لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ،
عَلَیْہِمْ قَآئِمُوْا وغیرہ — ۱۲

---

۱۶ حُرُوفِ غُنَّہ

س ۱۵۔ حروفِ غُنَّہ کتنے ہیں ؟

ج ۔ حروفِ غنّہ بیس^۲۰ ہیں۔ پندرہ^۱۵ حروفِ اخفاء، ت ث
ج د ذ ز س ش ص ض ط ظ ف ق ک، چار حروف
یَنْمُوْ (ی ن م و) اور ب اخفاء کی حالت میں جب کہ
میم ساکن کے بعد واقع ہو ——————— ۱۲

۱۷ مَدّات

س ۵۲ - مَدّ کی تعریف کیجئے ؟

ج - مَدّ کے لُغوی معنے ہیں دراز کرنا۔ اِصطلاحِ تجوید میں مَدّ سے مُراد ہے حروفِ مدّہ کو ایک الف سے زیادہ کھینچکر پڑھنا اور حروفِ لِین میں بھی کِشش پیدا کرنا۔

س ۵۳ - سببِ مَدّ کتنے ہیں ؟

ج - سببِ مَدّ دو۲ ہیں :

۱- سُکون۔

۲- ہمزہ -

س ۵۴ - سُکون کی کِتنی قسمیں ہیں ؟ ہر ایک کی وَضاحت کیجئے۔

ج سُکون کی دو۲ قِسمیں ہیں :

۱- سکون اصلی اور لازمی -

۲- سکون عارضی -

سکون اصلی ولازمی یہ ہے کہ کلمہ کی وضع ہی سکون پر ہو یہ ا
وصل دونوں حالتوں میں باقی رہتا ہے جیسے اَلْحَمْدُ میں
لام کا سکون اور قَدْ، اِذْ میں دال وذال کا سکون۔

سکون عارضی دو طرح پر ہے :
ایک یہ کہ جو وقف کی وجہ سے پیدا ہو جیسے عَالَمِیْنَ
اور نَسْتَعِیْنُ ۝ میں نون کا سکون- یہ صرف وقف کی حالت میں
باقی رہتا ہے وصل میں نہیں -

دوسرے یہ کہ جو ادغام کی وجہ سے پیدا ہو جیسے قِیْلَ لَھُمْ
جَعَلْ لَّکُمُ میں لام کا سکون - یہ سکون ادغام نہ کرنے کی
صورت میں باقی نہیں رہتا -

س ۵۵ - مَدّ کے اقسام بتائیے ؟

ج - مَدّ کی دو قسمیں ہیں :

۱- مَدِّ اصلی -

۲- مَدِّ فرعی -

مَدِّ اصلی - حروف مدّہ کے بعد سکون اور ہمزہ نہ ہوں تو

اسے مدّ اصلی، مدّ ذاتی اور مدّ طبعی کہتے ہیں۔ اسکے دراز کرنے
کی مقدار ایک الف ہے نہ اس سے کم نہ زیادہ۔

توضیح

حرفِ مدّہ عام ہے خواہ مرسوم (لکھا ہوا) ہو یا تلفّظ سے
ظاہر ہو رہا ہو یعنے اشباعی ہو۔
مرسوم کی مثال۔ اُوْتِيْنَا ، نُوْحِيْهَا۔
اشباعی کی مثال۔ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ، لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ۔
مَدِّ فرعی ۔ حروف مدّہ یا حروف لین کے بعد سکون یا ہمزہ
ہو تو اسے مدِّ فرعی کہتے ہیں:
حروف مدّہ کے بعد سکون کی مثال۔ حِسَابٍ ○ تَعْلَمُوْنَ ○
صٰدِقِيْنَ ○
حروف مدّہ کے بعد ہمزہ کی مثال۔ سَآءَ ، سُوْٓءَ ، سِيْٓئَتْ۔
حروف لین کے بعد سکون کی مثال۔ خَيْرٌ ط خَوْفٍ ○
مدّ اصلی کے علاوہ باقی سب مدّات فرعی ہیں۔
س ۵۶ - مدّاتِ فرعی کتنے ہیں ؟
ج - مدّاتِ فرعی نو ۹ ہیں :

١ - مدِّ متصِل　　２ - مدِّ منفصِل

٣ - مدِّ عارض　　٤ - مدِّ لازم حرفی مُثقّل

٥ - مدِّ لازم حرفی مُخَفَّف　　٦ - مدِّ لازم کلمی مُثَقَّل

٧ - مدِّ لازم کلمی مُخَفَّف　　٨ - مَدِّ لین لازم

٩ - مَدِّ لین عارض

س ٥٧ - مَدِّ متصِل، مَدِّ منفصِل اور مَدِّ عارض کی تعریف کیجئے؟

ج - مدِّ متصِل - حرفِ مدّہ کے بعد ہمزہ اُسی کلمہ میں ہو یعنی حرف مدّہ اور ہمزہ دونوں ایک کلمہ میں ہوں تو اسے مدِّ متصِل، مدِّ واجب اور مدِّ تمکین کہتے ہیں جیسے جَآءَ، جِیْٓئَ، سُوْٓءَ۔

مدِّ منفصِل - حرفِ مدّہ کے بعد ہمزہ دوسرے کلمہ میں ہو یعنی حرف مدّہ ایک کلمہ کے آخر میں ہو اور ہمزہ دوسرے کلمہ کے شروع میں ہو تو اسے مدِّ منفصِل، مدِّ جائز اور مدُّ البَسِیْط کہتے ہیں جیسے قَالُوْٓا اٰمَنَّا، فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ، بِمَآ اُنْزِلَ۔

مدِّ عارض - حرفِ مدّہ کے بعد سکون عارضی ہو خواہ وہ وقف کی وجہ سے ہو یا ادغام کی وجہ سے۔

وقفی سکون کی مثال - اَبَابِیْلَ ○ مِنْ سِجِّیْلٍ ○

اِدغام کے سکون کی مثال ۔ اَلرَّحِيْمِ ۝ مَلِكِ ،
وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى ۔

س ۵۸ ۔ مَدِّ لازم کسے کہتے ہیں ؟ اس کی کتنی قسمیں ہیں ؟ ہر ایک کی
وضاحت کیجئے ۔

ج ۔ مَدِّ لازم ۔ حرف مدّہ کے بعد سکون اصلی ہو یعنے ایسا سکون
ہو جو حرف مدّہ سے کسی حالت (وصل اور وقف
میں جُدا نہ ہو تو اسے مَدِّ لازم، مَدِّ عدل اور مدِّ حجز کہتے ہیں
جیسے آٰلْـٰٔنَ میں لام کا سُکون ۔

اس کی چار قسمیں ہیں :

١ ۔ مدِّ لازم حرفی مُثَقَّلْ ٢ ۔ مدّ لازم حرفی مُخَفَّفْ
٣ ۔ مدِّ لازم کلمی مُثقّل ٤ ۔ مدِّ لازم کلمی مُخفّف ۔

مدِّ لازم حرفی مُثقّل ۔ حروفِ مقطعات میں حرف مدّہ کے بعد
تشدید ہو جیسے الٓمّٓرٰ میں لام کا مَدّ ۔

مدِّ لازم حرفی مُخَفَّفْ ۔ حروفِ مقطعات میں حروف
مدّہ کے بعد محض سکون ہو یعنے تشدید نہ ہو جیسے قٓ ، نٓ
الٓمّٓ میں میم کا مَدّ ۔

مدِّ لازم کلمی مُثقّل ۔ حروف مقطعات کے علاوہ کسی

میں حرفِ مدّہ کے بعد تشدید ہو جیسے دَآبَّۃٍ ، ضَآلِّیْن
مدِّ لازم کلمی مخفّف - حروف مقطعات کے علاوہ کسی
حرفِ مدّہ کے بعد صرف سکون ہو جیسے آٰلْئٰنَ -

س ۵۹ - مدِّ لین کی تعریف کیجئے؟ اس کے اقسام بتائیے؟ اور ہر
کی وضاحت کیجئے -

ج - **مدِّ لین** - حروفِ لین کے بعد اگر سکون ہو تو اسے مدِّ
کہتے ہیں مثلاً مِنْ خَوْفٍ ۝ وَالصَّیْفِ ۝

اس کی دو قسمیں ہیں :

۱- مدِّ لین لازم -
۲- مدِّ لین عارض -

مدِّ لین لازم - حروف لین کے بعد ایسا سکون ہو جو
وقت باقی رہے یعنی اصلی و لازمی ہو جیسے عَیْٓنْ ، سو
مریم اور سورۂ شوریٰ کا -

قرآنِ کریم میں بروایت حضرت حفصؒ یہی دو مثالیں ہیں
مدِّ لین عارض - حروف لین کے بعد سکون عارضی ہو، خواہ دو
کی وجہ سے ہو یا
ادغام کی وجہ سے -

سُکون وقفی کی مثال ۔ وَالصَّیْفِ ۝

اِدْغام کے سکون کی مثال ۔ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ۔ ۔ ۱۲

۱۸ | مَدْ کی مِقدار اور وُجُوہ

س ۶۰ ۔ طول، توسط، قصر کسے کہتے ہیں اور اس کی مقدار کیا ہے ؟

ج ۔ طول ۔ اس سے مُراد ہے حروف مدّہ یا لین کو پانچ الف یا تین الف تک کھینچنا ۔

تَوَسُّطْ ۔ اس سے مُراد ہے ان حروف (حروف مدّہ یا لین) کو دو یا تین الف تک کھینچنا ۔

قصر ۔ اس سے مُراد ہے ان حروف (مدّہ یا لین) کو ایک الف تک دراز کرنا ۔ نہ اس سے کم اور نہ زیادہ ۔

مذکورہ اندازہ سے ادا کرنا ہی ان کی مقدار رہے ۔

س ۶۱ ۔ مَدِّ متصِل، مدِّ منفصِل اور مدِّ لازم میں کتنا مد کرنا چاہیئے؟ مَدْ کے لئے حُجّت بیان کیجئے ۔

ج ۔ مدِّ متصل و مدِّ منفصل میں دو الف، ڈھائی الف اور چار الف تک مد کرنا جائز ہے اور مدِّ منفصل میں قصر (ایک الفی مد) بھی جائز ہے۔

مدِّ لازم کی تشریح یہ ہے کہ بعض قرّاء مُثقّل یعنے مدِّ لازم کلمی وحرفی مُثقّل میں زیادہ مد کرتے ہیں اور بعض مخفّف یعنی مدِّ لازم کلمی وحرفی مخفف میں، لیکن جمہور کے قول کے مطابق چاروں قسموں میں تین یا پانچ الفی طول ہوتا ہے۔ یہی قول معتبر اور معمول ہے۔

مدِّ متصل و مدِّ لازم میں قصر جائز نہیں۔

مدِّ منفصل میں مدّ ہی کے متعلق حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً یہ روایت ہے کہ آپ یعنی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ایک شخص کو پڑھا رہے تھے تو اس شخص نے اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ کو بغیر مدّ کئے پڑھا تو آپؓ نے فرمایا کہ مجھے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس طرح نہیں پڑھایا۔ اس شخص نے کہا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو کس طرح پڑھایا ہے؟ آپؓ نے یہی آیت پڑھی اور لِلۡفُقَرَآءِ پر مدّ کیا۔

یہ حدیث تمام مدّات میں مدّ کرنے کے بارے میں دلیل

(دلیل)
وحُجّت ہے اور اس حدیث کے سب ناقلین ثقہ اور معتبر ہیں۔

(اَلطّبرانی فی مُعجمہٖ الکبیر)۔

س ۶۲ ۔ مدِّ عارض اور مدِّ لین عارض کے مد کی مقدار بیان کیجئے۔

ج ۔ مدِّ عارض اور مدِّ لین عارض میں طول، توسط، قصر تینوں جائز ہیں لیکن مدِّ عارض میں پہلے طول اَوْلیٰ ہے پھر توسط اور پھر قصر اور مدِّ لین عارض میں پہلے قصر اَوْلیٰ ہے پھر توسط اور پھر طول۔

س ۶۳ ۔ مدِّ لین لازم اور مدِّ اصلی کے مَدّ کی مقدار بتلایئے؟

ج ۔ مدِّ لین لازم میں طول اَوْلیٰ ہے توسط جائز اور قصر نہایت ضعیف مدِّ اصلی میں قصر یعنی ایک الفی مَدّ ہے۔ ۱۲

۱۹ مدِّ قوی، مدِّ ضعیف اور احکام

س ۶۴ - مدّات میں کونسے مدّات قوی ہیں اور کونسے ضعیف ؟

ج - مدّات میں مدِّ متصل قوی ہے اور مدِّ منفصل ضعیف۔
اسی طرح مدِّ عارض قوی ہے اور مدّلین عارض ضعیف اور
مدّات لازم سب کے سب قوی ہیں۔

س ۶۵ - اگر ایک قسم کے مدّات جمع ہوں تو ان میں کس بات کا لحاظ
ضروری ہے ؟ ایسی حالت میں کتنی وجوہ نکلتی ہیں ؟
ان میں جائز کتنی ہیں اور ناجائز کتنی ؟

ج — ایک ہی قسم کے مدّات جمع
ہونے کی صورت میں مساوات
ضروری ہے یعنی اگر ایک جگہ

مدِ متصل میں دو الف مدٌ کیا ہے
تو دوسری جگہ بھی دو الف مدٌ ہو گا
اور اگر ایک جگہ ڈھائی الف یا چار
الف مدٌ کیا ہے تو دوسری جگہ بھی
ڈھائی الف یا چار الف مدٌ
کیا جائے گا۔

اسی طرح مدّاتِ منفصل میں
بھی مد کی مقدار میں مساوات
ضروری ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جن صورتوں میں
مساوات رہیگی وہ تو جائز ہونگی
اور جن میں مساوات نہ ہو گی
وہ غیر جائز۔

مذکورہ اصول کے مطابق اگر
مدّاتِ متصل جمع ہوں تو نو ۹ وجہیں
نکلتی ہیں جن میں مساوات
کی تین ۳ وجوہ صحیح ہیں اور

باقی چھ غیر صحیح (غیر اَولیٰ):

جائز وجوہ

نمبر شمار	مثال۔ وَالسَّمَآءَ بِنَآءً	وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
۱	پہلے دونوں مدّات میں دو الفی مدّ	آخر کے دونوں مدّات میں بھی دو الفی مدّ
۲	〃 〃 〃 〃 ڈھائی الفی مدّ	〃 〃 〃 ڈھائی الفی مدّ
۳	〃 〃 〃 〃 چار الفی مدّ	〃 〃 〃 چار الفی مدّ

ناجائز وجوہ

۱	پہلے دونوں مدّات میں دو الفی مدّ	آخر کے ہر دو مدّات میں ڈھائی الفی مدّ
۲	〃 〃 〃 〃 〃 〃	〃 〃 〃 〃 چار الفی مدّ
۳	〃 〃 میں ڈھائی الفی مدّ	〃 〃 میں دو الفی مدّ
۴	〃 〃 〃 〃 〃 〃	〃 〃 میں چار الفی مدّ
۵	〃 〃 میں چار الفی مدّ	〃 〃 〃 〃 دو الفی مدّ
۶	〃 〃 〃 〃 〃 〃	〃 〃 〃 〃 ڈھائی الفی مدّ

یہ چھ وجوہ اس لئے ناجائز ہیں کہ مقدارِ مدّ میں مساوات نہیں رہتی حالانکہ ایک ہی قسم کے مدّات میں مساوات ضروری ہے۔

اگر مدّاتِ منفصل جمع ہوں تو سولہ^۱۶ وجہیں نکلتی ہیں ان میں مساوات کی چار وجوہ صحیح ہیں اور باقی بارہ^۱۲ غیر صحیح (غیر اَولیٰ):

جائز وجوہ

نمبر شمار	مثال۔ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا	وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ
۱	قصر	قصر
۲	دو الف مَدّ	دو الف مَدّ
۳	ڈھائی الف مَدّ	ڈھائی الف مَدّ
۴	چار الف مَدّ	چار الف مَدّ

غیر جائز وجوہ

۱	اول میں قصر	ثانی میں دو الف مَدّ
۲	〃 〃 〃	〃 〃 ڈھائی الف مَدّ
۳	〃 〃 〃	〃 〃 چار الف مَدّ
۴	〃 〃 دو الف مَدّ	〃 〃 قصر
۵	〃 〃 〃	〃 〃 ڈھائی الف مَدّ
۶	〃 〃 〃	〃 〃 چار الف مَدّ
۷	〃 〃 ڈھائی الف مَدّ	〃 〃 قصر
۸	〃 〃 〃 〃	〃 〃 دو الف مَدّ
۹	〃 〃 〃 〃	〃 〃 چار الف مَدّ
۱۰	〃 〃 چار الف مَدّ	〃 〃 قصر
۱۱	〃 〃	〃 〃 دو الف مَدّ
۱۲	〃 〃 〃 〃	〃 〃 ڈھائی الف مَدّ

مَدّ کی مقدار میں مساوات نہ ہونے کی وجہ سے یہ بارہ^۱۲ وجوہ غیر جائز ہیں۔

جب مدِّ عارض یا مدِّ لین عارض جمع ہو جائیں تو ان میں بھی مُساوات کے قاعدے کے مطابق عمل ہوگا یعنے مدِّ عارض میں اگر پہلے طول اختیار کیا ہے تو دوسرے میں بھی طول کرنا ہوگا اور اگر توسط کیا ہے تو دوسرے میں بھی توسط ضروری ہوگا اور اگر پہلے میں قصر کیا ہے تو پھر دوسرے میں بھی قصر کرنا ضروری ہوگا۔

اسی طرح اگر مدِّ لین عارض میں پہلے قصر کیا ہے تو دوسرے میں بھی قصر کرنا ہوگا اور اگر توسط کیا ہے تو دوسرے میں بھی توسط کرنا ضروری ہوگا اور اگر پہلے میں طول کیا ہے تو باقی سب میں طول کیا جائے گا۔

یہ بھی واضح رہے کہ طول، توسط میں مساوات کے ساتھ ساتھ طول اور توسط کی مقدار کا بھی لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

چنانچہ اَعُوْذُ، بَسْمَلہ اور اَلْعٰلَمِیْنَ میں بحالتِ فصلِ کُل یعنے اَلرَّجِیْم ۝ اَلرَّحِیْمِ ۝ اور اَلْعٰلَمِیْنَ ۝ ہر ایک پر وقف کرنے کی صورت میں اڑتالیسؔ وجوہ پیدا ہوتی ہیں۔ اَلرَّجِیْم میں چار وجوہ، طول، توسط، قصر مع الاسکان اور قصر مع الرَّوم اور اَلرَّحِیْم میں بھی یہی چار وجوہ، جن کا مجموعہ سولہؔ ہوتا ہے۔ تفصیل یہ ہے :

سولہ وجوہ

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

۱	طول مع الاسکان -	〃	〃	طول مع الاسکان		
۲	توسط 〃 〃 -	〃	〃	〃	〃	〃
۳	قصر 〃 〃 -	〃	〃	〃	〃	〃
۴	قصر مع الرَّوم -	〃	〃	〃	〃	〃
۵	طول مع الاسکان -	〃	〃	توسط	〃	〃
۶	توسط 〃 〃 -	〃	〃	〃	〃	〃
۷	قصر 〃 〃 -	〃	〃	〃	〃	〃
۸	قصر مع الرَّوم -	〃	〃	〃	〃	〃
۹	طول مع الاسکان -	〃	〃	قصر	〃	〃
۱۰	توسط 〃 〃 -	〃	〃	〃	〃	〃
۱۱	قصر 〃 〃 -	〃	〃	〃	〃	〃
۱۲	قصر مع الرَّوم -	〃	〃	〃	〃	〃
۱۳	طول مع الاسکان -	〃	〃	قصر مع الرَّوم		
۱۴	توسط 〃 〃 -	〃	〃	〃	〃	〃
۱۵	قصر 〃 〃 -	〃	〃	〃	〃	〃
۱۶	قصر مع الرَّوم -	〃	〃	〃	〃	〃

مذکورہ سولہ وجوہ کو اَلْعٰلَمِیْنَ کی وجوہ ثلاثہ یعنے طول، توسط، قصر مع الاسکان میں ملانے سے اڑتالیس وجوہ ہوتی ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:

اڑتالیس ۴۸ وجوہ

جدول الف

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

① طول مع الاسکان 〃 〃 - 〃 〃 طول مع الاسکان - 〃 طول مع الاسکان (بالاتفاق جائز)

۲- توسط 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃

۳- قصر 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃

۴- قصر مع الرَّوم - 〃 〃 〃 〃 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃

۵ طول مع الاسکان - 〃 〃 توسط 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃 〃

۶- توسط 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃 〃

۷- قصر 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃 〃

۸- قصر مع الرَّوم - 〃 〃 〃 〃 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃 〃

۹- طول مع الاسکان - 〃 〃 قصر 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃 〃

۱۰- توسط 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃 〃

۱۱- قصر 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃 〃

۱۲- قصر مع الرَّوم - 〃 〃 〃 〃 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃 〃

۱۳- طول مع الاسکان - 〃 〃 قصر مع الرَّوم - 〃 〃 〃 〃

۱۴- توسط 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃 〃

۱۵- قصر 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃 〃

⑯ قصر مع الرَّوم - 〃 〃 〃 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃 〃 〃 (مختلف فیہ)

جدول ب

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

۱- طول مع الاسکان - 〃 〃 〃 طول مع الاسکان - 〃 توسط مع الاسکان

۲- توسط 〃 〃 - 〃 . 〃 〃 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃

۳- قصر 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃

۴- قصر مع الرَّوم - 〃 〃 〃 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃

۵- طول مع الاسکان - 〃 〃 توسط 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃

(۶) توسط 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃 (بالاتفاق)

۷- قصر 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃

۸- قصر مع الرَّوم - 〃 〃 〃 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃

۹- طول مع الاسکان - 〃 〃 قصر 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃

۱۰- توسط 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃

۱۱- قصر 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃

۱۲- قصر مع الرَّوم - 〃 〃 〃 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃

۱۳- طول مع الاسکان - 〃 〃 قصر مع الرَّوم - 〃 〃 〃 〃 〃

۱۴- توسط 〃 - 〃 〃 〃 〃 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃

۱۵- قصر 〃 - 〃 〃 〃 〃 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃

(۱۶) قصر مع الرَّوم - 〃 〃 〃 〃 〃 - 〃 〃 〃 〃 〃 (مختلف فیہ)

جدول ج

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

۱	طول مع الاسکان	طول مع الاسکان	قصر مع الاسکان	
۲	توسط 〃 〃	〃 〃 〃	〃 〃 〃	
۳	قصر 〃 〃	〃 〃 〃	〃 〃 〃	
۴	قصر مع الرَّوْم	〃 〃 〃	〃 〃 〃	
۵	طول مع الاسکان	توسط 〃 〃	〃 〃 〃	
۶	توسط 〃 〃	〃 〃 〃	〃 〃 〃	
۷	قصر 〃 〃	〃 〃 〃	〃 〃 〃	
۸	قصر مع الرَّوْم	〃 〃 〃	〃 〃 〃	
۹	طول مع الاسکان	قصر 〃 〃	〃 〃 〃	
۱۰	توسط 〃 〃	〃 〃 〃	〃 〃 〃	
۱۱	قصر 〃 〃	〃 〃 〃	〃 〃 〃	(بالاتفاق جائز)
۱۲	قصر مع الرَّوْم	〃 〃 〃	〃 〃 〃	
۱۳	طول مع الاسکان	قصر مع الرَّوْم	〃 〃 〃	
۱۴	توسط 〃 〃	〃 〃 〃	〃 〃 〃	
۱۵	قصر 〃 〃	〃 〃 〃	〃 〃 〃	
۱۶	قصر مع الرَّوْم	〃 〃 〃	〃 〃 〃	(بالاتفاق جائز)

جائز وجوہ

جدول الف کی وجہ نمبر۱، جدول ب کی وجہ نمبر۶، جدول ج کی و
نمبر۱۱ اور نمبر۱۶، یہ چار وجوہ بالاتفاق جائز ہیں۔

مختلفٌ فیہ وجوہ

جدول الف کی وجہ نمبر۱۶ اور جدول ب کی وجہ نمبر۱۶، یہ دو وجو
مختلفٌ فیہ ہیں یعنی بعض قرّار مساوات نہ ہونے کی بناء پر ان کو ناجائز
قرار دیتے ہیں اور بعض کے نزدیک یہ جائز ہیں کیونکہ اَلرَّجِیْمِ اور
اَلرَّحِیْمِ میں رَوْم کی حالت میں طول و توسط جائز ہی نہیں، اس لئے
عدم مساوات کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

ان کے علاوہ بقیہ بیالیس۴۲ وجوہ بالاتفاق ناجائز ہیں۔

وصلِ اوّل فصلِ ثانی کی حالت میں یعنی اَعُوْذُ کو بسم اللہ سے
ملا کر اَلرَّحِیْمِ ○ اَلْعٰلَمِیْنَ ○ دونوں پر وقف کر دیا جائے تو
اَلرَّحِیْمِ ○ میں چار وجوہ، طول، توسط، قصر مع الاسکان، قصر
مع الرَّوْم اور اَلْعٰلَمِیْنَ ○ میں تین۳ وجوہ، طول، توسط، قصر
مع الاسکان کے ملانے سے بارہ۱۲ وجوہ پیدا ہوتی ہیں،

بڑی یہ ضعیف اور احکام ۔

جن کی تفصیل یہ ہے :

جدول

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞

(۱)	طول مع الاسکان ۔	〃	طول مع الاسکان (بالاتفاق جائز)
۲	توسط 〃 〃 ۔	〃	〃 〃 〃 〃
۳	قصر 〃 〃 ۔	〃	〃 〃 〃 〃
(۴)	قصر مع الرَّوْم ۔	〃	〃 〃 〃 〃 (مختلفٌ فیہ)
۵	طول مع الاسکان ۔	〃	توسط 〃 〃
(۶)	توسط 〃 〃 ۔	〃	〃 〃 〃 〃 (بالاتفاق جائز)
۷	قصر 〃 〃 ۔	〃	〃 〃 〃 〃
(۸)	قصر مع الرَّوْم ۔	〃	توسط 〃 〃 (مختلفٌ فیہ)
۹	طول مع الاسکان ۔	〃	قصر 〃 〃
۱۰	توسط 〃 〃 ۔	〃	〃 〃 〃 〃
(۱۱)	قصر 〃 〃 ۔	〃	〃 〃 〃 〃 (بالاتفاق جائز)
(۱۲)	قصر مع الرَّوْم ۔	〃	〃 〃 〃 〃 (〃 〃 〃)

ان میں مساوات کی چار وجوہ نمبر ۱، ۶، ۱۱، ۱۲ بالاتفاق جائز ہیں۔
دو وجوہ نمبر ۴، ۸ مختلفٌ فیہ ہیں اور باقی چھ غیر جائز ۔

فصلِ اوّل وصل ثانی کی صورت
میں یعنے اَلرَّحِيْمِ ○ پر
وقف کیا جائے اور بسم اللہ
کو اَلْحَمْدُ سے ملا کر اَلْعٰلَمِيْنَ ○
پر بھی وقف کیا جائے تو یہی مذکورہ
بارہ ١٢ وجوہ نکلتی ہیں۔ ان میں بھی
چار وجوہ بالاتفاق جائز ہیں،
دو مختلف فیہ ہیں اور باقی چھ
غیر جائز ہیں۔

اِن وجوہ کے بیان
کرنے کی ضرورت نہ تھی لیکن
افہام و تفہیم کی غرض
سے بیان کی گئی ہیں
تاکہ طلباء کو سمجھنے میں
سہولت ہو......

تفصیل یہ ہے:

جدول

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

①	طول مع الاسکان۔	〃	〃	〃 طول مع الاسکان (بالاتفاق جائز)
۲	توسط 〃 〃۔	〃	〃	〃 〃 〃 〃
۳	قصر 〃 〃۔	〃	〃	〃 〃 〃 〃
④	قصر مع الرَّوم۔	〃	〃	〃 〃 〃 〃 (مختلفٌ فیہ)
۵	طول مع الاسکان۔	〃	〃	توسط 〃
⑥	توسط 〃 〃۔	〃	〃	〃 〃 〃 〃 (بالاتفاق جائز)
۷	قصر 〃 〃۔	〃	〃	〃 〃 〃 〃
⑧	قصر مع الرَّوم۔	〃	〃	〃 〃 〃 〃 (مختلفٌ فیہ)
۹	طول مع الاسکان۔	〃	〃	〃 قصر 〃
۱۰	توسط 〃 〃۔	〃	〃	〃 〃 〃 〃
⑪	قصر 〃 〃۔	〃	〃	〃 〃 〃 〃 (بالاتفاق جائز)
⑫	قصر مع الرَّوم۔	〃	〃	〃 〃 〃 〃 (〃 〃 〃)

مساوات کی چار وجوہ نمبر ۱، ۶، ۱۱، ۱۲ بالاتفاق جائز، دو وجوہ نمبر ۴، ۸ مختلفٌ فیہ اور باقی چھ بالاتفاق غیر جائز ہیں۔

وصل کُل کی حالت میں یعنے اَعُوذُ، بِسْمِ اللّٰہ
دونوں کو ملا کر اَلْعٰلَمِیْنَ ○ پر وقف کیا جائے تو تین وجوہ
نکلتی ہیں، طول، توسط، قصر مع الاسکان اور تینوں جائز ہیں۔
تفصیل درج ذیل ہے :

۱	″	″	″	″	″	″	″	طول مع الاسکان
۲	″	″	″	″	″	″	″	توسط ″ ″
۳	″	″	″	″	″	″	″	قصر ″ ″

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

جدولوں کی

خلاصہ یہ ہوا کہ مذکو[redacted] وجوہ میں سے اکیس[۲۱] وجوہ صحیح ہیں، پندرہ[۱۵] بالاتفاق جائز اور چھ[۶] مختلفٌ فیہ ہیں۔

س ۶۶ ۔ مختلف نوعیت (قسم) کے مدّات جمع ہونے کی حالت میں کس بات کا لحاظ ضروری ہے ؟ ایسی حالت میں کتنی وجوہ نکلتی ہیں ؟ ان میں جائز کتنی ہیں اور ناجائز کتنی ؟

ج ۔ مختلف مدّات جمع ہونے کی صورت میں یہ ضروری ہے کہ مدِّ ضعیف کی مدِّ قوی پر ترجیح نہ ہو یعنے مدِّ ضعیف مدِّ قوی سے مقدار میں نہ بڑھے بلکہ مدِّ ضعیف مدِّ قوی کے ساتھ

برابر رہے یا اس سے کم
رہے۔

جن صورتوں میں مدِ ضعیف
مدِ قوی سے مقدار میں بڑھ
جائے یا مدِ قوی مدِ ضعیف
سے مقدار میں گھٹ جائے
تو یہ وجوہ ناجائز ہوں گی۔

اسی قاعدے کے مطابق
اگر مدِ متصل و مدِ منفصل
جمع ہوں اور متصل مقدم
اور منفصل مؤخر ہو تو بارہ
وجوہ نکلتی ہیں ان میں وہ نو
وجوہ جن میں ضعیف کی قوی پر
ترجیح نہیں ہوتی جائز ہیں
اور باقی تین غیر صحیح:

صحیح وجوہ

مثال۔ وَاُولٰٓئِکَ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِھِمْ

تعداد وجوہ	مدِّ متصل مقدّم	مدِّ منفصل مؤخّر
۱	دُو الفی مَدّ	قصر
۲	〃 〃	دُو الفی مَدّ
۳	ڈھائی الفی مَدّ	قصر
۴	〃 〃 〃	دُو الفی مَدّ
۵	〃 〃 〃	ڈھائی الفی مَدّ
۶	چار الفی مَدّ	قصر
۷	〃 〃 〃	دُو الفی مَدّ
۸	〃 〃 〃	ڈھائی الفی مَدّ
۹	〃 〃 〃	چار الفی مَدّ

غیر صحیح وجوہ

۱	دُو الفی مَدّ	ڈھائی الفی مَدّ
۲	〃 〃	چار الفی مَدّ
۳	ڈھائی الفی مَدّ	〃 〃 〃

یہ تین وجوہ اس لئے ناجائز ہیں کہ ان میں ضعیف کی قوی پر ترجیح ہوتی ہے جو غیر صحیح ہے۔

مدِّ قوی و ضعیف اور احکام

اگر مدِّ منفصل مقدّم ہو اور متصل مؤخر تو پھر بھی مذکورہ بارہ ۱۲ وجوہ نکلتی ہیں جن میں نو ۹ وجوہ صحیح ہیں کیونکہ ان میں ضعیف کی قوی پر ترجیح نہیں ہوتی اور باقی تین غیر صحیح (غیر اَولیٰ):

جائز وجوہ

مثال۔ ثُمَّ اسْتَوٰٓی اِلَی السَّمَآءِ

تعداد وجوہ	مدِّ منفصل مقدّم	مدِّ متصل مؤخر
۱	قصر	دو الف مدّ
۲	″	ڈھائی الف مدّ
۳	″	چار الف مدّ
۴	دو الف مدّ	دو الف مدّ
۵	″ ″	ڈھائی الف مدّ
۶	″ ″	چار الف مدّ
۷	ڈھائی الف مدّ	ڈھائی الف مدّ
۸	″ ″	چار الف مدّ
۹	چار الف مدّ	″ ″ ″

ناجائز وجوہ

۱	ڈھائی الف مدّ	دو الف مدّ
۲	چار الف مدّ	″ ″ ″
۳	″ ″ ″	ڈھائی الف مدّ

ان تین صورتوں میں ضعیف کی قوی پر ترجیح لازم آتی ہے جو غیر جائز ہے۔

اگر مدِّ عارض اور مدِّ لین عارض جمع ہو جائیں تو نو وجوہ نکلتی ہیں، وہ چھ
وجوہ جن میں ضعیف کی قوی پر ترجیح نہیں ہوتی، جائز ہیں اور باقی تین
غیر صحیح :

جائز وجوہ

مثال ۔ مِنْ جُوْعٍ ۝ مِنْ خَوْفٍ ۝

تعداد وجوہ	مدِّ عارض مقدم	مدِّ لین عارض مؤخر
١	طول	قصر
٢	〃	توسط
٣	〃	طول
٤	توسط	قصر
٥	〃	توسط
٦	قصر	قصر

ناجائز وجوہ

تعداد وجوہ	مدِّ عارض مقدم	مدِّ لین عارض مؤخر
١	توسط	طول
٢	قصر	توسط
٣	〃	طول

ان تین وجوہ میں ضعیف کی قوی پر ترجیح ہوتی ہے جو غیر جائز ہے۔

اگر مدِ لین عارض مقدم اور مدِ عارض مؤخر ہو تو بھی نو ۹ وجوہ نکلتی ہیں ان میں وہ چھ ۶ وجوہ جائز ہیں جن میں ضعیف کی قوی پر ترجیح نہیں ہوتی اور باقی تین ۳ غیر جائز :

جائز وجوہ		
مثال ۔	وَالطَّيْرَ ط	وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۝
تعداد وجوہ	مدِ لین عارض مقدم	مدِ عارض مؤخر
۱	قصر	طول
۲	〃	توسط
۳	〃	قصر
۴	توسط	طول
۵	〃	توسط
۶	طول	طول

ناجائز وجوہ		
۱	توسط	قصر
۲	طول	توسط
۳	〃	قصر

مدِ ضعیف کی قوی پر ترجیح کی وجہ سے یہ تین ۳ وجوہ ناجائز ہیں ۔

اگر مدِّ عارض یا مدِّ لین عارض میں حرف موقوف علیہ کی مختلف حرکات کے
اعتبار سے وجوہ نکالی جائیں تو اور زیادہ وجوہ پیدا ہوں گی مثلاً:
مدِّ عارض یا مدِّ لین عارض میں حرف موقوف علیہ مکسور ہے یعنی ایک زیر یا
زیر کی تنوین ہے تو چھ وجوہ نکلتی ہیں جن میں چار جائز ہیں
اور دو غیر جائز:

جائز وجوہ

مثال۔ فَاتَّقُوْنِ ○ مِنْ فُطُوْرٍ ○

تعداد وجوہ	مدِّ عارض
۱	طول مع الاسکان
۲	توسط ″
۳	قصر ″
۴	″ مع الرَّوْم

ناجائز وجوہ

تعداد وجوہ	مدِّ عارض
۱	طول مع الرَّوْم
۲	توسط ″

جائز وجوہ

مثال۔ وَالصَّیْفِ ○ مِنْ خَوْفٍ ○

تعداد وجوہ	مدِّ لین عارض
۱	قصر مع الاسکان
۲	توسط ″
۳	طول ″
۴	قصر مع الرَّوْم

ناجائز وجوہ

تعداد وجوہ	مدِّ لین عارض
۱	توسط مع الرَّوْم
۲	طول ″

یہ دو وجوہ اس لئے ناجائز ہیں کہ مد کے لئے حرفِ مدہ و حرفِ لین کے بعد سکون کا ہونا ضروری ہے اور رَوْم والا حرف ساکن نہیں ہوتا بلکہ متحرک ہوتا ہے۔

اگر مدِ عارض یا مدِ لین عارض میں حرفِ موقوف علیہ مضموم ہے یعنی ایک پیش یا پیش کی تنوین ہے تو نو ۹ وجوہ نکلتی ہیں جن میں سات جائز ہیں اور دو غیر جائز:۔

جائز وجوہ

مثال ۔ اَلْوَدُوْدُ ۝ قُعُوْدٌ ۝

تعداد وجوہ	مدِ عارض
۱	طول مع الاسکان
۲	توسط ״
۳	قصر ״
۴	طول مع الاشمام
۵	توسط ״
۶	قصر ״
۷	״ مع الرَّوْم

ناجائز وجوہ

۱	طول مع الرَّوْم
۲	توسط ״

جائز وجوہ

مثال ۔ وَالطَّیْرُ ۝ خَیْرٌ ۝

تعداد وجوہ	مدِ لین عارض
۱	قصر مع الاسکان
۲	توسط ״
۳	طول ״
۴	قصر مع الاشمام
۵	توسط ״
۶	طول ״
۷	قصر مع الرَّوْم

ناجائز وجوہ

۱	توسط مع الرَّوْم
۲	طول ״

رَوْم کی حالت میں حرفِ مدّہ اور حرفِ لین کے بعد سکون نہ ہونے کے سبب یہ ہر دو وجوہ غیر جائز ہیں۔

مدِ عارض یا مدِ لین عارض میں اگر حرف موقوف علیہ مفتوح ہے یعنی
ایک زبر ہے تو تین وجوہ نکلتی ہیں کیونکہ فتحہ میں رَوم و اشمام نہیں ہوتا
اور تینوں وجوہ جائز ہیں :

وجوہ	
مثال - لِلْمُتَّقِيْنَ ○ عَالَمِيْنَ ○	
مدِ عارض	تعدادِ وجوہ
طول مع الاسکان	۱
توسط "	۲
قصر "	۳

وجوہ	
مثال - لَارَيْبَ ط لَاضَيْرَ ط	
مدِ لین عارض	تعدادِ وجوہ
قصر مع الاسکان	۱
توسط "	۲
طول "	۳

مدِ قوی، مدِ ضعیف اور احکام

جب کسی کلمہ میں سببِ مد، قوی اور ضعیف جمع ہوں تو قوی سبب پر عمل ہوگا مثلاً :

جب مدِ متصل کا ہمزہ اخیر کلمہ میں واقع ہو اور وقف بالاسکان یا بالاشمام کیا جائے تو ہمزہ ہی کا اعتبار کر کے مد کیا جائے گا اور سکون جو عارضی ہے اس کی وجہ سے قصر جائز نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں اصلی سبب کا الغاء اور عارضی کا اعتبار لازم آتا ہے جو غیر جائز ہے۔ جیسے لِیَشَآءُ ط اِنَّمَا النَّسِیٓءُ ط

اسی طرح مدِ لازم کلمی مثقل کا مشدد حرف اخیر کلمہ میں واقع ہو تو اس میں بھی وقف بالاسکان اور بالاشمام کی صورت میں قصر جائز نہیں بلکہ قوی سبب یعنی حرف مثقل کی بنا پر مد ہی کیا جائے گا جیسے صَوَآفَّ ط غَیْرَ مُضَآرٍّ ط، وَلَاجَآنٌّ۔ ○

خلاصہ یہ ہے کہ مندرجہ ذیل اصول کا سمجھنا اور یاد رکھنا ضروری ہے اور ان کے مطابق وجہ صحیح اور غیر صحیح نکال کر عمل کیا جائے :

۱۔ ایک قسم کے مدات میں مد کی مقدار میں مساوات رکھنا۔

پس جن صورتوں میں مساوات نہ رہے گی وہ غیر صحیح ہوں گی اسی کو عدمِ مساوات وعدمِ توافق اور ترجیح بلا مرجح

له یعنی دو سبب جمع یعنی قوی اور ضعیف سبب (
معارف ا

سے تعبیر کرتے ہیں۔

۲۔ مدِّ ضعیف کے مدّ کی مقدار، مدِّ قوی سے کم رہنا یا اس کے برابر رہنا۔

مدِّ ضعیف کا مدِّ قوی سے مقدار میں بڑھ جانا یا مدِّ قوی کا مقدار میں گھٹ... غیر جائز ہے۔ ضعیف کی قوی پر ترجیح ہونے کا یہی مطلب ہے

۳۔ مد کے قوی اور ضعیف سبب جمع ہونے کی صورت میں قوی سبب پر عمل کرنا۔

اس کا بالعکس یعنے قوی سبب چھوڑ کر ضعیف پر عمل کرنا غیر جائز ہے۔ سبب اصلی کا الغاء اور سببِ عارضی کا اعتبار اسی کو کہتے ہیں ______ (قوی) ۱۲. (ضعیف)

۲۰ ہمزہ کے اقسام و احکام

س ۴۷ - ہمزہ کی کتنی قسمیں ہیں ؟

ج - ہمزہ کی دو قسمیں ہیں :

۱- ہمزہ قطعی -

۲- ہمزہ وصلی -

ہمزہ قطعی

ہمزہ قطعی - ہر حال یعنے ابتداء اور وصل میں ثابت اور باقی رہتا ہے جیسے فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّہُ ، اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا -

توضیح

حضرت عثمان ورشؒ جو قراء سبعہؒ میں حضرت امام

نافع مدنیؒ کے دوسرے راوی ہیں ہمزہ قطعی سے پہلے اگر اخیر کلمہ میں حرف صحیح ساکن ہو یعنی حرف مدّہ اور میم جمع نہ ہوں تو ایسی حالت میں ہمزہ کی حرکت ماقبل حرف ساکن کو دے کر تخفیفاً ہمزہ کو حذف کرتے ہیں جیسے مَنْ اٰمَنَ، قَدْ اَفْلَحَ، لِلْاِیْمَانِ وغیرہ۔

س ۶۸ - دو ہمزہ جمع ہونے کی صورت میں کتنی شکلیں نکلتی ہیں؟

ج - ہمزہ قطعی اور وصلی کے اعتبار سے ان کی اجتماعی شکلیں پانچ نکلتی ہیں:

۱ - دونوں ہمزہ قطعی اور متحرک ہوں جیسے ءَاَسْلَمْتُمْ، اَئِنَّكُمْ، اَؤُنَبِّئُكُمْ۔

۲ - دونوں ہمزہ قطعی ہوں اور ان میں پہلا متحرک، اور دوسرا ساکن ہو جیسے اُتُوْنِیْ، اٰمَنَ، اِیْمَانًا۔

۳ - پہلا ہمزہ قطعی متحرک ہو اور دوسرا وصلی مفتوح جیسے آلْئٰنَ، آلذَّكَرَيْنِ۔

۴ - پہلا ہمزہ قطعی متحرک اور دوسرا ہمزہ وصلی غیر مفتوح (مکسور) ہو جیسے اَفْتَرٰی عَلَى اللّٰهِ، اَصْطَفَى الْبَنَاتِ۔

۵ - پہلا ہمزہ وصلی ہو اور دوسرا ہمزہ قطعی ساکن جیسے

اِیۡتُوۡنِیۡ ، اُوۡتُمِنَ ۔

توضیح

۱۔ ہمزہ خواہ ساکن ہو یا متحرک اس کو تحقیق یعنی خوب صاف طور سے پڑھنا چاہیئے ۔

۲۔ جب دُو ہمزہ قطعی جمع ہوں تو وہاں زیادہ خیال رکھنا ضروری ہے تاکہ دونوں ہمزہ صاف اور تحقیق سے ادا ہوں جیسے اَئِنَّکُمۡ ، ءَاَنۡذَرۡتَھُمۡ ، اَؤُنَبِّئُکُمۡ ۔

۳۔ وقف میں بھی زیادہ خیال رہے کیونکہ اکثر خیال نہ کرنے کی وجہ سے ہمزہ حذف ہوجاتا ہے یا الف سے بدل جاتا ہے یا صاف طور سے ادا نہیں ہوتا جیسے مِنَ السَّمَآءِ ط اَمَنَ السُّفَھَآءُ ط ۔

س ۶۹ ۔ جب دُو ہمزہ قطعی اور متحرک جمع ہوں خواہ ایک کلمہ میں ہوں یا دُو کلموں میں تو ان کے احکام کیا ہیں ؟ (دیکھو جواب سوال نمبر ۶۸ ، شکل نمبر ۱)

ج ۔ مذکورہ صورت میں دونوں ہمزہ کو تحقیق یعنے خوب صاف طور سے پڑھنا چاہیئے تاکہ دونوں ہمزہ اپنے مخرج اتصائے

حلق سے اور صفت جہر و شدت کے ساتھ کامل ادا ہوں جیسے
ءَاَقْرَرْتُمْ ، ءَاَنْتَ ، اَؤُنَبِّئُكُمْ ، هٰٓؤُلَآءِ اِنْ ، مِنَ
السَّمَآءِ اٰوِئْتِنَا ، اَوْلِيَآءَ اِنَّا ، اَوْلِيَآءُ اُولٰٓئِكَ
لیکن پارہ ۲۴ سورۃ فُصِّلَتْ ع ۵ میں کلمہ ءَ اَعْجَمِيٌّ کا دوسرا
ہمزہ تسہیل سے پڑھا جاتا ہے۔
تسہیل کے لغوی معنیٰ ہیں نرمی اور اصطلاح تجوید میں یہاں
یہ مراد ہے کہ ہمزہ کو خود اس کے اور الف کے مخرج کے درمیان پڑھنا

س ۷۰ ۔ جب دو ہمزہ قطعی جمع ہوں اور ان میں پہلا متحرک اور دوسرا
ساکن ہو تو ان کا کیا حکم ہے (دیکھو جواب سوال نمبر ۶۸ شکل نمبر ۲)

ج ۔ مذکورہ حالت میں ہمزہ ساکنہ کو اس کی ماقبل حرکت کے موافق
حرف سے بدلنا واجب ہے جیسے اُوْتُوْنِيْ ، اِيْمَانًا جو اصل
میں اَءْتُوْنِيْ ، اِءْمَانًا تھے۔

س ۷۱ ۔ جب پہلا ہمزہ استفہام کا اور دوسرا ہمزہ وصلی مفتوح ہو تو ان
کے احکام کیا ہیں ؟ (دیکھو جواب سوال نمبر ۶۸ شکل نمبر ۳)

ج ۔ مذکورہ صورت میں ہمزہ وصلی مفتوح حذف نہیں ہوتا۔ اس
میں دو وجہیں جائز ہیں :

۱۔ ابدال : جیسے آٰلْئٰنَ

۲۔ تسہیل جیسے ءٰاۤلْـٰٔنَ (تسہیلاً)

ان میں ابدال اَوْلیٰ ہے اور تسہیل جائز۔

اِبدال کا مطلب یہ ہے کہ ہمزہ وصلی کو الف سے بدل کر مدِ لازم پیدا ہونے کی وجہ سے تین یا پانچ الف طول کرنا۔

تسہیل سے یہاں یہ مراد ہے کہ ہمزہ وصلی کو خود اس کے اور الف کے مخرج کے درمیان پڑھنا۔

س ۲۷۔ ہمزہ وصلی مفتوح کے حذف نہ ہونے کی وجہ کیا ہے؟ حالانکہ درج کلام میں اس کو گرا دیا جاتا ہے۔

ج ۔ ہمزہ اِستفہام اور ہمزہ وصلی دونوں مفتوح ہیں اس لئے حذف کرنے سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ موجودہ ہمزہ استفہام کا ہمزہ ہے یا وصلی۔

نیز استفہامی معنٰی نہ رہنے کے باعث خبر کے ساتھ التباس لازم آتا ہے یعنی یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ کلام انشائیہ ہے۔

س ۳۷۔ اِبدال اَوْلیٰ ہونے کی وجہ کیا ہے؟ تسہیل کیوں اَوْلیٰ نہیں؟

ج ۔ اِبدال اَوْلیٰ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ہمزہ وصلی میں قاعدے کے مطابق کامل تغیُّر ہونا چاہیئے کیونکہ درمیان کلام یہ حذف ہوتا ہے اور کامل تغیُّر اِبدال میں ہوتا ہے تسہیل میں نہیں۔

س ۴۷ - ہمزہ استفہام کے ساتھ ہمزہ وصلی مفتوح قرآن کریم میں کتنی جگہ آیا ہے ؟

ج - قرآن میں ایسے سات مواضع ہیں جن میں ہمزہ استفہام کے ساتھ ہمزہ وصلی مفتوح آیا ہے۔
ان میں چھ جگہ تمام قراء استفہام کے ساتھ پڑھتے ہیں اور ایک جگہ میں اختلاف ہے۔ ان مقامات کی تفصیل یہ ہے:

آٰلذَّكَرَيْنِ (دو جگہ)

۱- وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ قُلْ آٰلذَّكَرَيْنِ پارہ ۸ سورہ انعام ع
۲- وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ قُلْ آٰلذَّكَرَيْنِ " " " " " "

آٰلْئٰنَ (دو جگہ)

۱- آٰلْئٰنَ وَقَدْ كُنْتُمْ پارہ ۱۱ سورہ یونس ع ۵
۲- آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ " " " " " ۹

آٰللّٰهُ (دو جگہ)

۱- قُلْ آٰللّٰهُ پارہ ۱۱ سورہ یونس ع ۶
۲- آٰللّٰهُ خَيْرٌ پارہ ۱۹ سورہ نمل ع ۵

توضیح

۱- [illegible]

کرتے ہیں جن میں ابدال اَولیٰ ہے اور تسہیل جائز۔

۲- مذکورہ چھ کلمات اصل میں ءَآلذَّ کَرَیْنِ، ءَآلْئٰنَ، ءَآللّٰہُ تھے۔

مختلف فیہ کلمہ یہ ہے بِہِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰہَ پارہ سورۂ یونس ع

قُرّاء سبعہ میں سے حضرت ابوعمرو بصریؒ اور قراء عشرہ میں سے حضرت ابوجعفر یزیدؒ اس کلمہ کو استفہام کے ساتھ پڑھتے ہیں اور دونوں حضرات کے لئے قاعدہ کے مطابق ابدال اور تسہیل ہے۔

اِبْدال جیسے بِہٖ آلسِّحْرُ۔

تسہیل جیسے بِہٖ ءَآلسِّحْرُ۔

باقی قُرّاء اِخبار کے ساتھ یعنی ایک ہمزہ پڑھتے ہیں جیسے بِہِ السِّحْرُ۔ اس لئے ان کے ہاں اِبدال اور تسہیل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

س ۷۵- جب پہلا ہمزہ قطعی متحرک ہو اور دوسرا ہمزہ وصلی غیر مفتوح یعنی مکسور ہو تو ان کے کیا احکام ہیں؟ (دیکھو جواب سوال نمبر ۸۶ شکل نمبر ۴)

ج - ایسی صورت میں دوسرا ہمزہ وصلی مکسور حذف کیا جاتا ہے،

اور پہلا ہمزہ استفہام مفتوح، مُحَقَّق پڑھا جاتا ہے اور ہر
حال میں ثابت رہتا ہے جیسے اَفْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ۔

توضیح

ہمزہ اِستفہام کے بعد ہمزہ وصلی مضموم نہیں آتا اسلئے
اس کی مثال بھی نہیں پائی جاتی۔

س ۷۶۔ ہمزہ استفہام کے ساتھ ہمزہ وصلی مکسور قرآن کریم میں کتنی
جگہ آیا ہے؟

ج ۔ قرآن کریم میں ایسے سات مواقع ہیں جہاں ہمزہ اِستفہام
کے ساتھ ہمزہ وصلی مکسور آیا ہے۔

ان میں ذیل کی پانچ جگہ قراء بالاتفاق اِستفہام کے ساتھ
پڑھتے ہیں:

۱۔ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ پارہ ۱ سورۃ بقرع ۹۔ یہ اصل میں قُلْ
ءَ اِتَّخَذْتُمْ تھا۔

۲۔ اَطَّلَعَ الْغَیْبَ پارہ ۱۶ سورۃ مریم ع ۵۔ اصل میں یہ ءَ اِطَّلَعَ تھا۔

۳۔ اَفْتَرٰی عَلَے اللّٰہِ پارہ ۲۲ سورۃ سبأ ع ۱۔ اصل میں یہ
ءَ اِفْتَرٰی تھا۔

۴۔ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ پارہ ۲۳ سورۃ ص ع ۵۔ یہ اصل میں ءَاِسْتَكْبَرْتَ تھا۔

۵۔ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ پارہ ۲۸ سورۃ منافقون ع ۱۔ یہ اصل میں تھا ءَاِسْتَغْفَرْتَ۔

مندرجہ ذیل دو جگہ میں قراء کا اختلاف ہے:

۱۔ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ پارہ ۲۳ سورۃ صٰفّٰت ع ۵۔ یہ اصل میں ءَاِصْطَفَى الْبَنَاتِ تھا۔

حضرت ابوجعفر یزیدؒ مذکورہ کلمہ کو اخبار کے ساتھ یعنے اِصْطَفَى الْبَنَاتِ پڑھتے ہیں۔

حضرت ورشؒ سے استفہام یعنے اَصْطَفَى الْبَنَاتِ اور اخبار یعنے اِصْطَفَى الْبَنَاتِ دونوں طرح مروی ہے۔

باقی قراء استفہام سے یعنی اَصْطَفَى الْبَنَاتِ پڑھتے ہیں۔

۲۔ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا پارہ ۲۳ سورۃ ص ع ۴۔ یہ اصل میں تھا ءَاِتَّخَذْنٰهُمْ۔

حضرت امام ابوعمرو بصریؒ، حضرت امام حمزہؒ اور حضرت امام کسائیؒ اس کو اخبار کے ساتھ اِتَّخَذْنٰهُمْ پڑھتے ہیں

اور باقی قراء استفہام کے ساتھ اَتَّخَذْنٰھُمْ ۔

خلاصہ یہ ہے کہ استفہام کے ساتھ پڑھنے کی صورت میں ہمزہ وصلی مکسورہ محذوف رہیگا اور ہمزہ استفہام مفتوح محقق پڑھا جائے گا اور ابتداء و وصل دونوں حالتوں میں ثابت رہے گا۔

ابتداء کی حالت میں جیسے اَصْطَفَی الْبَنَاتِ، اَتَّخَذْنٰھُمْ۔

وصل کی حالت میں جیسے لَکُنْ بُوْنَ اَصْطَفَی الْبَنَاتِ مِنَ الْاَشْرَارِ اَتَّخَذْنٰھُمْ ۔

جن قراء کی قراءت اخبار کے ساتھ پڑھنے کی ہے ان کے ہاں یہ ہمزہ وصلی ہوگا اور ابتداء کی صورت میں ہمزہ کو مکسور پڑھیں گے جیسے اِصْطَفَی الْبَنَاتِ، اِتَّخَذْنٰھُمْ ۔

اور ماقبل سے ملاکر پڑھنے کی حالت میں یہ ہمزہ گر جائے گا جیسے لَکُنْ بُوْنَ اصْطَفَی الْبَنَاتِ، مِنَ الْاَشْرَارِ اتَّخَذْنٰھُمْ ۔

توضیح

حضرت ابو عمرو حفص بن سلیمانؒ مذکورہ ساتوں جگہ

استفہام سے پڑھتے ہیں چنانچہ ان کے ہاں ہمزہ مفتوح ہوگا اور ابتداء و وصل دونوں حالتوں میں ثابت رہے گا اور دوسرا ہمزہ وصلی مکسور، محذوف رہے گا۔

س ۷۷۔ جب دو ہمزہ جمع ہوں، ان میں پہلا ہمزہ وصلی ہو اور دوسرا ہمزہ قطعی ساکن، تو ان کے احکام کیا ہیں؟ (دیکھو جواب سوال نمبر ۶۸، شکل نمبر ۵)

ج ۔ مذکورہ حالت میں اگر ہمزہ وصلی سے ابتداء کی جائے تو ہمزہ وصلی کو حسب قاعدہ تیسرے حرف کے اعتبار سے زیر یا پیش دینگے اور ہمزہ قطعی ساکنہ کو اس کی پہلی حرکت کے موافق حرف سے بدل کر پڑھیں گے جیسے اِیْتُونِیْ، اُوْتُمِنَ جو اصل میں اِئْتُونِیْ، اُؤْتُمِنَ تھے۔

اگر اس کلمہ کو ماقبل سے ملا کر پڑھیں گے تو ہمزہ وصلی گر جائے گا اور ثانی ہمزہ کو ساکن محقق ابدال کے بغیر پڑھیں گے جیسے فِی السَّمٰوٰتِ ائْتُوْنِیْ، اَلَّذِی اؤْتُمِنَ، فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِیْ۔

ہمزہ وصلی

س ۷۸۔ ہمزہ وصلی کب حذف ہوتا ہے اور کب ثابت رہتا ہے؟

ج - ہمزہ وصلی ماقبل سے ملا کر پڑھنے کی حالت میں گرجاتا ہے
ایسی صورت میں اس کا ثابت رکھنا درست نہیں جیسے
نَسْتَعِيْنُ اهْدِنَا، تَفْرَحُوْنَ ارْجِعْ
تُوْعَدُوْنَ اصْلَوْهَا -

مگر جب اسی (ہمزہ وصلی) سے شروع یعنی ابتدا
یا اعادہ کیا جائے تو ہمزہ پڑھا جاتا ہے جیسے اِهْدِنَا، اِرْجِ
اِصْلَوْهَا، اُقْتُلُوْا، اُدْخُلُوْا وغیرہ -

س ۹۷ - ہمزہ وصلی اگر ابتداء یا اعادہ کیا جائے تو ہمزہ کی حرکت کیا
پڑھنی چاہیئے ؟

ج - ہمزہ وصلی کے مختلف حالات ہیں یعنی اگر ہمزہ وصلی لام تعریف
کا ہے تو ابتدا اور اعادہ کی حالت میں اس کو ہمیشہ مفتوح پڑھتے
ہیں جیسے اَلرَّحِيْمُ، اَلْعٰلَمِيْنَ، اَلشَّكُوْرُ، اَلْمَلِكُ -

توضیح

ابتداء اور اعادہ کی حالت میں لام تعریف کا ہمزہ
مکسور اور مضموم نہیں آتا -

اگر لام تعریف کے علاوہ کسی اور اسم کا ہمزہ وصلی

تو پھر ابتداء اور اعادہ کی حالت میں اسکو مکسور پڑھتے ہیں جیسے اِنْتِقَامٍ، اِسْتِکْبَارًا، اِبْنٌ، اِسْمٌ۔

ایسے اَسماء (بغیر لام تعریف کے) قرآن کریم میں سات واقع ہوئے ہیں:

۱۔ اِبْنٌ جیسے عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ۔

۲۔ اِبْنَتَ جیسے وَمَرْیَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ۔

۳۔ اِمْرُؤٌا، اِمْرِئٍ، اِمْرَأً جیسے اِنِ امْرُؤٌا ھَلَکَ، لِکُلِّ امْرِئٍ مِّنْھُمْ، اَبُوْکِ امْرَأَ۔

۴۔ اِثْنَیْنِ، اِثْنَیْ، اِثْنَا جیسے ثَانِیَ اثْنَیْنِ، مِنْھُمُ اثْنَیْ عَشَرَ، عِنْدَ اللّٰہِ اثْنَا۔

۵۔ اِثْنَتَیْنِ، اِثْنَتَا جیسے فَاِنْ کَانَتَا اثْنَتَیْنِ، مِنْہُ اثْنَتَا عَشْرَةَ۔

۶۔ اِمْرَأَتَ جیسے اِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ، اٰمَنُوا امْرَأَتَ، اَوِامْرَأَۃٌ وَّلَہٗ۔

۷۔ اِسْمٌ جیسے سَبِّحِ اسْمَ، مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ، بِغُلٰمٍ اِسْمُہٗ۔

اگر فعل کا ہمزہ وصلی ہے تو اس کی تفصیل یہ ہے:

ہمزہ وصلی سمیت فعل کا تیسرا حرف اگر مضموم ہے ...

تو ہمزہ کو پیش دیکر پڑھتے ہیں جیسے اُقْتُلُوْا، اُدْخُلُوْا، اُدْ...

اُسْتُهْزِئَ، اُجْتُثَّتْ، اُنْظُرْ، اُتْلُ وغیرہ

اگر فعل کا تیسرا حرف مکسور ہے یا مفتوح تو ہمزہ کو زیر

دیکر پڑھتے ہیں جیسے اِرْجِعْ، اِرْجِعِیْ، اِذْهَبْ، اِنْطَلِقُوْا

اِصْلَوْهَا وغیرہ -

اگر تیسرے حرف کا ضمہ اصلی نہیں بلکہ عارضی ہے تو

پھر ہمزہ کو مکسور ہی پڑھتے ہیں جیسے اِمْشُوْا، اِتَّقُوْا،

اِقْضُوْا، اِبْنُوْا، اِیْتُوْا - شقضنت

مذکورہ کلمات میں ش، ق، ض، ن اور ت پر جو ...

ہے وہ درحقیقت یا کا ضمہ ہے ______ ١٢

۲۱ ہائے ضمیر

س ۸۰ ہائے ضمیر سے کونسی ضمیر مراد ہے؟ اس کی اصلی حرکت کیا ہے؟
اور خود اس کو کس حرکت سے پڑھنا چاہیئے؟

ج۔ ہائے ضمیر سے واحد مذکر غائب منصوب متصل اور مجرور متصل کی
ضمیر مراد ہے۔ اس کا دوسرا نام ہائے کنایہ ہے یہ مکسور و مضموم
ہوتی ہے اور کبھی ساکن لیکن مفتوح نہیں ہوتی۔ اس میں ضمہ اصل ہے۔

ہائے ضمیر کی حرکت اس کی پہلی حالت پر موقوف ہے یعنی
اگر اس سے پہلے زیر یا یائے ساکنہ ہے تو اس کو مکسور پڑھتے
ہیں جیسے مِنْ بَعْدِہٖ، اِلَيْهِ۔

مگر مندرجہ ذیل دو جگہوں میں اصل کا اعتبار کرتے ہوئے
امام حفصؒ ضمیر کی ہا کو ضمہ سے پڑھتے ہیں:

۱- وَمَآ اَنْسٰانِیۡهُ پارہ ۱۵ سورۃ کہف ع ۹-

۲- عَلَیۡهُ اللّٰهَ پارہ ۲۶ سورہ فتح ع ۱-

ذیل کے دو کلمات میں ہائے ضمیر مکسور کے بجائے ساکن ہے:

۱- اَرۡجِهۡ (دو جگہ)

الف - اَرۡجِهۡ وَاَخَاهُ وَاَرۡسِلۡ پارہ ۹ سورۃ اعراف ع ۱۴

ب - اَرۡجِهۡ وَاَخَاهُ وَابۡعَثۡ پارہ ۱۹ سورہ شعراء ع ۳

۲- فَاَلۡقِهۡ پارہ ۱۹ سورۃ نمل ع ۲

مذکورہ کلمات میں سکون کی وجہ یہ ہے کہ حضرت حفصؒ کی روایت میں یہ اصل میں مُعتَلُ اللّام اور ناقص یائی ہیں صیغہ امر کی وجہ سے قاعدے کے مطابق ان کی یاء حذف ہوگئی اور ہائے ضمیر کو اس کے قائم مقام ہونے اور حرف علت نہ ہونے کی بناء پر ساکن کر دیا۔

اگر ہائے ضمیر سے پہلے زیر یا یائے ساکنہ نہ ہو یعنی اس سے پہلے زبر، پیش، الف، واؤ ساکن، یا اور کوئی ساکن حرف ہو تو ہر جگہ ہائے ضمیر مضموم ہوتی ہے مثلاً نَزَّلَهٗ، وَرَسُوۡلُهٗ، اَخَاهُ، وَاَلۡقُوۡهُ، اَرۡسِلۡهُ وغیرہ۔

مگر وَیَتَّقۡهِ فَاُولٰٓئِكَ پارہ ۱۸ سورۃ نور ع ۷

میں ہائے ضمیر پر ضمہ کے بجائے کسرہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اصل میں یہ ناقص یائی ہے، جزاء واقع ہونے کی وجہ سے قاعدے کے مطابق یاء حذف ہوگئی، قاف اگرچہ حفصؒ کی روایت میں ساکن ہے لیکن اصل میں مکسور ہے لہٰذا اصل کا اعتبار کرکے اس کو مکسور پڑھتے ہیں۔

س ۸۱ - ہائے ضمیر کی حرکت (زیر، پیش) کو کن حالات میں صلہ (اشباع) اور ترکِ صلہ سے پڑھنا چاہیئے؟

ج - ماقبل اور مابعد کے لحاظ سے ہائے ضمیر کی چار حالتیں ہیں:

۱- ہائے ضمیر کا ماقبل متحرک اور مابعد بھی متحرک۔

۲- ماقبل ساکن اور مابعد بھی ساکن۔

۳- ماقبل متحرک اور مابعد ساکن۔

۴- ماقبل ساکن اور مابعد متحرک۔

صرف پہلی صورت میں یعنی ہائے ضمیر کا ماقبل و مابعد متحرک ہو تو اس کی حرکت (زیر، پیش) اشباع (صلہ) سے پڑھتے ہیں یعنی ہائے ضمیر اگر مکسور ہے تو زیر کو دراز کرنے سے یائے ساکنہ مدّہ زائد ہوگی جیسے وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ - اور بہ حالتِ مضموم، پیش کو دراز کرنے سے واوٴ ساکن مدّہ زائد ہوگا

جیسے فَاِنَّہٗ نَزَّلَہٗ، وَاَمْرُہٗۤ اِلَى اللّٰہِ۔

مگر وَاِنْ تَشْکُرُوْا یَرْضَہُ لَکُمْ پارہ ۲۳، سورۃ ...

میں اصل کا لحاظ کرتے ہوئے اشباع نہ ہوگا کیونکہ یہ اصل میں

یَرْضَاہُ تھا۔ پھر شرط کا جواب ہونے کی بنا پر اس ...

اَلِفْ حذف ہوگیا۔

ہائے ضمیر کا ماقبل یا مابعد ساکن ہو (دیکھو مذکورہ حالت

نمبر ۲ نمبر ۳ اور نمبر ۴) تو اشباع نہیں کرتے یعنی اس کو ...

غیر موصولہ اور غیر اشباعی پڑھتے ہیں، جیسے وَاِلَیْہِ الْ...

وَیُعَلِّمُہُ الْکِتٰبَ، مِنْہُ اَخَاہُ۔

کلمہ فِیْہٖ مُھَانًا پارہ ۱۹ سورۃ فرقان رکوع ...

قاعدے کے مطابق اشباع نہیں ہونا چاہئے کیونکہ ھا...

سے پہلے یار ساکنہ ہے لیکن اس پر بھی حفصؒ اس ھار کو صلہ ...

پڑھتے ہیں تاکہ ان کی قرارت میں دونوں لغت یعنی عدم

صلہ وصلہ جمع ہوجائیں۔

اور اس لئے بھی صلہ کرتے ہیں کہ ھار کی درازی ...

مخلوق کو وہ وعید جس سے گناہ گاروں کو ڈرایا گیا ہے

اچھی طرح سنادی جائے اور اس کی برائی خوب ظاہر ہوجائے

س ۸۲ ۔ بحالتِ وصل اور وقف ہائے ضمیر کے صلہ کا کیا حکم ہے ؟

ج ۔ بہ حالت وصل ، صرف اشباعی حالت میں ہائے ضمیر موصولہ پڑھی جاتی ہے اور وقف کی حالت میں صلہ نہیں ہوتا ، بلکہ حذف ہوتا ہے ۔

س ۸۳ ۔ ہائے ضمیر میں اوقافِ ثلٰثہ (وقف بالاِسکان ، بالرَّوم ، اور بالاِشمام) کا کیا حکم ہے ؟

ج ۔ ہائے ضمیر میں وقف بالاِسکان مطلقاً تمام قُـرَّاء کے نزدیک جائز و ثابت ہے ۔ البتہ وقف بالرَّوم اور بالاِشمام کے جواز و عدم جواز میں قُـرَّاء کے تین ۳ مذہب ہیں :

۱۔ بعض مطلقاً جائز کہتے ہیں ۔

۲۔ بعض مطلقاً منع کرتے ہیں ۔

۳ ۔ بعض کے نزدیک تفصیل ہے ، وہ یہ کہ ہائے ضمیر کی ساتؔ حالتیں ہیں ۔ ان میں سے صرف چار حالات میں رَوم و اِشمام منع ہیں ۔ باقی تین ۳ صورتوں میں جائز ہیں ۔ یہی مذہب پسندیدہ اور مختار ہے ۔

جن حالتوں میں رَوم و اشمام منع ہیں وہ یہ ہیں :

۱ ۔ ہائے ضمیر سے پہلے واؤ ساکن ہو خواہ مدّہ ہو یا لِین جیسے :

س ۸۲۔ بحالتِ وصل اور وقف ہائے ضمیر کے صلہ کا کیا حکم ہے ؟

ج ۔ بحالت وصل ، صرف اشباعی حالت میں ہائے ضمیر موصولہ پڑھی جاتی ہے اور وقف کی حالت میں صلہ نہیں ہوتا ، بلکہ حذف ہوتا ہے ۔

س ۸۳۔ ہائے ضمیر میں اوقافِ ثلٰثہ (وقف بالاِسکان ، بالرَّوم ، اور بالاِشمام) کا کیا حکم ہے ؟

ج ۔ ہائے ضمیر میں وقف بالاِسکان مطلقاً تمام قُرّاء کے نزدیک جائز وثابت ہے ۔ البتہ وقف بالرَّوم اور بالاِشمام کے جواز وعدم جواز میں قُرّاء کے تین۳ مذہب ہیں :

۱۔ بعض مطلقاً جائز کہتے ہیں ۔

۲۔ بعض مطلقاً منع کرتے ہیں ۔

۳۔ بعض کے نزدیک تفصیل ہے ، وہ یہ کہ ہائے ضمیر کی ساتؔ حالتیں ہیں ۔ ان میں سے صرف چار حالات میں رَوم واِشمام منع ہیں ۔ باقی تین۳ صورتوں میں جائز ہیں ۔ یہی مذہب پسندیدہ اور مختار ہے ۔

جن حالتوں میں رَوم واشمام منع ہیں وہ یہ ہیں :

۱۔ ہائے ضمیر سے پہلے واوٴ ساکن ہو خواہ مدّہ ہو یا لِین جیسے :

مَا عَقَلُوْهُ ، دَلِيْرَضَوْهُ -

۲- ہائے ضمیر سے پہلے یائے ساکنہ ہو خواہ مدّہ ہو یا لین

فِيْهِ ، عَلَيْهِ -

۳- ہائے ضمیر سے پہلے زیر ہو جیسے :

وَكُتُبِهٖ ، وَرُسُلِهٖ -

۴- ہائے ضمیر سے پہلے پیش ہو جیسے :

وَرَسُوْلُهٗ ، يَرْتَعُهٗ -

باقی تین۳ صورتیں جن میں رَوم واشمام اجماعاً جائز ہیں

یہ ہیں :

۱- ہائے ضمیر سے پہلے زبر ہو جیسے :

لَنْ تُخْلِفَهٗ -

۲- ہائے ضمیر سے پہلے الف ہو جیسے :

اَخَاهُ ، هَدٰىهُ -

۳- ہائے ضمیر سے پہلے حرف صحیح ساکن ہو جیسے :

مِنْهُ ، عَنْهُ -

۲۲ اِدغام

س ۸۴۔ اِدغام کی تعریف کیجئے اور اس کا فائدہ بھی بتایئے؟ [غرض تجوید]

ج۔ اِدغام کے لُغوی معنی ہیں ایک شے کو دوسری شے میں چُھپا دینا، اور اصطلاحِ تجوید میں اِدغام کہتے ہیں کسی ساکن حرف کو کسی متحرک حرف میں اس طرح ملا دینا کہ وہ دونوں ایک حرف مشدّد بن کر ایک ہی تلفّظ سے ادا ہوں۔

پہلا حرف جس کو دوسرے حرف میں ملایا جاتا ہے اس کو مُدغم کہتے ہیں اور دوسرا حرف جس میں پہلا حرف ملایا جاتا ہے اس کو مُدغم فیہ کہتے ہیں مثلاً مِنْ رَّبِّھِمْ میں نون کا ادغام راء میں کیا پس نون مُدغم ہوا اور راء مُدغم فیہ۔

اس کا فائدہ یہ ہے کہ جب دو حُروف مِثلَین یا مُتحدُ المخرج یا قریبُ المخرج ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں تو لسانِ عرب میں

ان کا تلفظ ثقیل سمجھا جاتا ہے۔ ادغام سے یہ ثقالت
رہتی ہے اور کلام میں تخفیف ہو جانے کی وجہ سے ان کا
آسان ہو جاتا ہے۔

س ۸۵۔ مُدغَم کے سکون اور حرکت اور مخرج کے اعتبار
کی کتنی قسمیں ہیں؟ ہر ایک کی وضاحت کیجئے۔

ج۔ مُدغَم کے سکون اور حرکت کے اعتبار سے ادغا
دو قسمیں ہیں:

۱۔ ادغامِ صغیر
۲۔ ادغامِ کبیر

اِدغامِ صغیر۔ مدغم اگر پہلے ہی ساکن ہو اور صر
ادغام کیا گیا ہو تو اسے ادغام صغیر کہتے ہیں مثلاً:
قَدْ دَّخَلُوْا، اِذْ ذَّهَبَ،

اِدغامِ کبیر۔ اگر مُدغم پہلے متحرک ہو اور ساکن
ادغام کیا گیا ہو تو اسے ادغامِ کبیر کہتے ہیں جیسے:

توضیح

۱۔ لَا تَاْمَنَّا میں اِدغام کے ساتھ اِشمام ضروری ہے اور اظہار کے ساتھ رَوم ضروری ہے۔

۲۔ ادغام بغیر اِشمام اور اظہار بغیر رَوم جائز نہیں البتہ محض ادغام قراء عشرہ میں سے حضرت امام ابوجعفرؒ کی قراءت میں معمول ہے۔

۳۔ ادغام مع الاشمام کے ادا کرنے کی کیفیت یہ ہونا چاہیئے کہ میم کے ادا کرنے کے بعد نون کا تلفّظ شروع ہوتے ہی غنّہ جاری رکھتے ہوئے ہونٹ گول ہو جائیں اور "نَا" کے تلفّظ سے پہلے ہونٹ کُھل جائیں۔

۴۔ اظہار مع الرّوم میں پہلے نون کی حرکت یعنی ضمّہ کا تہائی حصّہ (ناقص پیش) ادا کیا جائے اور ان دونوں نون کے صحیح ادا کرنے کا طریقہ مشّاق قاری اور کامل استاد سے سننے پر موقوف ہے۔

مُدغَم کے مخرج کے اعتبار سے ادغام کی تین ۳ قسمیں ہیں:

۱۔ اِدغامِ مِثلَین

۲۔ اِدغامِ مُتجانِسَین

۳۔ اِدغامِ مُتقارِبَین

اِدغامِ مِثلَین۔ ایک ہی طرح کے ۲ حروف م
ادغام ہوا ہو تو یہ ادغام مثلین کہلاتا ہے جیسے:

فَاضْرِبْ بِّهٖ ، اِذْهَبْ بِّكِتَابِيْ

اِدغامِ مُتجانِسَین۔ اگر ایک مخرج کے ۲ حروف میں
ادغام کیا ہے تو اسے ادغام متجانسین کہتے ہیں جیسے:

اِذْظَّلَمُوْا ، قَالَتْ طَّآئِفَةٌ ، قَدْ تَّبَيَّنَ۔

اِدغامِ مُتقارِبَین۔ اگر ۲ حروف متقاربین یعنی ۲
حروف قریبُ المخرج یا قریبُ الصّفت میں ادغام
کیا گیا ہے تو اس کو ادغامِ متقاربین کہتے ہیں جیسے:

اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ۔

توضیح

يَلْهَثْ ذّٰلِكَ	پارہ ۹ سورہ اعراف ع ۲۲
يٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا	” ۲۲ ” ہود ” ۴

يٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ　　　پارہ ۲۲ سورۂ یٰسین ع ۱

نٓ وَالْقَلَمِ　　　۲۹ 〃 نون 〃 ۱

مذکورہ کلمات میں ادغام و اظہار دونوں صحیح ہیں۔

اوّل کے دو کلموں میں ادغام بطریق شاطبیؒ اور اظہار بطریق جزریؒ (طیبہ)

اخیر کے دو کلموں میں اظہار بطریق شاطبیؒ اور ادغام بطریق جزریؒ (طیبہ)

س ۸۶۔ مُدغَم کی کیفیت کے اعتبار سے ادغام متجانسین اور متقاربین کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج ۔ کیفیت کے اعتبار سے ادغام متجانسین اور متقاربین کی ۲ دو، ۲ دو قسمیں ہیں:

۱۔ ادغام متجانسین تام

۲۔ 〃 〃 ناقص

۱۔ ادغام متقاربین تام

۲۔ 〃 〃 ناقص

مثلین میں ادغام ناقص نہیں ہوتا کیوں کہ دونوں حروف ایک ہی طرح کے ہوتے ہیں اس لئے بیان نہیں کیا۔

اِدغامِ مُتجانِسین تام ۔ اگر حروفِ متجانسین کے پہلے حرف کو بعد والے حرف سے ذاتاً وصفتاً بدل کر ادغام کیا ہے تو اُسے ادغامِ متجانسینِ تام کہتے ہیں جیسے :

وَقَالَتْ طَّائِفَةٌ میں ت کو ط سے بدل کر ط کا ط میں ادغام کر دیا
فَآمَنَتْ طَّائِفَةٌ " " " " "

اِدغامِ متجانسین ناقص ۔ اگر حروفِ متجانسین کے اول حرف کو دوسرے حرف میں اس طرح ملائیں کہ اس کی کوئی صفت باقی رہے تو اُسے ادغامِ متجانسینِ ناقص کہتے ہیں جیسے :

بَسَطْتَّ ، اَحَطْتُّ میں صفتِ اطباق باقی ہے ۔

اِدغامِ مُتقاربینِ تام ۔ اگر حروفِ مُتقاربین کے پہلے حرف کو مدغم فیہ (بعد والے حرف) سے ذاتاً وصفتاً بدل کر ادغام کیا ہے تو اُسے ادغامِ مُتقاربینِ تام کہتے ہیں

جیسے :

اَلَمْ نَخْلُقكُّمْ میں ق کو ک سے بدل دیا

ادغامِ متقاربینِ ناقص ۔ اگر حروفِ متقاربین کے پہلے حرف کو دوسرے حرف میں اس طرح ملایا ہے کہ اس کی کوئی صفت باقی رہے تو اسے ادغامِ مُتقاربینِ ناقص

کہتے ہیں جیسے :
اَلَمْ نَخْلُقْکُّمْ میں جبکہ قاف کی صفتِ استعلاء باقی رہے۔

س ۸۷۔ کس حالت میں ادغام کرنا ضروری ہے ؟

ج ۔ جب دو حروف مثلین یا متجانسین جمع ہوں اور پہلا حرف ساکن ہو تو ادغام واجب ہے جیسے :

وَقَدْ دَّخَلُوْا ، فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ ،
وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ ، عَبَدْ تُّمْ ۔

لیکن مثلین میں یہ شرط ہے کہ پہلا ساکن، حرفِ مدّہ نہ ہو ورنہ ادغام نہ ہوگا ۔

خلاصہ یہ ہے کہ واؤ مدّہ کا واؤ میں یائے مدّہ کا یا میں ان کی صفتِ ذاتیہ ولازمہ (مدّیت) کی وجہ سے ادغام نہیں کیا جاتا جیسے :

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا ، قَالُوْا وَهُمْ ،
فِیْ یَوْمٍ ، اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ ۔

س ۸۸۔ جب دو حروف حلقی مثلین یا متجانسین یا متقاربین جمع ہوجائیں یا حرفِ حلقی کے بعد غیرِ حلقی حرف آجائے جن میں پہلا حرف ساکن ہو تو ان کے ادغام کرنے کا کیا حکم ہے ؟

ج - دو حروفِ حلقی مثلین جمع ہونے کی صورت میں جب پہلا حرف ساکن ہو تو ادغام ضروری ہے جیسے :

مَالَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ ، يُوَجِّهْهُّ -

جب حروفِ حلقی متجانسین یا متقاربین جمع ہو جائیں یا حرفِ حلقی کے بعد غیرِ حلقی واقع ہو اور ان میں پہلا حرف ساکن ہو تو ادغام نہیں ہوتا - اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں حروفِ حلقی پہلے ہی سے قدرے دشواری سے ادا ہوتے ہیں اور ادغام سے ثقالت دور ہونے کے بجائے اور بڑھ جاتی ہے -

حروفِ حلقی متجانسین کی مثال فَاصْفَحْ عَنْهُمْ

" متقاربین کی مثال نُسَبِّحْهُ

حروفِ حلقی کے بعد غیرِ حلقی کی مثال :

لَاتُزِغْ قُلُوْبَنَا

توضیح

۱ - مَالِيَهْ هَلَكَ میں اظہار و ادغام دونوں مروی ہیں لیکن ہائے سکتہ کی وجہ سے اظہار اولیٰ ہے -

اظہار کی حالت میں سکتۂ لطیفہ کرنا ضروری ہے ورنہ ادغا

کی کیفیت ظاہر ہو گی۔

۲۔ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ میں ادغام تام اَولیٰ ہے اور ناقص جائز۔ ادغام ناقص کے ادا کرتے وقت قاف کو کاف میں اس طرح ملائیں کہ قاف کی صفتِ استعلاء باقی رہے اور ادائیگی کے وقت نہ قلقلہ ہو اور نہ سکتہ، ورنہ ادغام صحیح نہیں ہو گا۔

۳۔ متقاربین میں جب پہلا حرف ساکن ہو تو حفصؒ کے لئے ہر جگہ ادغام کرنا ضروری نہیں ہے اس لئے اس کو بیان نہیں کیا۔

س ۸۹۔ نون ساکن و تنوین کا واؤ اور یاء میں اور طاء کا تاء میں کس قسم کا اَدغام ہوتا ہے؟

ج۔ نون ساکن و تنوین کا واؤ اور یاء میں خَلَفؒ کے علاوہ تمام قراءؒ کے لئے ادغام مع الغنّہ (ناقص) ہوتا ہے جیسے:
مَنْ يَّقُوْلُ ، مِنْ وَّالٍ ۔

طاء کا تاء میں تمام قراء کے لئے ادغام ناقص ہوتا ہے یعنی طاء کو تاء میں اس طرح ملائیں کہ اس کی صفت اطباق باقی رہے اور بدون قلقلہ و سکتہ ادا ہو اور طاء سے پہلے اور بعد والے باریک حرف میں تفخیم ظاہر نہ ہو

جیسے:

بَسَطْتَّ — پارہ ۶ سورۂ مائدہ ع ۵

اَحَطْتُّ — پارہ ۱۹ سورۂ نمل ع ۲

اور اگر طاء سے پہلے پُر حرف ہو تو طاء حسبِ دستور پُر رہے گا

جیسے:

فَرَّطْتُّمْ — پارہ ۱۳ سورۂ یوسف ع ۱۰

فَرَّطْتُّ — 〃 ۲۴ 〃 زُمر ع ۶

ایسے کلمات قرآن کریم میں یہی چار ہیں —— ۱۲

٢٣ لام تعریف اور لام فعل

لام تعریف

س ٩٠ ۔ لام تعریف (الف لام تعریف) کے کتنے احکام ہیں ؟

ج ۔ لام تعریف کے ٢ دو حال ہیں :

١۔ اظہار

٢۔ ادغام

س ٩١ ۔ کس حالت میں لام تعریف کا اظہار اور ادغام کیا جاتا ہے؟

ج ۔ اگر لام تعریف کے بعد ان ١٤ چودہ حروف اِبْغِ حَجَّكَ وَخَفْ عَقِيْمَهٗ میں سے کوئی حرف آجائے تو لام کا اظہار ہوتا ہے جیسے

اَلْاٰیٰتِ ، اَلْبَصِیْرُ ، اَلْغَفُوْرُ ، اَلْحَکِیْمُ

اَلْجَلِیْلُ ، اَلْکَرِیْمُ ، اَلْوَدُوْدُ ، اَلْخَبِیْرُ ، اَلْفَتَّاحُ ،

اَلْعَلِیْمُ، اَلْقَدِیْرُ، اَلْیَوْمُ، اَلْمُلْكُ، اَلْهَادِیْ۔

مذکورہ چودہ حروف کو قمری کہتے ہیں، کیوں کہ جس طرح اَلْقَمَرُ کے لام کا اظہار ہو رہا ہے اسی طرح مذکورہ لام بھی ظاہر رہتا ہے۔

یا اس وجہ سے ان کو قمری کہتے ہیں کہ چاند کی روشنی میں ستاروں کی روشنی غائب نہیں ہوتی بلکہ باقی اور ظاہر رہتی ہے۔ اسی طرح یہ لام بھی باقی رہتا ہے اور چھپایا نہیں جاتا۔

اگر لام تعریف کے بعد مذکورہ چودہ حروف کے علاوہ کوئی اور حرف آجائے تو لام کا ادغام ہوتا ہے جیسے:

اَلطَّآمَّةُ، اَلثَّوَابُ، اَلصّٰدِقِیْنَ، اَلرّٰكِعِیْنَ، اَلتَّآئِبِیْنَ، اَلضَّآلِّیْنَ، اَلذّٰكِرِیْنَ، وَالنَّاسِ، اَلدِّیْنُ، اَلسّٰٓئِحُوْنَ، اَلظّٰلِمُوْنَ، اَلزُّجَاجَةُ، اَلشَّیٰطِیْنُ، وَالَّیْلِ۔

حروف قمری کے علاوہ باقی سب حروف شمسی ہیں۔

ان کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جس طرح اَلشَّمْسُ کا لام مدغم ہو کر غائب ہو جاتا ہے اسی طرح ان حروف پر بھی جب لام تعریف داخل ہوتا ہے تو یہ غائب ہو جاتا ہے۔

یا اس وجہ سے ان کو حروف شمسی کہتے ہیں کہ آفتاب کی روشنی میں چاند اور ستاروں کی روشنی غائب ہو جاتی ہے اسی طرح یہ لام بھی باقی نہیں رہتا بلکہ چھپا دیا جاتا ہے۔

لامِ فعل

س ۹۲ - لامِ فعل کا کیا حکم ہے؟

ج - لامِ فعل کا مطلقاً اظہار ہوتا ہے یعنی جس فعلِ امر کے آخر میں یا فعلِ ماضی کے درمیان میں یا آخر میں لامِ ساکن ہو تو اس لاْم کا کسی حرف میں (سوائے لام اور را کے) ادغام نہیں ہوتا بلکہ اظہار واجب ہے

جیسے:

قُلْ نَعَمْ، قُلْ نَارُ، قُلْ تَعَالَوْا، اَنْزِلْنِیْ، وَاجْعَلْنِیْ، فَالْتَقَمَهُ، فَالْتَقَطَهٗ، فَالْتَقَمْ، فَالْتَقَی الْمَآءُ، وَجَعَلْنَا، قُلْنَا، اَرْسَلْنَا، اَنْزَلْنَا۔

اگر ایسے لام کے بعد راء یا لام آجائے تو پھر ادغام کرنا ضروری اور واجب ہے جیسے:

قُلْ رَّبِّ، قُلْ رَّبِّیْ، قُلْ لَّوْ كَانَ، قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ

۲۴ حرکات سکنات اور ان کی کیفیات

س ۳۹- حرکات کتنی ہیں؟ ان کے ادا کی کیفیت بیان کیجئے۔

ج حرکات تین ہیں:

۱- فتحہ (زبر)

۲- کسرہ (زیر)

۳- ضمہ (پیش)

ان کے ادا کی صورت یہ ہے کہ فتحہ انفتاحِ فم اور صوت یعنی منہ اور آواز دونوں کے کھلے رہنے سے ادا ہوتا ہے۔

اگر کامل انفتاح نہیں ہوا بلکہ ادا کے وقت کچھ انخفاض اور پستی پیدا ہوگئی تو فتحہ مشابہ کسرہ ہو جائے گا۔ اور اگر کچھ انضمام ظاہر ہوگیا یعنی ہونٹ گول ہوگئے تو مشابہ ضمہ ہو جائے گا۔ جو صحیح

نہیں ہے۔

کسرہ انخفاضِ فم اور صوت سے ادا ہوتا ہے یعنی اس کی ادائیگی کے وقت آواز میں پستی پائی جاتی ہے۔

کسرہ کی ادائیگی کے وقت اگر انفتاح یا انضمام پیدا ہو گیا تو کسرہ مشابہ فتحہ یا ضمہ ہو جائے گا جو صحیح نہیں۔

ضمہ انضمام شفتین (ہونٹوں کی گولائی) سے ادا ہوتا ہے۔

اگر ضمہ کو کامل انضمام سے ادا نہیں کیا اور انخفاض پیدا ہو گیا تو ضمہ کسرہ کے مشابہ ہو جائے گا اور اگر انفتاح ظاہر ہو گیا تو فتحہ کے مشابہ ہو جائے گا جو غلط ہے۔

ان حرکات کے صحیح و ناقص ہو جانے اور دوسری حرکات سے مشابہ ہو جانے کا سمجھنا کامل استاد اور ماہر فن تجوید سے بالمشافہہ سننے پر موقوف ہے اس لئے کوئی مثال نہیں دی جا سکتی۔

تنبیہات

۱:۔۔ کلمہ تَجۡرِیۡهَا، اصل میں تجریہا ہے۔ اس کا فتحہ اور الف کامل انفتاحِ فم و صوت سے نہیں پڑھا جائے گا اور نہ ہی زیر و یاء خالص پڑھے جائیں گے بلکہ زبر کو زیر کی طرف

اور الف کو یاء کی جانب اس طرح مائل کر کے پڑھیں گے کہ زیر مجہول اور یائے مجہول ظاہر ہو کر سویرے کے راء کی طرح ادا ہو۔ اسی کو امالہ کہتے ہیں اور امالہ کی وجہ سے راء کو باریک پڑھیں گے۔

۲۔ جب زبر کے بعد الف، کسرہ کے بعد یائے ساکنہ اور ضمہ کے بعد واؤ ساکن ہو تو ان حرکات کو اشباع سے پڑھنا نہایت ہی ضروری ہے۔ ورنہ یہ حروف مدہ ادا نہ ہوں گے خصوصاً حروف مدہ کے جمع ہونے کی حالت میں اس کا خیال زیادہ رکھنا چاہیئے کہ حروف مدہ کامل طور سے ادا ہوں ورنہ لحن جلی لازم آئے گا جو حرام ہے جیسے:

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ط وغیرہ۔

۳۔ جب زَبَرُ کے بعد الف، زیر کے بعد یائے ساکنہ اور پیش کے بعد واؤ ساکن نہ ہو تو ان حرکات کو اشباع سے بچانا چاہیئے ورنہ حروف مدہ پیدا ہو جائیں گے جو بڑی غلطی ہے

۴۔ پیش کے بعد واؤ مشدد، زیر کے بعد یاء مشدد ہو تو پہلے حرف کو دوسرے حرف میں اس طرح ملایا جائے کہ حرکات میں اشباعیت پیدا نہ ہو اور حرف مشدد کی تشدید کامل ادا ہو

خصوصاً حالت وقف میں، ورنہ مشدّد مخفّف بن جائے گا۔ حرکات صحیح ادا نہ ہوں گے اور مذکورہ غلطیاں پیدا ہو کر لحن جلی لازم آئے گا جو حرام ہے جیسے عَمُدٌ قُوْطٌ لُجِّيٍّ ط اَلسَّوِيِّ ، عَلَى النَّبِيِّ ۔

۵۔ کلام عرب میں زیر و پیش مجہول نہیں معروف ہیں اس لئے قرآن کریم میں زیر و پیش کو معروف ہی پڑھنا چاہئے مجہول پڑھنا درست نہیں اس طرح پڑھنا اہل عجم کا طریقہ ہے جو عربیّت کے خلاف ہے۔

۶۔ زیر اور پیش کے معروف پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ زیر کو کامل انخفاض و پستی کے ساتھ اور پیش کو کامل انضمام شفتین اور ہونٹوں کی گولائی کے ساتھ اس طرح ادا کریں کہ آواز باریک نکلے۔

۷۔ حرکات کو خوب ظاہر کر کے پڑھنا چاہئے ایسا نہ ہو کہ سکون کے مشابہ ہو جائیں یا ناقص ادا ہوں۔

۸۔ اسی طرح ساکن حرف کا سکون کامل طور پر ادا کرنا ضروری ہے ایسا نہ ہو کہ اس کے مخرج میں جنبش ہو کر قلقلہ پیدا ہو جائے یا اس سے بچنے کی وجہ سے سکتہ ظاہر ہونے لگے۔

۹۔ آج کل عموماً سکون کو اس طرح ادا کرتے ہیں کہ اس کے مخرج میں حرکت پیدا ہو کر قلقلہ کی صورت بن جاتی ہے۔ یہ بالکل غلط اور قواعد تجوید کے صریح خلاف ہے۔

۱۰ - سکونِ تام اس طرح ادا کیا جائے کہ ساکن حرف کے مخرج میں آواز بند ہو کر بغیر جنبش اور بغیرِ انقطاعِ صوت دوسرا حرف ادا ہو ورنہ مذکورہ غلطیاں پیدا ہو جائیں گی جو قواعد تجوید کے خلاف ہیں

۱۲ ———

۲۵ اِجتماعِ سَاکِنَین

س ۹۴۔ اجتماع ساکنین کسے کہتے ہیں اور اس کی کتنی قسمیں ہیں ؟

ج ۔ جب دو ساکن حرف ایک جگہ جمع ہوں تو اسے اجتماعِ ساکنین کہتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں :

۱۔ اجتماعِ ساکنین علیٰ حَدِّہٖ

۲۔ اجتماعِ ساکنین علیٰ غیر حَدِّہٖ

س ۹۵۔ اجتماعِ ساکنین علیٰحدِّہٖ اور علیٰ غیر حدِّہٖ کی تعریف کیجئے اور ان کے احکام بتائیے۔

ج ۔ اجتماعِ ساکنین علیٰ حدّہٖ تین طرح پر ہے :

۱۔ دونوں ساکن ایک کلمہ میں جمع ہوں اور پہلا ساکن حرفِ مدّہ ہو یا حرف لین جیسے :

آلْئٰنَ ، تَعْلَمُوْنَ ۝ عَلَیْہِ ط مَحْیَایْ بروایۃ قالونؒ۔

۲- پہلا ساکن حرف مدہ یا لین ہو اور دوسرا ساکن مُدغم ہو جیسے
دَآبَّةٍ ، حَآجَّ ، فِیْهِ هُدًی ، کَیْفَ فَعَلْنَا بروایۃ سُوسی ۔
وَلَا تَّیَمَّمُوا بروایۃ بزّی ، هَاتَیْنِّ ، اَلَّذَیْنِّ
مکی کی قراءۃ پر۔

۳- دوسرا ساکن مُدغم ہو جیسے :
شَهْرُ رَّمَضَانَ بروایۃ سُوسی ، هَلْ تَّرَبَّصُوْنَ
بروایۃ بزّی
یہ اجتماع ساکنین وقف اور وصل دونوں حالتوں
میں جائز ہے ۔

اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدّہ کی دو صورتیں ہیں :

۱- دو ساکن ایک کلمہ میں جمع ہوں اور پہلا حرف صحیح ساکن ہو
یعنی نہ حرف مدّہ ہو اور نہ لین ۔ یہ صرف حالتِ وقف میں جائز
ہے جیسے :
تَشْهَرْ ○ سِکْرُ ط

۲- دونوں ساکن دو کلموں میں جمع ہوں پہلا ساکن خواہ حرفِ مدّہ
ہو یا غیر مدّہ ۔ یہ اجتماع ساکنین جائز نہیں ۔ اس کی مختلف
صورتیں ہیں اور حالتِ وصل میں اس کو مختلف حرکت دی جاتی

ہے جس کی تفصیل یہ ہے :

۱۔ اگر پہلا ساکن حرف مدّہ ہو تو اس کو حذف کر دیں گے جیسے :

وَقَالُوا الْحَمْدُ ، وَاعْبُدُوا اللّٰهَ ، فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ ،

اِلَى كِتٰبِهَا الْيَوْمَ ، وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ ، وَقَالَا الْحَمْدُ ،

ذَاقَا الشَّجَرَةَ ، وَاسْتَبَقَا الْبَابَ ، وَقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ ،

وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۔

۲۔ اگر پہلا ساکن حرف مِنْ جارّہ کا نون یا الٓمّٓ اللّٰهُ

کی میم ہے تو پھر پہلے ساکن کو فتحہ یعنی زبر دیں گے جیسے :

مِنَ الْجَنَّةِ ، مِنَ النَّاسِ ، مِنَ الَّذِيْنَ ، مِنَ اللّٰهِ ،

الٓمّٓ اللّٰهُ ۔

۳۔ اگر پہلا ساکن میم جمع یا واؤ لین فعل جمع کا ہو تو اس کو ضمّہ

یعنی پیش دے کر پڑھیں گے جیسے :

رَبُّكُمُ الَّذِيْ ، اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ، جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ،

لَهُمُ الْخِيَرَةُ ، دَعَوُا اللّٰهَ ، فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ ،

وَرَاَوُا الْعَذَابَ ۔

۴۔ ان کے علاوہ اگر اور کوئی ساکن حرف ہو تو اس کو کسرہ یعنی زیر

دے کر پڑھیں گے جیسے :

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ ، اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ،
لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ ، جَمِيْعَا نِ الَّذِىْ ، نَذِيْرَانِ الَّذِ...
قَدِيْرُنِ الَّذِىْ ، بِزِيْنَةِ نِ الْكَوَاكِبِ
وَاَنْذِرِ النَّاسَ ۔

تنبیہ

بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ پارہ ۲۶ سورۂ حجرات ع ۲

اصل میں بِئْسَ اَلْاِسْمُ ہے یعنی لام سے پہلا اور بعد کا ہمزہ وصلی ہیں ۔ درج کلام کی وجہ سے اس ہمزہ کو حذف کریں گے اور لام کو اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہٖ کے سبب کسرہ دے کر پڑھیں گے جیسے :

بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ ـــــ ۱۲

۲۶ وقف کی اہمیّت، تعریف اور کیفیّت

کیفیتِ وقف ـ محلِ وقف یعنی وقف کرنے کی جگہ ـ

س ۹۶ ۔ اَوقاف کا سیکھنا اور مواقع وقوف کا جاننا کیوں ضروری ہے؟

ج ۔ یہ بات ظاہر ہے کہ کوئی بھی قاری یا تلاوت کرنے والا کسی سورت یا کلام کو بغیر سانس لئے پورا ایک سانس میں نہیں پڑھ سکتا اور لامحالہ راحت کے لئے سانس لینے کی ضرورت پیش آتی ہے ۔ لہٰذا قاری کو ایسی جگہ ٹھہرنا اور وقف کرنا چاہیئے جہاں معنی میں کسی قسم کا تغیر و فساد یا معنی مُراد کے خلاف وہم پیدا نہ ہو اور فصاحت، بلاغت، اعجاز اور حُسنِ تلاوت میں بھی فرق نہ آئے ۔

وقف کو معنیٰ بڑا دخل ہے ۔ اس لئے ائمہ نے مواقع وقف اور اس کے پہچاننے کی بڑی تاکید فرمائی ہے ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ ترتیل کے معنی ہیں حروف کو تجوید سے پڑھنا اور وقف کے موقعوں کو معلوم کرنا ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب کوئی سورت نازل ہوتی تھی تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہم کو اس کے حلال، حرام، امر و نہی اور مواقع وقوف سکھاتے تھے۔

علامہ جزری رحؒ اپنی تالیف نشر جلد اول میں لکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ اوقاف کا سیکھنا اور مواقع وقوف کا معلوم کرنا نہایت ضروری اور واجب ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ارشاد دلیل ہے اس پر کہ اوقاف سیکھنے پر صحابۂ کرام رضؓ کا اجماع ہے۔

علامہ موصوف آگے اسی تالیف میں لکھتے ہیں کہ ہمیں صحت بلکہ تواتر کے ساتھ یہ بات پہنچی ہے کہ کبار تابعین میں سے امام اہل مدینہ حضرت ابوجعفر یزید بن قعقاع رحؒ اور آپ کے تلامذۂ کبار میں حضرت امام نافع مدنی رحؒ اور دیگر ائمہ حضرت ابوعمرو بن العلاء بصریؒ، حضرت یعقوب حضرمیؒ، امام عاصمؒ کوفی وغیرہم وقوف کی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ فرماتے تھے۔ اس سلسلہ میں ان کے نصوص و کلام کتب میں مشہور و معروف اور مذکور ہیں۔

اسی بنا پر بعض ائمہ و متاخرین نے یہ شرط مقرر کردی ہے کہ وقوف

وابتداء میں معرفت ومہارت حاصل کئے بغیر کسی کو معلّم

بننے کی اجازت نہ دیں۔

س ۹۷۔ وقف، قطع اور سکتہ کسے کہتے ہیں؟

ج۔ **وقف**۔ اس کے معنی لغت میں رُکنے اور ٹھہرنے کے ہیں

اور اصطلاحِ تجوید میں کہتے ہیں آخر کلمۂ مقطوعہ (ایسے کلمہ کا

آخر جو رسم میں دوسرے کلمہ سے جُدا ہو) پر قرارت جاری

رکھنے کی نیت سے اتنی دیر آواز توڑ دینا کہ عادت کے مطابق

سانس بھی لیا جاسکے، یا آخر کلمۂ غیر موصولہ پر آگے پڑھنے کی نیت

سے آواز اور سانس دونوں کا توڑ دینا۔

قطع۔ وقف کرنے کے بعد اگر آگے پڑھنے کی نیت نہ ہو تو اس کو

قطع سے موسوم کرتے ہیں۔

سکتہ۔ اس کی تعریف اور تفصیل کیلئے دیکھئے سوال نمبر ۱۰۵

س ۹۸۔ وقف کی کتنی قسمیں ہیں؟ وضاحت کے ساتھ بیان کیجئے۔

ج۔ پڑھنے والے کی حالت اور اس کی ضرورت کے اعتبار

سے وقف کی چار قسمیں ہیں:

۱۔ اِختیاری

۲۔ اِضطراری

۳۔ انتظاری

۴۔ اختباری

وقفِ اختیاری وہ ہے جو کسی عذر کے بغیر ارادۃً وقصداً ایسی جگہ وقف کیا جائے جو مفہوم کے اعتبار سے پورا ہو اور مخاطب کو دوسرے کلام کی حاجت نہ رہے۔

وقفِ اضطراری وہ ہے جو کسی عذر یعنی سانس کی تنگی یا کھانسی یا بھولنے کی وجہ سے مجبوراً کیا جائے۔

وقفِ انتظاری وہ ہے جو وجُوہِ قراءات اور روایات کی تکمیل کے لئے کیا جائے۔ یہ وقف سبعہ یا عشرہ کے اجراء کے وقت کیا جاتا ہے۔

وقفِ اختباری وہ ہے جو کسی کلمہ پر رسمِ خط اور طریقۂ وقف معلوم کرنے کی غرض سے امتحاناً وقف کرایا جائے۔

س ۹۹۔ باعتبارِ معنی وقف کی کتنی قسمیں ہیں؟ ہر ایک کی تعریف کیجئے۔

ج معنی کے اعتبار سے یعنی وقفِ اختیاری کی چار قسمیں ہیں:

۱۔ تام

۲. کافی
۳. حَسَن
۴. قبیح

وقفِ تام۔ ایسی جگہ وقف کرنا جس میں پہلے کلام کا بعد والے کلام سے کوئی تعلق نہ ہو نہ لفظی اور نہ معنوی جیسے:

نَسْتَعِيْنُ ۝ط هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ط

وقفِ کافی۔ ایسی جگہ وقف کرنا جس میں پہلے کلام کا بعد والے کلام سے معنوی تعلق ہو اور لفظی نہ ہو جیسے:

يُوْقِنُوْنَ ۝ط وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ط

وقفِ حَسَن۔ ایسی جگہ وقف کرنا جس میں پہلے کلام کا بعد والے کلام سے لفظی تعلق ہو لیکن مفہوم کی رُو سے کامل ہو، جس سے مطلب پوری طرح سمجھ میں آجائے جیسے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝لا

وقفِ قبیح۔ ایسی جگہ وقف کرنا جو مفہوم کے اعتبار سے غیر مفید اور ناتمام ہو جیسے اَلْحَمْدُ، مٰلِكِ پر وقف کرنا۔ یا ایسی جگہ وقف کرنا جس سے مُراد کے خلاف دوسرے معنی کا وہم پیدا ہو جیسے:

اِنَّ اللّٰہَ لَایَسۡتَحۡیٖ، فَبُهِتَ الَّذِیۡ کَفَرُوۡا اللّٰہُ۔

س ۱۰۰۔ مذکورہ چاروں وقفوں کے احکام کیا ہیں؟

ج۔ ان میں سے پہلی دو قسموں یعنی وقفِ تام اور وقفِ کافی میں اعادہ اور لوٹانے کی ضرورت نہیں بلکہ بعد والے کلام سے ابتداء کی جائے۔

وقفِ حَسَن کی دو صورتیں ہیں:

اول یہ کہ آیات کے درمیان وقف کیا ہو جیسے:

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ، اِیَّاكَ نَعۡبُدُ۔

اس صورت میں مقام کے تقاضہ کے موافق خود وقف والے یا اس سے پہلے کلمہ سے لوٹانا ضروری ہے اور اعادہ کے بغیر، بعد والے کلمہ سے پڑھنا درست نہیں ہے۔

دوم یہ کہ وقف آیات کے آخر سروں پر یعنی ان مقامات میں کیا ہو جن میں گول دائرے بنے ہوئے ہیں جیسے اَلۡعٰلَمِیۡنَ۝ اَلرَّحِیۡمِ۝ اَلۡمُسۡتَقِیۡمَ۝

اس صورت میں پہلے کلمہ سے لوٹانے کی حاجت نہیں ہے بلکہ بعد والے کلمہ سے ابتداء کرنی چاہیے۔

وقفِ قبیح کا حکم یہ ہے کہ اس پر صرف مجبوری کے وقت

وقف کیا جا سکتا ہے۔ جیسے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ، پھر فوراً ہی مناسب مقام سے اعادہ کرنا واجب ہے۔

س ۱۰۱۔ کیفیت اور ادا کے اعتبار سے وقف کے کتنے طریقے ہیں؟

ج۔ باعتبار کیفیت و ادا، وقف کے وہ قاعدے جو تمام قرّاء کی قراءت اور حفصؒ کی روایت میں معمول ہیں تین ہیں:

۱۔ وقف بِالْاِسْکان
۲۔ " بِالْاِشْمام
۳۔ " بِالرَّوْم

اِسکان

س ۱۰۲۔ اِسکان کسے کہتے ہیں؟ وقف بالاسکان کو تفصیل کے ساتھ بیان کیجیے۔

ج۔ لُغت میں اِسکان کے معنی ہیں آرام دینا اور حرف کو بے حرکت کرنا۔ اصطلاحاً یہ ہے کہ کلمہ غیر موصولہ کا آخیر حرف اگر وقف سے پہلے ساکن ہے تو وقف کے قاعدے سے کے مطابق سانس اور آواز کا توڑ دینا ہی وقف بالاسکان،

اگر اخیر حرف پر ایک زَبَر ہے یا ضمہ اور کسرہ عارضی ہے یا تائے مُدَوَّرَہ ہے جو حالتِ وقف میں ھا سے بدل دی جاتی ہے تو وقف، اِسکان کے ساتھ ہوگا۔

مذکورہ حالتوں میں وقف بالاِسکان کا یہ مطلب ہے کہ اخیر کلمہ غیر موصولہ کے متحرک حرف کو کامل ساکن کرکے، یا تائے مُدَوَّرہ کو ہائے ساکنہ سے بدل کر آواز اور سانس دونوں توڑ دینا، وقف بالاسکان کہلاتا ہے۔ وقف میں اسکان ہی اصل اور زیادہ معمول ہے، جیسے یَعْلَمُوْنَ ○ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ ، اَلرَّحْمَةِ ، رَحْمَةٍ ۔ (میم کا پیش اور راء کا زیر عارضی)

اگر کلمہ کا اخیر حرف مکسور ہے یعنی اس کے نیچے ایک زیر اصلی یا زیر کی تنوین ہے تو وقف، اسکان اور رَوم دونوں طرح سے جائز ہے جیسے يَوْمِ الدِّيْنِ ○ مِنْ فُطُوْرٍ ○

اگر وہ اخیر حرف مضموم ہے یعنی اس پر ایک پیش اصلی یا پیش کی تنوین ہے تو اِسکان، اشمام اور رَوم تینوں طرح وقف کرنا درست ہے جیسے نَسْتَعِيْنُ ○ حَكِيْمٌ ○

اگر اس حرف اخیر پر زبر کی تنوین ہے تو تنوین کو الف سے بدل دیں گے جیسے نِدَآءً ط حَكِيْمًا ○ نِسَآءً ه بَصِيْرًا ○ سُدًى ○

تنبیہات

۱۔ وسط میں یعنی کلمہ کے درمیان وقف کرنا درست نہیں جیسے رَبِّکُمَا میں الف پر وقف کرنے کے بجائے کاف پر یا بؔ پر وقف کر دینا۔

۲۔ حرف کو ساکن کئے بغیر پوری حرکت پر وقف کرنا منع ہے

۳۔ ختم آیت پر حرف کو ساکن پڑھتے ہوئے آواز اور سانس توڑے بغیر دوسری آیت شروع کر دینا اُصولِ وقف کے خلاف ہے۔

۴۔ تائے مُدَوَّرہ یعنی جو تا ۃ، ہا ہ کی شکل میں لکھی ہو خواہ جس حرکت سے بھی متحرک ہو اس پر اسکان ہی سے وقف ہوتا ہے نہ کہ اِشمام اور رَوْم سے جیسے اَلشَّجَرَةُ، رَحْمَةٍ

اِشمام

س ۱۰۲۔ اشمام کسے کہتے ہیں؟ اس کی کتنی قسمیں ہیں؟ مُفصل بیان کیجئے، اور وقف بالاشمام کی بھی وضاحت کیجئے۔

ج۔ اشمام لغت میں سونگھنے یا سنگھانے کو کہتے ہیں اور تجوید کی اصطلاح میں اس کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ حرفِ مضموم کو خواہ اس پر ایک پیش ہو یا پیش کی تنوین، ساکن کرنے کے بعد اس کے ضمہ کی طرف اشارہ کرنے کے لیے فوراً ہی دونوں ہونٹوں کو گول کر دینا۔

اگر یہ اشمام حالتِ وقف میں کیا ہے تو اس کو وقف بالاشمام کہتے ہیں مثلاً یَجۡعَلُ ط مُّقۡتَصِدٌ ط

۲۔ ایک حرف کو دوسرے حرف میں مخلوط کر کے پڑھنا یعنی اس میں دوسرے حرف کی بُو پیدا کر دینا اسی کو اشمام الحرف بالحرف کہتے ہیں مثلاً اَلصِّرَاطَ میں حضرت امام حمزہؒ اسی نوعیت کا اشمام کرتے ہیں یعنی صاد کو زا میں مخلوط کر کے صفت جہر، استعلاء اور اطباق ادا کرتے ہوئے مُفَخَّم زاء کی طرح پڑھتے ہیں۔

کسی حرکت کو دوسری حرکت میں مخلوط کر کے پڑھنا، اشمام الحرکت بالحرکت اسی کو کہتے ہیں مثلاً قِیۡلَ میں حضرت امام کسائیؒ اور حضرت ہشامؒ اسی قسم کا اشمام کرتے ہیں یعنی زیر میں پیش کی بُو دے کر پڑھتے ہیں۔

توضیح

۱۔ اِشمام پیش میں ہوتا ہے اور زبر، زیر میں جائز نہیں۔
۲۔ اشمام کے لئے ضروری ہے کہ ضمہ اصلی ہو اگر عارضی ہوگا تو اشمام جائز نہیں مثلاً عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ ، رَبُّكُمُ الَّذِیْ کی میم میں اشمام نہیں ہوگا۔
۳۔ مذکورہ قسم نمبر ا اشمام اکثر و بیشتر حالتِ وقف میں ہوتا ہے۔
۴۔ اِشمام کے ادا کی کیفیت کامل قاری کے پڑھتے وقت اس کے مُنہ کو غور سے دیکھنے پر موقوف ہے۔ نابینا قُرّاء و شیوخ ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر معلوم کیا کرتے ہیں۔

رَوْم

س ۱۰۴۔ روم کسے کہتے ہیں؟ تفصیل کے ساتھ بتائیے اور وقف بالرَّوم کی بھی وضاحت کیجئے۔

ج ۔ رَوم کے لُغوی معنی ہیں چاہنا ، تلاش کرنا اور اصطلاحِ تجوید میں رَوم کہتے ہیں حرف مکسور یا مضموم کے زیر یا پیش کے تہائی حصّہ کو ایسی ہلکی آواز سے ادا کرنا کہ قریب سے بیٹھنے

اور غور سے تلاوت سننے والے کو معلوم ہوسکے۔

اگر یہ رَوم حالتِ وقف میں کیا ہے تو اس کو وقف بالرَّوم سے تعبیر کرتے ہیں جیسے تُکَذِّبٰنِ ۝ بِسُلْطٰنٍ ۝ وَالرَّیْحَانُ ۝ وَرُمَّانٌ ۝

اگر حرکت کے دو تہائی حصے ادا کئے جائیں تو اس کو اِخْتِلاس کہتے ہیں۔

توضیح

۱۔ رَوم و اِختِلاس میں فرق کرنا ماہر قاری کا کام ہے اور ان کی ادائیگی کی کیفیت کامل قاری سے بالمُشافہہ سُننے سے معلوم ہوسکتی ہے۔

۲۔ رَوم اصلی زیر و پیش یعنی ایک زیر اور ایک پیش میں اور زیر و پیش کی تنوین میں ہوتا ہے۔ زَبَر میں رَوْم نہیں ہوتا۔

۳۔ عارضی زیر اور پیش میں رَوْم جائز نہیں مثلاً اَنْذِرِ النَّاسَ کی رائیں اور عَلَیْہِمُ الْقِتَالُ کی میم میں رَوْم نہیں ہوگا۔

۴۔ بہرے کو رَوْم معلوم نہیں ہوسکتا۔ البتہ جس کی سماعت

صحیح ہو، پڑھنے والے کے قریب ہو اور غور سے سماعت کرے تو معلوم ہو گا۔

۵. رَوم کی حالت میں تنوین کو حذف کر کے ایک زیر یا پیش کا تہائی حصہ ادا کیا جاتا ہے۔

۶. رَوم اکثر وقف میں ہوتا ہے اور اختلاس ہمیشہ وصل میں

۷. رَوم میں حرکت کا ایک تہائی حصہ ادا کیا جاتا ہے اور اختلاس میں حرکت کے دو تہائی حصے۔

۸. رَوم زبر میں نہیں ہوتا اور اختلاس زبر میں بھی ہوتا ہے۔

۲۷ سکتہ

س ۱۰۵۔ سکتہ کسے کہتے ہیں تفصیل سے بیان کیجئے؟

ج ۔ سکتہ۔ قرآن پڑھتے ہوئے کسی ساکن حرف پر کچھ دیر آواز روک کر سانس لئے بغیر فوراً آگے پڑھنا شروع کر دینا۔ اس کو سکتۂ لطیفہ، سکتۂ قلیلہ اور سکتۂ قصیرہ کہتے ہیں۔

صاحب نشر فرماتے ہیں کہ سکتہ کی صحت سماع اور نقل پر موقوف ہے۔ جہاں روایتہً ونقلاً سکتہ ثابت ہو وہاں سکتہ کرنا جائز ہوگا۔

حضرت ابو عمرو حفص بن سلیمانؒ کی روایت میں چار سکتے ہیں

۱۔ عِوَجًا سکتہ قَیِّمًا پارہ ۱۵ سورۃ کہف ع ۱

۲۔ مِنْ مَّرْقَدِنَا سکتہ ھٰذَا " ۲۳ سورۃ یٰسین ع ۴

۳۔ مَنْ سکتہ رَاقٍ " ۲۹ سورۃ قیامہ ع ۱

۴۔ بَلْ سَکْتَۃ رَانَ   پارہ ۳۰ سورۃ مطففین ۱۴

مذکورہ مواضع میں حضرت حفصؒ کے لئے ترکِ سکتہ بھی ثابت ہے۔

پس ترکِ سکتہ کی صورت میں موضع نمبر ۱ میں وصلاً نون ساکن کے قاعدہ کے مطابق اخفاء مع الغُنّہ ہوگا۔

موضع نمبر ۲ میں کوئی قاعدہ نہیں پایا جاتا۔ نمبر ۳ میں نون ساکن کے قاعدہ سے اور نمبر ۴ میں حروفِ متقاربین یا متجانسین کے قاعدہ کے مطابق ادغام ہوگا۔

تنبیہات

تنبیہ نمبر ۱۔ علامہ شاطبیؒ نے مذکورہ مواضع میں صرف سکتہ اور علامہ جزریؒ نے خُلْفْ (سکتہ و ترک سکتہ) بیان کیا ہے، لہٰذا حفصؒ کے لئے بطریق شاطبیؒ سکتہ ہی ہے اور بطریق طیبہ ترک سکتہ بھی ہے۔

تنبیہ نمبر ۲۔ چونکہ سکتہ وقف کے حکم میں ہے اور حالتِ وقف میں زَبَر کی تنوین الف سے بدل دی جاتی ہے اس لئے تنوین پر سکتہ نہ ہوگا بلکہ اس کو الف سے بدل کر سکتہ کریں گے۔

تنبیہ نمبر ۳۔ کلمات میں تقطیع اور سکتات نہ ہونا چاہئیں خصوصاً سکون پر
اس سے احتراز نہایت ضروری ہے۔ البتہ آیات پر اگر سکتہ
کیا گیا تو کچھ مضائقہ نہیں۔

تنبیہ نمبر ۴۔ سورۂ فاتحہ میں سات جگہ سکتہ کرنے کی روایت جو عوام میں
مشہور ہے وہ بالکل غلط اور بے اصل ہے۔ کتب تجوید و قرأت
میں اس کی کوئی اصلیت و ثبوت نہیں ہے وہ سات مقامات یہ ہیں

دُ یلْ ھِرَبْ کِیَوْ کَنَعْ

کَنَسْ تَعَلْ یعَلْ

مذکورہ مقامات میں سکتہ کرنے کی یہ وجہ بیان کرنا کہ اگر
سکتہ نہ کیا جائے تو شیطان کا نام بن جائے گا تو اسی طرح اگر کسی
ایک کلمہ کا آخر اور دوسرے کلمہ کا اول ملا کر نیا کلمہ بنا لیا جائے
تو پھر بہت سے سکتے نکلیں گے۔ یہ صریح غلطی ہے۔
خلاصہ یہ ہے کہ سکتہ منقولی و سماعی ہے اور بغیر نقل و روایت
سکتہ کرنا جائز نہیں ہے

۲۸ رسمِ خط اور اس کی اہمیت

س ۱۰۶۔ رسمِ خط عثمانی سے کیا مراد ہے؟ اس کی قرآن کے ساتھ کیا خصوصیت ہے؟ اور اس کا جاننا کیوں ضروری ہے؟ مفصل تحریر کیجئے۔

ج۔ سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں باجماعِ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین، جن کی تعداد ۱۲ بارہ ہزار کے قریب تھی، جس رسم کتابت پر قرآن عظیم کے متعدد نسخے لکھوائے ہیں، اس طرزِ تحریر و ترسیم کا نام "رسمُ الخط" ہے اور "رسمِ عثمانی" سے یہی مراد ہے۔

ائمہ محققینؒ نے تسلیم کیا ہے کہ یہ رسم توقیفی و سماعی ہے یعنے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد و املاء سے بہ تعلیم حضرت جبرئیل علیہ السلام ثابت ہوا ہے جس میں رائے کو ذرا بھی دخل نہیں۔ اور یہ رسم بمنزلہ سِرٌّ مِنَ الْاَسْرَارِ ہے یعنی

اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔

اس رسم کی خصوصیت اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآنِ عظیم کے ساتھ ہی فرمائی ہے دیگر کتبِ سماویہ میں نہیں پائی جاتی۔

نظمِ قرآن کے اعجاز کی طرح یہ رسم بھی معجز ہے اور اس رسم کے خلاف لکھنا جائز نہیں۔

چنانچہ علامہؒ صاحب نہایۃ القول المفید لکھتے ہیں کہ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں خطِ مصحفِ عثمانی کے خلاف لکھنا حرام ہے اور علامہ جعبریؒ وغیرہ نے اتباعِ رسمِ مصحفِ عثمانی کے وجوب پر ائمہ اربعہؒ کا اجماع نقل کیا ہے اور حسبِ ضرورت رسمِ مصحفِ عثمانی حاصل کرنے اور اس سے واقف ہونے پر اہلِ ادا اور ائمۂ قراءؒ کا اجماع بیان کیا ہے۔

مذکورہ بیانات و تاکیدات سے معلوم ہوا کہ ہر قاری خصوصاً معلّم قاری کو رسمِ عثمانی کا جاننا اور اس سے واقف ہونا نہایت ضروری ہے، یعنی کس کلمہ کو کہاں پر کس طرح لکھنا چاہیے۔ کہاں مقطوع ہے اور کہاں موصول، کہاں رسمِ خط میں مرسوم ہے اور کہاں غیر مرسوم، تائے تانیث کس جگہ مدوّرہ یعنی بشکل ہا ہے اور کس جگہ مجرورہ، یعنی دراز تا کی شکل میں ہے۔

رسم خط کا جاننا اس لئے بھی ضروری ہے کہ اکثر و بیشتر وقف رسم خط کے مطابق کیا جاتا ہے یعنی وقف تابع ہے رسم خط کے اور یہ رسم کہیں تلفظ کے مطابق ہوتا ہے اور کہیں غیر تلفظ کے مطابق ہوتا ہے۔

ایسے مواقع میں جہاں رسم خط تلفظ کے غیر مطابق ہو وہاں ان کلمات کو اگر رسم کے مطابق پڑھ لیا جائے تو بڑی بھاری غلطی ہوگی اور کلام مہمل اور مثبت منفی ہو کر معنی بدل جائیں گے۔

ایسے کلمات قرآن عظیم میں پانچ ہیں:

۱۔ لَاۡاِلَى اللّٰهِ تُحۡشَرُوۡنَ پارہ ۴ سورۃ آل عمران ع ۱۷

۲۔ وَلَاۡاَوۡضَعُوۡا " ۱۰ " توبہ " ۷

۳۔ اَوۡلَاۡاَذۡبَحَنَّهٗ " ۱۹ " نمل " ۲

۴۔ لَاۡاِلَى الۡجَحِيۡمِ " ۲۳ " والصّٰٓفّٰت " ۲

۵۔ لَاۡاَنۡـتُمۡ " ۲۸ " حشر " ۲

مذکورہ کلمات میں لام تاکید کا ہے 'لَا' نافیہ نہیں اور لکھنے میں لام الف ہے یعنی لام کے بعد الف لکھا ہوا ہے حالانکہ یہ الف کسی حالت میں نہیں پڑھا جاتا۔ اب اگر ظاہری رسم خط کا اعتبار کر کے الف پڑھ لیا جائے تو معنی فاسد ہو جائیں گے۔

مندرجہ ذیل چھ کلمات کا الف صرف حالتِ وقف میں پڑھا
جاتا ہے اور وصل میں نہیں پڑھا جاتا:

۱. لٰكِنَّا	پارہ	۱۵	سورۂ	کہف	ع	۵
۲. اَلظُّنُوْنَا	"	۲۱	"	احزاب	"	۲
۳. اَلرَّسُوْلَا	"	۲۲	"	"	"	۸
۴. اَلسَّبِيْلَا	"	"	"	"	"	"
۵. پہلا قَوَارِيْرَا	"	۲۹	"	دھر	"	۱

۶. کلمہ اَنَا جو ضمیر مرفوع منفصل ہے۔

کلمہ سَلٰسِلَا پارہ ۲۹ سورۂ دھر ع ۱ کا حالتِ وصل میں
ثانی لام کے بعد الف نہیں پڑھا جاتا اور وقف میں اس الف کا پڑھنا
اور نہ پڑھنا دونوں جائز ہیں۔

حسب ذیل کلمات کا رسم خط بالالِف ہے مگر ان کا الف نہ وصل
میں پڑھا جاتا ہے اور نہ وقف میں:

۱. اَوْ يَعْفُوَا	پارہ	۲	سورۂ	بقرہ	ع	۳۱
۲. اَفَائِنْ مَّاتَ	"	۴	"	آل عمران	"	۱۵
۳. اَفَائِنْ مِّتَّ	"	۱۷	"	انبیاء	"	۳
۴. اَنْ تَبُوْٓءَا	"	۶	"	مائدہ	"	۵

۵ مِن نَّبَایِٔ پارہ ۷ سورۃ انعام ع ۴

۶۔ مَلَایِٕہٖ (چھ جگہ):

الف۔ وَمَلَایِٕہٖ فَظَلَمُوْابِہَا پارہ ۹ سورۃ اعراف ع ۱۳

ب۔ وَمَلَایِٕہٖ بِاٰیٰتِنَا 〃 ۱۱ 〃 یونس 〃 ۸

ج۔ وَمَلَایِٕہٖ فَاتَّبَعُوْا 〃 ۱۲ 〃 ھود 〃 ۹

د۔ وَمَلَایِٕہٖ فَاسْتَکْبَرُوْا 〃 ۱۸ 〃 مومنون 〃 ۳

ہ۔ وَمَلَایِٕہٖ اِنَّہُمْ 〃 ۲۰ 〃 قصص 〃 ۴

و۔ وَمَلَایِٕہٖ فَقَالَ 〃 ۲۵ 〃 زُخرف ع ۵

۷۔ وَمَلَایِٕہِمْ پارہ ۱۱ سورۃ یونس ع ۹

۸۔ لِتَتْلُوَا 〃 ۱۳ 〃 رعد 〃 ۴

۹۔ لَنْ نَّدْعُوَا 〃 ۱۵ 〃 کہف 〃 ۲

۱۰۔ لِشَایْءٍ اِنِّیْ 〃 〃 〃 〃 ۴

۱۱۔ وَاَنْ اَتْلُوَا 〃 ۲۰ 〃 نمل 〃 ۷

۱۲۔ لِیَرْبُوَا 〃 ۲۱ 〃 رُوم 〃 ۴

۱۳۔ لِیَبْلُوَا 〃 ۲۶ 〃 محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 〃 ۱

۱۴۔ وَنَبْلُوَا 〃 〃 〃 〃 ۴

۱۵۔ مِائَۃٍ وَمِائَتَیْنِ (مطلقاً)

۱۶۔ دوسرا قَوَارِیْرَا پارہ ۲۹ سورۃ دھر ع ۱

۱۷۔ ثَمُوْدَا (چار جگہ):

الف۔ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا ، ۱۲ ، ھود ع ۲

ب۔ وَثَمُوْدَا وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ ، ۱۹ ، فرقان ، ۴

ج۔ وَثَمُوْدَا وَقَدْ تَّبَیَّنَ ، ۲۰ ، عنکبوت ، ۴

د۔ وَثَمُوْدَا فَمَآ اَبْقٰی ، ۲۷ ، نجم ، ۳

توضیح

بعض قُراء ثَمُوْدَا کو مُنَوَّن (ثَمُوْدًا) پڑھتے ہیں اور بعض غیر مُنَوَّن اور مصاحف میں دال کے بعد الف لکھا ہوا ہے حضرت حفصؒ ان قراء میں سے ہیں جو غیر مُنَوَّن یعنی ایک زبر (ثَمُوْدَا) پڑھتے ہیں۔

حرف علّت جب آخر کلمہ میں واقع ہو اور رسم خط میں مرسوم ہو تو وقف میں ثابت رہے گا یعنی حرف علت وقف میں پڑھا جاتا ہے اگرچہ وصلاً اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو جاتا ہے جیسے:

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ ، فِی الْاَرْضِ ، وَلَا تَسْقِی الْحَرْثَ ،

قَالُوا الْـٰٔنَ ، ذَاقَا الشَّجَرَةَ ، دَعَوَا اللّٰهَ ،
وَاسْتَبَقَا الْبَابَ ، وَقَالَا الْحَمْدُ ، وَقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ۔

اگر رسم خط میں حرفِ علت غیر مرسوم یعنی لکھا ہوا نہیں ہے تو وقف میں محذوف رہے گا، یہ حذف خواہ اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے ہو یا تخفیفِ رسم کی غرض سے جیسے:

۱۔	وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ	پارہ	۵	سورہ	نساء	ع	۲۱
۲۔	نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ	"	۱۱	"	یونس	"	۱۰
۳۔	وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ	"	۱۵	"	اسراء	"	۲
۴۔	اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ	"	۱۸	"	نور	"	۴
۵۔	يٰاَيُّهَ السَّاحِرُ	"	۲۵	"	زخرف	"	۵
۶۔	اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ	"	۲۷	"	رحمٰن	"	۲
۷۔	وَيَمْحُ اللّٰهُ	"	۲۵	"	شوریٰ	"	۳
۸۔	يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ	"	۲۷	"	قمر	"	۱
۹۔	سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ	"	۳۰	"	علق		

۱۰۔ فَارْهَبُوْنِ ، اَطِيْعُوْنِ ، مَتَابِ ، عِقَابِ

اگر تماثل فی الرسم کی وجہ سے حرفِ علت حذف کیا گیا ہے تو وقف میں ثابت رہے گا۔

تماثل فی الرسم کا یہ مطلب ہے کہ دو یا تین حرفِ علت یعنی
واؤ، دو یاء، دو یا تین الف، اخیر کلمہ میں جمع ہو جائیں
اہلِ رسم صرف ایک حرف کی شکل لکھتے ہیں اور بقیہ کی شکل تخفیف
حذف کر دیتے ہیں جیسے:

وَاِنْ تَلْوٗا، لِتَسْتَوٗا، يُحْيِ، لَايَسْتَحْيِ، مَلْجَأً

اور مَآءً بحالت نصبی یعنی زبر کی تنوین کی حالت میں رسم
میں تین الف ہونا چاہئیں۔ ایک الف اصل کلمہ کا یعنی میم کے
بعد کا الف، دوسرا الف ہمزہ کی شکل کا اور تیسرا تنوین کا الف
لیکن تماثل فی الرسم کی وجہ سے ایک الف کی شکل لکھدی جاتی
ہے اور دو الف کی شکلیں محذوف ہوتی ہیں اور عین کا سر
ہمزہ کی شکل نہیں بلکہ اس کی علامت ہے۔

توضیح

وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ پارہ ۱۲ سورۂ یوسف ع ۴ اور
لَنَسْفَعًا پارہ ۳۰ سورۂ علق، میں نونِ خفیفہ تاکید کا ہے، مگر
رسمِ خط میں زبر کی تنوین کی طرح بشکل الف لکھا ہوا ہے۔ اس لئے
حالتِ وقف میں اس نون کو الف سے بدل کر پڑھیں گے۔ تمام

قرآن میں ایسے ہی ۴ دو مقام ہیں۔

۱. یَقْبِضُ وَیَبْصُطُ پارہ ۲ سورۃ بقرع ۳۲
۲. فِی الْخَلْقِ بَصْطَۃً " ۸ " اعراف " ۹
۳. اَمْ ھُمُ الْمُصَیْطِرُوْنَ " ۲۷ " طور " ۲
۴. عَلَیْھِمْ بِمُصَیْطِرٍ " ۳۰ " غاشیہ "

مذکورہ چاروں کلمات میں صاد لکھا ہوا ہے مگر سیدنا حضرت ابوعمر و حفص بن سلیمانؒ پہلے اور دوسرے میں سین پڑھتے ہیں، تیسرے کلمہ میں صاد اور سین دونوں پڑھنا جائز ہیں اور چوتھے میں صاد ہی پڑھتے ہیں۔

کَاَیِّنْ اصل میں یہ اَیٌّ ہے۔ کاف حرفِ تشبیہ اس پر داخل ہوا ہے اور تنوین بشکلِ نون لکھا ہوا ہے۔ حالتِ وقف میں حضرتِ ابوعمرو بصریؒ اور حضرتِ یعقوب حضرمیؒ اصل کا اعتبار کرتے ہوئے تنوین کو حذف کر کے یاءِ ساکنہ سے وقف کرتے ہیں اور باقی تمام قراءؒ رسم خط کے مطابق نون ساکن پر وقف کرتے ہیں۔

یہ کلمہ سات جگہ چھ سورتوں میں آیا ہے:

۱. وَکَاَیِّنْ پارہ ۴ سورۃ آل عمران ع ۱۵

۲۔	وَكَأَيِّنْ	پارہ	۱۳	سورۃ یوسف	ع	۱۲
۳۔	فَكَأَيِّنْ	"	۱۷	" حج	"	۶
۴۔	وَكَأَيِّنْ	"	"	"	"	"
۵۔	وَكَأَيِّنْ	"	۲۱	" عنکبوت	"	۶
۶۔	وَكَأَيِّنْ	"	۲۶	" محمد صلی اللہ علیہ وسلم	ع	۲
۷۔	وَكَأَيِّنْ	"	۲۸	" طلاق	"	۲

۱۲

۲۹ مقطوع وموصول

س ۱۰۷۔ مقطوع اور موصول کسے کہتے ہیں؟

ج ۔ مقطوع اس کلمہ کو کہتے ہیں جو دوسرے سے الگ اور جُدا لکھا ہو جیسے:

حَیْثُ مَا ، اَیْنَ مَا

ثانی اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا کا نون پارہ ۱۲ سورۂ ھود ع ۳

موصول اس کلمہ کو کہتے ہیں جو رسم خط میں دوسرے کلمہ سے ملا ہوا لکھا ہو اور اصل میں وہ دو کلمے ہوں جیسے:

فِیْمَا اصل میں یہ فِیْ اور مَا ہیں۔

(پہلا) اَلَّا تَعْبُدُوْا پارہ ۱۱ سورۂ ھود ع ۱ اصل میں اَنْ ، لَا تَعْبُدُوْا ہے یعنی نون رسمِ خط میں لکھا ہوا نہیں ہے۔

س ۱۰۸: مَقطُوع اور مَوصُول کا پہچاننا کیوں ضروری ہے؟ مُفَصَّل بیان کیجیے۔

ج: مقطوع اور موصول کا پہچاننا اس لئے ضروری ہے کہ وقف رسمِ خط کے تابع ہے۔ پس مقطوع کلمات میں ضرورت کے وقت فِیْ اور مَا دونوں پر وقف درست ہے اور موصول کلمات میں صرف دوسرے پر وقف صحیح ہے نہ کہ پہلے پر۔ اسی لئے فِیْمَا موصول میں صرف مَا پر وقف درست ہے اور فِیْ پر صحیح نہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ جس طرح کلامِ الٰہی کی حرکات اور اس کے حروف و نُقطے اور مَعانی محفوظ ہیں اور اس کی حفاظت خود حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے ذِمّہ ضروری ٹھہرائی ہے اسی طرح رسم بھی محفوظ ہے۔

پس جس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ان کے حکم اور مشورے سے قرآن کریم لکھا گیا ہے، بعد کے لوگوں پر اسی طرح لکھنا واجب ہے۔

پس یہ بات ثابت ہوگئی کہ قرآنِ کریم کا رسم بھی توقیفی ہے، جس میں قیاس اور رائے کو ذرا بھی دخل نہیں۔

مزید تفصیل کتبِ رسمُ الخط، مُقنِع، قصیدہ عقیلہ یعنی رائیہ، اَنفسُ الدُّرر شرح رائیہ عربی اور نَثرُ المَرجان وغیرہ میں مذکور ہے۔

یہاں ضروری کلمات کا مقطوع وموصول، تائے تانیث مُدَوّرہ ومجرورہ اور ان کے مواقع کا بیان کرنا مقصود ہے جن کا بیان کتبِ تجوید میں ازحد ضروری ہے تاکہ قاری رسمِ عثمانی سے واقف ہوکر اِختیاراً، تعلیماً یا اِضطراراً یعنی سانس کی تنگی وغیرہ کی حالت میں صحیح وقف کرسکے اور غلطی سے بچ سکے۔

کلماتِ مقطوعہ وموصولہ

اَنْ لَّا

س ۱۰۹۔ کلمہ اَنْ لَّا کے رسمِ خط کی کتنی صورتیں ہیں؟ تفصیل کے ساتھ بیان کیجئے۔

ج۔ اَنْ مصدریہ یا تفسیریہ کے بعد لَا نافیہ یا ناھیہ آرہا ہو تو اس کے رسم خط کی تین صورتیں ہیں:

الف۔ اجماعاً مقطوع، جن میں اَنْ کا نون لکھا ہوا ہے۔ یہ دس جگہ ہے:

۱۔ عَلٰٓی اَنْ لَّآ اَقُوْلَ　　پارہ ۹ سورۂ اعراف ع ۱۳

۲۔ اَنْ لَّا یَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ　　" " " " ۲۱

۳۔ اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰہِ　　" ۱۱ " توبہ " ۱۴

۴۔ وَاَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ　　" ۱۲ " ھود " ۲

۵۔ ثَانِیْ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا　　" " " " ۳

۶۔ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْئًا　　" ۱۷ " حج " ۴

۷۔ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا　　" ۲۳ " یٰسین " ۴

۸۔ اَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَی اللّٰہِ　　" ۲۵ " دخان " ۱

۹۔ اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰہِ　　" ۲۸ " ممتحنہ " ۲

۱۰۔ اَنْ لَّا یَدْخُلَنَّھَا الْیَوْمَ　　" ۲۹ " نون " ۱

ب۔ اختلافی، جو بعض مصاحف میں موصول اور اکثر میں مقطوع ہے۔ یہی مختار ہے اور عمل بھی اس پر ہے۔ یہ صرف ایک جگہ ہے:

اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ　　پارہ ۱۷ سورۂ انبیاء ع ۶

ج۔ اجماعًا موصول۔ جن میں اَنْ کا نون لکھا ہوا نہیں ہے۔ یہ مذکورہ گیارہ مقامات کے علاوہ باقی سب جگہ اسی قبیل سے ہے، جیسے:

اَلَّا یَرْجِعُ اِلَیْھِمْ　　پارہ ۱۶، سورۂ طٰہٰ ع ۴

أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ — پارہ ۱۹ سورۂ نمل ع ۲

أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ — ″ ۲۰ ″ نجم ″ ۳

اِلَّا

س ۱۱۰۔ کلمہ اِلَّا کا رسم خط کس طرح ہے؟

ج۔ اِلَّا اصل میں اِنْ لَا ہے جس میں اِنْ شرطیہ ہے، ہمزہ مکسور ہے اور لَا نافیہ۔ یہ اجماعاً ہر جگہ موصول ہے یعنی نون کے بغیر لکھا ہوا ہے جیسے:

اِلَّا تَفْعَلُوهُ — پارہ ۱۰ سورۂ انفال ع ۱۰

اِلَّا تَنْصُرُوهُ — ″ ″ ″ توبہ ″ ۶

وَاِلَّا تَغْفِرْ لِي — ″ ۱۲ ″ ھود ″ ۴

اَنْ لَّنْ

س ۱۱۱۔ کلمہ اَنْ لَّنْ کے رسم خط کی کتنی صورتیں ہیں؟

ج۔ اَنْ لَّنْ ہمزہ کے فتحہ اور نون کے سکون اور لَنْ ناصبہ سے ہے اس کی دو صورتیں ہیں:

الف۔ اجماعاً موصول، جس میں اَنْ کا نون لکھا ہوا نہیں ہے۔ یہ صرف دو جگہ ہے:

۱۔ أَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ — پارہ ۱۵ سورۂ کہف ع ۶

۲۔ أَلَّنْ نَجْمَعَ عِظَامَهُ   پارہ ۲۹ سورۃ قیامہ ع ۱

ب۔ اجماعاً مقطوع، جس میں أَنْ کا نون لکھا ہوا ہے اور پہلی قسم کے دو موقعوں کے سوا أَنْ لَنْ کے باقی سب مواقع اسی دوسری قسم سے ہیں جیسے:

أَنْ لَنْ تُحْصُوهُ   پارہ ۲۹ سورۃ مزمل ع ۱

أَنْ لَنْ يَحُورَ   " ۳۰ " انشقاق

أَنْ لَنْ يَقْدِرَ   " " " بلد

فَإِنْ لَمْ

س ۱۱۲۔ کلمہ فَإِنْ لَمْ کے رسم خط کی کتنی شکلیں ہیں؟

ج۔ یہ إِنْ شرطیہ اور لَمْ جازمہ سے مرکب ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں:

الف۔ اجماعاً موصول، جس میں إِنْ کا نون لکھا ہوا نہیں ہے۔ یہ صرف ایک جگہ ہے:

فَإِلَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ   پارہ ۱۲ سورۃ ھود ع ۲

ب۔ اجماعاً مقطوع، جس میں إِنْ کا نون لکھا ہوا ہے اور پہلی قسم کے ایک مقام کے سوا فَإِنْ لَمْ کے باقی سب کلمات اسی قسم سے ہیں مثلاً:

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا پارہ ۱ سورۂ بقرہ ع ۳

وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا 〃 ٦ 〃 مائدہ 〃 ۱۰

فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ 〃 ۲۰ 〃 قصص 〃 ۵

اَنْ لَّمْ

س ۱۱۳۔ کلمہ اَنْ لَّمْ کا رسم خط کس طرح پر ہے؟

ج۔ اَنْ لَّمْ جو ہمزہ کے فتحہ والے اَنْ اور لَمْ جازمہ سے بنا ہے، یہ سب جگہ اجماعاً مقطوع ہے اور اَنْ کا نون رسم میں موجود ہے جیسے:

اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ پارہ ۸ سورۂ انعام ع ۱٦

اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ اَحَدٌ 〃 ۳۰ 〃 بلد

اِنْ مَّا

س ۱۱۴۔ کلمہ اِنْ مَّا کے رسم خط کی کتنی صورتیں ہیں؟

ج۔ اس کی اصل اِنْ مَا تھی یہ اِنْ شرطیہ اور مَا زائدہ سے بنا ہے، اس کی دو صورتیں ہیں:

الف۔ اجماعاً مقطوع، جس میں اِنْ کا نون لکھا ہوا ہے۔ یہ صرف ایک جگہ ہے:

وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ پارہ ۱۳ سورۂ رعد ع ٦

ب۔ اجماعاً موصول جس میں نون لکھا ہوا نہیں ہے مذکورہ مقام کے سوا باقی سب کلمات اسی قبیل سے ہیں اور سب کے سب موصول ہیں جیسے:

وَاِمَّا تَخَافَنَّ	پارہ ۱۰ سورۃ انفال ع ۷
وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِىْ	〃 ۱۱ 〃 یونس ع ۵

اَمْ مَّنْ

س ۱۱۵۔ کلمہ اَمْ مَّنْ کا رسم خط کتنی طرح پر ہے؟

ج۔ یہ کلمہ اَمْ اور مَنْ استفہامیہ سے بنا ہے۔ یہ بھی دو طرح پر ہے:

الف۔ اجماعاً مقطوع، جس میں اَمْ کا میم لکھا ہوا ہے یہ چار جگہ ہے:

۱۔ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ	پارہ ۵ سورۃ نساء ع ۱۶
۲۔ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ	〃 ۱۱ 〃 توبہ 〃 ۱۳
۳۔ اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا	〃 ۲۳ 〃 صٰفّٰت 〃 ۱
۴۔ اَمْ مَّنْ يَّاْتِىْٓ اٰمِنًا	〃 ۲۴ 〃 فُصِّلَت 〃 ۵

ب۔ اجماعاً موصول، جس میں اَمْ کا میم لکھا ہوا نہیں ہے۔ مذکورہ چار موقعوں کے سوا اَمْ مَنْ کے باقی سب کلمات موصول

ہیں اور ایک میم سے ہیں جیسے :

اَمَّنْ لَّا یَھِدِّیْ پارہ ۱۱ سورۂ یونس رع ۴

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ ، اَمَّنْ جَعَلَ ،

اَمَّنْ یُّجِیْبُ ، اَمَّنْ یَّھْدِیْکُمْ

اَمَّنْ یَّبْدَؤُا پارہ ۲۰ سورۂ نمل ع ۵

مِنْ مَّا

س ۱۱۶۔ کلمہ مِنْ مَّا کے رسم خط کی کتنی صورتیں ہیں ؟

ج ۔ یہ مِنْ جارّہ اور مَا موصولہ سے بنا ہے ۔ اس کی تینؔ صورتیں ہیں :

الف۔ اجماعاً مقطوع ہے ، جس میں مِنْ کا نون لکھا ہوا ہے یہ دوؔ جگہ ہے :

۱۔ فَمِنْ مَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ پارہ ۵ سورۂ نسآء ع ۴

۲۔ ھَلْ لَّکُمْ مِنْ مَّا مَلَکَتْ " ۲۱ " روم " ۴

ب۔ اختلافی ، جس میں بعض مصاحف میں نون ہے اور بعض میں نہیں ہے ۔ یہ ایک جگہ ہے :

وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰکُمْ پارہ ۲۸ سورۂ منافقون ع ۲

ج ۔ اجماعاً موصول ، جس میں نون لکھا ہوا نہیں ہے ۔ مذکورہ تینؔ

موقعوں کے سوا باقی سب جگہ مِمّا موصول اور نون کے

بغیر ہے جیسے:

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ — پارہ ۱ سورۃ بقرع ۱

مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا — " ۱۳ " ابراہیم " ۵

مِنْ مَّالٍ، مِنْ مَّالِ، مِنْ مَّآءٍ

س ۱۱۷۔ مِنْ مَّالٍ، مِنْ مَّالِ، مِنْ مَّآءٍ کے رسم خط کی کتنی شکلیں ہیں؟

ج ۔ جب مِنْ جارّہ کے بعد ایسا اسم ظاہر آ رہا ہو جس کے شروع میں میم ہو تو یہ اجماعاً مقطوع ہے یعنی مِنْ کا نون لکھا ہوا ہے

جیسے:

مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ — پارہ ۱۸ سورۃ مؤمنون ع ۴

مِنْ مَّالِ اللّٰهِ — " " " نور " ۴

مِنْ مَّآءٍ فَمِنْهُمْ — " " " " " ۶

جب مِنْ جارّہ کے بعد کوئی ضمیر آ رہی ہو تو اس صورت میں یہ ضمیر کے ساتھ موصول اور متصل لکھا جاتا ہے جیسے:

مِنْهُ ۔ مِنْهُمْ ۔ مِنْكَ ۔ مِنْكُمْ ۔ مِنِّيْ ۔ مِنَّا ۔

مِمَّنْ ۔ مِمَّ

س ۱۱۸۔ مِمَّنْ اور مِمَّ کا رسم خط کس طرح پر ہے؟

ج۔ جب مِنْ جارہ کے بعد مَنْ موصولہ یا وہ مَا استفہامیہ آرہا ہو جس کا الف رسم سے محذوف ہو تو یہ دونوں کلمات ہر جگہ موصول ہیں اور مِنْ کا نون لکھا ہوا نہیں ہے جیسے :

مِمَّنِ افْتَرٰی۔ مِمَّنْ كَذَّبَ۔ مِمَّ خُلِقَ۔

عَنْ مَّا

س ۱۱۹۔ کلمہ عَنْ مَّا کا رسم خط کتنی طرح پر ہے ؟

ج۔ جب عَنْ جارہ کے بعد مَا موصولہ آرہا ہو تو اس کا رسم خط دو طرح پر ہے :

الف۔ اجماعًا مقطوع جس میں عَنْ کا نون لکھا ہوا ہے یہ صرف ایک جگہ ہے :

عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ پارہ ۹ سورۃ اعراف ع ۲۱

ب۔ اجماعًا موصول جس میں عَنْ کا نون لکھا ہوا نہیں ہے۔ مذکورہ ایک مقام کے سوا باقی سب جگہ عَمَّا موصول اور نون کے بغیر ہے جیسے :

عَمَّا يَعْمَلُوْنَ پارہ ۱ سورۃ بقرہ ع ۹، ۱۰، ۱۶

عَمَّا يَقُوْلُوْنَ " ۶ سورۃ مائدہ ع ۱۰

عَمَّ

س ۱۲۰۔ عَمَّ کا رسم خط کس طرح پر ہے؟

ج ۔ جب عن جارہ کے بعد وہ مَا استفہامیہ جو الف کے بغیر ہو تو یہ سب موصول اور نون کے بغیر ہیں جیسے عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ وغیرہ۔

عَنْ مَّنْ

س ۱۲۱۔ کلمہ عَنْ مَّنْ کا رسم خط کس طرح پر ہے؟

ج ۔ جب عَنْ جارہ کے بعد مَنْ موصولہ ہو تو یہ اجماعاً سب جگہ مقطوع ہے اور عَنْ کا نون لکھا ہوا ہے۔ یہ صرف دو جگہ ہے:

۱۔ عَنْ مَّنْ یَّشَآءُ یَکَادُ پارہ ۱۸ سورہ نور ع ۶

۲۔ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی " ۲۷ " نجم " ۲

اِنَّ مَا

س ۱۲۲۔ کلمہ اِنَّ مَا کا رسم خط کتنے طریقے پر ہے؟

ج ۔ جب ہمزہ کے کسرہ اور نون مشدد والے اِنَّ کے بعد مَا زائدہ آ رہا ہو تو اس کا رسم خط تین طرح پر ہے:

الف۔ اجماعاً مقطوع، جس میں اِنَّ کا نون مَا سے الگ اور جدا لکھا ہوا ہے یہ صرف ایک جگہ ہے:

اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ پارہ ۸ سورۂ انعام ع ۱۶

ب۔ اختلافی، جو بعض مصاحف میں مقطوع ہے اور بعض میں موصول۔ یہی قوی اور مشہور ہے۔ یہ صرف ایک جگہ ہے:

اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰہِ ھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ پارہ ۱۴ سورۂ نحل ع ۱۳

ج۔ اجماعاً موصول جس میں نون مَا سے متصل ہے۔ مذکورہ دو موقعوں کے سوا باقی سب جگہ اِنَّمَا موصول ہے جیسے:

اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ، اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَھْزِءُوْنَ

پارہ ۱ سورۂ بقرہ ع ۲

اِنَّمَا یُوْحٰی " ۱۷ " انبیاء " ۷

اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ " ۲۹ " مرسلٰت " ۱

اَنَّ مَا

س ۱۲۲۔ اَنَّ مَا کے رسم خط کی کتنی صورتیں ہیں؟

ج۔ جب ہمزہ کے فتحہ اور نون مشدد والے اَنَّ کے بعد مَا زائدہ ہو تو اس کے رسم کی تین صورتیں ہیں:

الف۔ اجماعاً مقطوع یعنی اَنَّ مَا۔ یہ دو جگہ ہے:

۱۔ وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ پارہ ۱۷ سورۂ حج ع ۸

۲۔ " " " " ۲۱ " لقمان " ۳ (ثانی)

ب۔ اختلافی، جو بعض مصاحف میں مقطوع ہے اور اکثر میں موصول اور یہی مشہور اور قوی تر ہے۔ یہ صرف ایک جگہ ہے:

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ پارہ ۱۰ سورۂ انفال ع ۵

ج۔ اجماعًا موصول یعنی اَنَّمَا

مذکورہ تینؔ موقعوں کے سوا باقی سب جگہ اَنَّمَا موصول ہے جیسے:

اَنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا پارہ ۷ سورۂ مائدہ ع ۱۲

اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ " ۱۷ " انبیاء " ۷

اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ " ۱۸ " مومنون " ۶

اَیْنَ مَا

س ۱۲۴۔ کلمہ اَیْنَ مَا کے رسم خط کی کتنی صورتیں ہیں؟

ج۔ اَیْنَ مَا کے رسمِ خط کی چار صورتیں ہیں:۔

الف۔ اجماعًا موصول یعنی اَیْنَمَا۔ یہ دو جگہ ہے:

۱۔ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا پارہ ۱ سورۂ بقرہ ع ۱۴

۲۔ اَیْنَمَا یُوَجِّهْهُّ " ۱۴ " نحل " ۱۰

ب۔ اختلافی جو بعض مصاحف میں مقطوع ہے اور بعض میں موصول

اور دونوں مساوی ہیں۔ یہ دو جگہ ہے:

۱۔ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ پارہ ۱۹ سورۂ شعراء ع ۵

۲۔ اَیْنَ مَا ثُقِفُوْا 〃 ۲۲ 〃 احزاب 〃 ۸

ج۔ اختلافی، جس میں وصل، قطع دونوں ہیں اور قطع راجح اور قوی ہے۔ یہ ایک جگہ ہے:

اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا پارہ ۵ سورۂ نساء ع ۱۱

د۔ اجماعًا مقطوع یعنی اَیْنَ مَا۔

مذکورہ پانچ موقعوں کے سوا باقی سب جگہ اَیْنَ مَا مقطوع ہے جیسے:

اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یَأْتِ پارہ ۲ سورۂ بقرہ ع ۱۸

اَیْنَ مَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ 〃 ۸ 〃 اعراف 〃 ۴

مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ 〃 ۲۷ 〃 حدید 〃 ۱

مَعَهُمْ اَیْنَ مَا کَانُوْا 〃 ۲۸ 〃 مجادلہ 〃 ۲ وغیر ذلک

توضیح

صاحب اسہل الموارد شرح رائیہ میں صفحہ ۱۵۲ پر لکھتے ہیں کہ:

(۲) اور اَیْنَمَا بقرہ ع ۱۲ اور نحل ع ۱۰ میں اجماعاً موصول ہے اور نسآء ع ۱۱ اور شعراء ع ۵ اور احزاب ع ۸، ان تین میں قطع ووصل میں دونوں ہیں لیکن قطع قوی تر ہے اور نسآء والے میں یہی اکثر ہے۔

پس مذکورہ بیان سے معلوم ہوا کہ صاحب نہایۃ القول اور علامہ شاطبیؒ کی رائے پر سورۃ شعراء و سورۃ احزاب میں مقطوع و موصول دونوں طرح لکھنا مساوی ہے اور صاحب اسہل الموارد کی رائے پر قطع قوی تر ہے اور سورۃ نسآء میں دونوں قول سے اَرْجَحْ اور اکثر مقطوع ہے یعنی اَیْنَ کا نُون اکثر مَا سے الگ لکھا جاتا ہے۔

كُلِّ مَا

س ۱۲۵۔ كُلِّ مَا کے رسم خط کی کتنی صورتیں ہیں؟

ج۔ جب كُلّ کے بعد مَا زائدہ یا موصولہ ہو تو اس کے رسم کی تین صورتیں ہیں:

الف۔ اجماعاً مقطوع یعنی كُلِّ مَا۔ یہ صرف ایک جگہ ہے:

مِنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ پارہ ۱۳ سورۃ ابراہیم ع ۵

ب۔ اختلافاً بعض مصاحف میں مقطوع ہے اور بعض میں موصول

یہ چار جگہ ہے:

۱۔ کُلَّمَا رُدُّوْا پارہ ۵ سورۂ نساء ع ۱۲

۲۔ کُلَّمَا دَخَلَتْ ، ۸ ، اعراف ، ۴

۳۔ کُلَّمَا جَآءَ اُمَّۃً ، ۱۸ ، مؤمنون ، ۳

۴۔ کُلَّمَآ اُلْقِیَ فِیْهَا ، ۲۹ ، ملک ، ۱

ان میں سے آخری تینؔ صحیح اور مشہور قول پر موصول ہیں اور بعض کے قول پر مقطوع ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ ان تینؔ میں وصل قوی ہے۔

ج۔ اجماعاً موصول یعنی کُلَّمَا۔

مذکورہ پانچ موقعوں کے سوا باقی سب جگہ کُلَّمَا متصل لکھا ہوا ہے جیسے:

اَفَکُلَّمَا جَآءَکُمْ ، اَوَکُلَّمَا عٰھَدُوْا

پارہ ۱ سورۂ بقرہ ع ۱۱، ۱۲

کُلَّمَآ اَوْقَدُوْا ، کُلَّمَا جَآءَھُمْ

پارہ ۶ سورۂ مائدہ ع ۹، ۱۰

بِئْسَ مَا

س ۱۲۶۔ کلمہ بِئْسَ مَا کے رسم خط کی کتنی شکلیں ہیں؟

ج ۔ اس کے رسمِ خط کی تین۳ صورتیں ہیں :

الف ۔ اجماعاً مقطوع یعنی بِئْسَ مَا ۔ یہ چھ۶ جگہ ہیں۔ ان میں پانچ لام کے ساتھ ہیں اور ایک فا کے ساتھ :

۱۔ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖ پارہ ۱ سورۂ بقرع ۱۲

۲۔ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ " ۶ " مائدہ " ۹

۳۔ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ " " " " " "

۴۔ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ " " " " " ۱۱

۵۔ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ " " " " " "

۶۔ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ " ۴ " آل عمران " ۱۹

ب ۔ اختلافی ، بعض مصاحف میں مقطوع ہے اور بعض میں موصول یہ صرف ایک جگہ ہے :

قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖ پارہ ۱ سورۂ بقرع ۱۱

ج ۔ اجماعاً موصول یعنی بِئْسَمَا ۔ یہ دو جگہ ہیں :

۱۔ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ پارہ ۱ سورۂ بقرع ۱۱

۲۔ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ " ۹ " اعراف " ۱۸

توضیح

"۳۱" وہ جن میں قطع و وصل دونوں ہیں اور وصل

قوی تر اور اکثر ہے اور عمل بھی اسی پر ہے اور یہ قُلْ بِئْسَمَا بقرہ ع ۱۱ اور قَالَ بِئْسَمَا اعراف ع ۱۸ ہے۔ اور ناظمؒ نے صرف قُلْ بِئْسَمَا میں خلاف بتایا ہے۔ پس ان کی رائے پر بِئْسَمَا اشْتَرَوْا کی طرح بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِیْ میں بھی وصل ہی ہے۔"

(اسہل الموارد شرح قصیدہ رائیہ صفحہ ۱۵۰)

کَیْ لَا

س ۱۲۷۔ کَیْ لَا کے رسم خط کی کتنی شکلیں ہیں؟

ج۔ اس کے رسم خط کی ۲ دو صورتیں ہیں:

الف۔ اجماعاً موصول یعنی کَیْلَا ۔ یہ چار جگہ ہے:

۱۔ لِکَیْلَا تَحْزَنُوْا	پارہ ۴	سورہ آلِ عمران	ع	۱۶
۲۔ لِکَیْلَا یَعْلَمَ	" ۱۷	" حج	"	۱
۳۔ لِکَیْلَا یَکُوْنَ	" ۲۲	" احزاب	"	۶ (ثانی)
۴۔ لِکَیْلَا تَأْسَوْا	" ۲۷	" حدید	"	۳

توضیح

عربی شرح افضل الدُّرر اور اُردو شرح اسہل الموارد

کی رُو سے نمبر ا و ۲ میں بعض کے قول پر قطع بھی درست ہے۔

ب۔ اجماعاً مقطوع یعنی کَیْ لَا۔ مذکورہ چار کے سوا باقی سب جگہ یہ مقطوع ہیں جیسے:

۱۔ لِکَیْ لَا یَعْلَمَ بَعْدَ — پارہ ۱۴ سورۂ نحل ع ۹

۲۔ لِکَیْ لَا یَکُوْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ — ، ۲۲ ، احزاب ، ۵

۳۔ کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَةً — ، ۲۸ ، حشر ، ۱

فِیْ مَا

س ۱۲۸۔ فِیْ مَا کے رسم خط کی کتنی صورتیں ہیں؟

ج۔ فِیْ جارہ کے بعد مَا موصولہ ہو تو اس کی تین صورتیں ہیں:

الف۔ اجماعاً مقطوع یعنی فِیْ مَا یہ صرف ایک جگہ ہے:

فِیْ مَا هٰهُنَآ اٰمِنِیْنَ — پارہ ۱۹ سورۂ شعراء ع ۸

ب۔ اختلافی، بعض مصاحف میں مقطوع اور بعض میں موصول ہے۔ اس میں قطع اَوْلیٰ اور قوی ہے۔ یہ دس جگہ ہے:

۱۔ ثانی فِیْ مَا فَعَلْنَ فِیْٓ اَنْفُسِهِنَّ — پارہ ۲ سورۂ بقرع ۳۱

۲۔ لِیَبْلُوَکُمْ فِیْ مَآ اٰتٰکُمْ — ، ۶ ، مائدہ ، ۷

۳۔ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ — ، ۸ ، انعام ، ۱۸

۴۔ فِیْ مَآ اٰتٰکُمْ اِنَّ — ، ، ، ، ۲۰

۵۔ فِيْ مَا اشْتَهَتْ پارہ ۱۷ سورۂ انبیاء ع ۷

۶۔ فِيْ مَا اَفَضْتُمْ فِيْهِ 〃 ۱۸ 〃 نور 〃 ۲

۷۔ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ 〃 ۲۱ 〃 رُوم 〃 ۴

۸۔ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ 〃 ۲۳ 〃 زُمر 〃 ۱

۹۔ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ 〃 ۲۴ 〃 〃 〃 ۵

۱۰۔ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ 〃 ۲۷ 〃 واقعہ 〃 ۲

ج۔ اجماعاً موصول یعنی فِيْمَا۔

مذکورہ گیارہ موقعوں کے سوا فِيْ مَا سب جگہ موصول ہیں جیسے:

فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ پارہ ۲ سورۂ بقرع ۳۰ وغیر ذلک

حَيْثُ مَا

س ۱۲۹۔ کلمہ حَيْثُ مَا کا رسم خط کس طرح پر ہے؟

ج۔ اس کا رسم مقطوع ہے یعنی حَيْثُ مَا۔ یہ صرف دو جگہ ہے:

۱۔ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ پارہ ۲ سورۂ بقرع ۱۷

۲۔ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۱۸

مَالِ

س ۱۳۰۔ کلمہ مَالِ کا رسم خط کس طرح پر ہے؟

ج ۔ مَالِ میں قیاس کے خلاف لام جارہ اپنے مجرور یعنی بعد والے کلمہ سے جُدا لکھا ہوا ہے ۔ یہ چار جگہ ہے :

۱۔ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ پارہ ۵ سورۂ نساء ع ۱۱

۲۔ مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ ، ۱۵ ، کہف ، ۲

۳۔ مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ ، ۱۸ ، فرقان ، ۱

۴۔ فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ، ۲۹ ، معارج ، ۲

مذکورہ چار مقامات کے سوا سب جگہ لام جارہ اپنے مجرور سے متصل لکھا ہوا ہے جیسے وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ ، وَمَا لِاَحَدٍ ۔

يَوْمَ هُمْ

س ۱۳۱ ۔ کلمہ يَوْمَ هُمْ کا رسمِ خط کس طرح پر ہے ؟

ج ۔ يَوْمَ هُمْ کا رسم خط دو طرح پر ہے :

الف ۔ اجماعاً مقطوع یعنی يَوْمَ هُمْ ۔ یہ دو ہیں :

۱۔ يَوْمَ هُمْ بَارِزُوْنَ پارہ ۲۴ سورۂ غافر ع ۲

۲۔ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ ، ۲۶ ، ذٰریٰت ، ۱

مذکورہ کلمات میں قطع کی وجہ یہ ہے کہ یہاں کلمہ يَوْمَ پورے جملہ کی طرف مضاف ہے صرف هُمْ کی طرف نہیں ۔

ب. اجماعاً موصول یعنی یَوْمَهُمْ۔

ان دو کے سوا یَوْمَ هُمْ سب جگہ موصول ہے جیسے:

يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِىْ پارہ ۲۵ سورۃ زخرف ع ۷
" ۲۷ " طور " ۲

وَيْكَاَنَّ ، وَيْكَاَنَّهٗ

س ۱۳۲۔ کلمات وَيْكَاَنَّ ، وَيْكَاَنَّهٗ کا رسم خط کس طرح پر ہے؟ اور ان پر وقف کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج۔ اصل کی رُو سے وَيْكَاَنَّ تین اور وَيْكَاَنَّهٗ چار کلمات ہیں جو سب کے سب موصول ہیں یعنی ایک دوسرے سے متّصل لکھے ہوئے ہیں۔

یہاں وقف کرنے کا محل نہیں البتہ اضطراری واختباری وقف کسائیؒ کے لئے یا پر اور ابو عمرو بصریؒ کے لئے کاف پر دُرست ہے۔

لیکن اَوْلیٰ اور مختار یہ ہے کہ تمام قُرّاء کے لئے کلمہ اخیر یعنی وَيْكَاَنَّ میں نُون پر اور وَيْكَاَنَّهٗ میں ھا پر وقف کیا جائے۔

وَلَاتَ حِیْنَ

س ۱۳۳۔ وَلَاتَ حِیْنَ کا رسم خط کس طرح پر ہے؟ اس کے بارے میں صحیح قول کیا ہے؟ اور کس کلمہ پر وقف کرنا دُرست ہے؟

ج۔ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِیْنَ پارہ ۲۳ سورۃ ص ع ۱ میں "لَاتَ" اور "حِیْنَ" دونوں الگ الگ کلمے ہیں۔

مصاحف حجازی، شامی اور عراقی میں "تا" "حین" سے کتابت میں جُدا اور منفصل ہے اور حکماً لَا کے ساتھ متصل ہے۔ بعض "تاء" کو "حین" کے ساتھ متصل بتاتے ہیں لیکن اعتماد قطع ہی پر ہے۔

لَاتَ کے اصل میں دو قول ہیں:

۱۔ اکثر اور صحیح قول یہ ہے کہ "لَا" نافیہ ہے، تانیث کلمہ کی وجہ سے رُبَّ اور ثُمَّ کی طرح آخر میں "تا" زیادہ کی گئی ہے جیسے رُبَّ، ثُمَّ سے رُبَّتَ ثُمَّتَ۔

اکثر عرب اس تا کو مفتوح پڑھتے ہیں۔ یہ مذہب امام خلیل رح، سیبویہ رح، کسائی رح دیگر ائمہ نحو اور ائمہ قرا

کا ہے۔ ان کے ہاں "لَا" پر وقف کر کے "تَحِیْنَ" سے

سے ابتدا صحیح نہیں ہے۔

پس اضطراری و اختیاری وقف تا پر ہے اور

اختیاری ابتدا "حِیْنَ" سے ہے۔

توضیح

'وَلَاتَ' کی تا پر کسائیؒ رحمہا سے اور باقی

نو اِمام تا سے وقف کرتے ہیں۔

۲۔ دوسرا قول امام ابوعبید قاسم بن سلامؒ کا ہے'

وہ یہ ہے کہ "تا" "حِیْنَ" سے متصل اور اسی کلمہ کا

جزء ہے، کیوں کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے مصحفِ

امام میں جو سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی

تلاوت کے لئے مخصوص تھا "تا" کو "حِیْنَ" سے

متصل اور "لَا" کو منفصل دیکھا ہے اور اس میں

خون کے نشانات بھی دیکھے ہیں۔

نیز فرماتے ہیں کہ "حِیْنَ" یعنی اسمائے زمانی کے شروع

میں عرب "تا" زیادہ کرتے ہیں جیسے ھٰذَا تَحِیْنَ کَانَ کَذَا۔

مندرجہ ذیل شعر بھی اسی قبیل سے ہے:

اَلْعَاطِفُوْنَ تَحِیْنَ مَامِنْ عَاطِفٍ

وَالْمُطْعِمُوْنَ زَمَانَ اَیْنَ الْمُطْعِمُ

امام قاسم بن سلامؒ کے ہاں "لَا" پر وقف اضطراری و اختیاری درست ہے۔ اور "تَحِیْنَ" سے ابتداء جائز لیکن "تا" پر وقف کرنا منع ہے کیوں کہ یہ ان کے ہاں وسط کلمہ ہے۔

كَالُوْهُمْ اَوْوَّزَنُوْهُمْ

س ۱۳۴۔ كَالُوْهُمْ، اَوْوَّزَنُوْهُمْ کا رسم خط کس طرح پر ہے اور ان پر وقف کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

ج۔ یہ دونوں کلمات سورۂ مُطَفِّفِیْن پارہ ۳۰ میں ہیں اور تمام مصاحف میں موصول لکھے ہوئے ہیں۔ یعنی ان میں واؤ جمع کے بعد الف فاصل لکھا ہوا نہیں ہے۔

پس هُمْ کے بغیر، كَالُوْ اور اَوْوَّزَنُوْ پر وقف کرنا اور اسی طرح هُمْ سے اعادہ کرنا درست نہیں ہے ــــ ۱۲

۳۰ تائے تانیث

س ۱۳۵۔ تائے تانیث کسے کہتے ہیں؟ اس کا رسم خط کس طرح پر ہے؟ اور اس پر وقف کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

ج ۔ اسماء اور افعال کے آخر میں جو "تا" لاحق ہوتی ہے اور نفس کلمہ سے زائد ہوتی ہے اس کو **تائے تانیث** کہتے ہیں۔

افعال میں تائے تانیث دراز تا کی شکل میں لکھی جاتی ہے۔ ایسی تا کو تائے مجرورہ اور مَطوّلہ کہتے ہیں۔ یہ ہمیشہ ساکن یا مکسور ہوتی ہے جیسے ضُرِبَتْ ، ضَرَبَتِ وغیرہ۔

اسماء کی تائے تانیث کے مختلف حالات ہیں کبھی مجرورہ یعنی دراز تا کی شکل میں لکھی جاتی ہے اور کبھی گول تا کی صورت میں ایسی تا کو تائے مُدوَّرہ اور مَربُوطہ کہتے ہیں تفصیل حسب ذیل ہے:

اسم مؤنث مفرد غیر مضاف جس کو تمام قراء واحد کے صیغہ

سے پڑھتے ہیں، اس کی "تا" "بصورت "ہا" یعنی گول لکھی جاتی ہے اور اس پر وقف بھی سب قراء "ہا" سے کرتے ہیں، جیسے رَحْمَةٌ، اَلرَّحْمَةَ، وَالْمَرْوَةَ، وَالْمُؤْتَفِكَةَ، قَآئِمَةٌ، وَالْاٰخِرَةُ۔

اسم مؤنث غیر مضاف جس کو سب قراء جمع کے صیغہ سے پڑھتے ہیں اس کی "تا" "مطولہ یعنی دراز "تا" لکھی جاتی ہے اور وقف بھی تمام قراء حضرات "تا" ہی سے کرتے ہیں جیسے لَاٰیٰتٍ، حَسَرٰتٍ۔

اسم مؤنث جب ضمیر کی طرف مضاف ہو خواہ واحد کا صیغہ ہو یا جمع کا، اس کی "تا" رسم میں "تا" اور موصول لکھی جاتی ہے اس لئے حالتِ وقف میں "تا" ہی پڑھتے ہیں کیوں کہ وقف آخر کلمہ پر ہوتا ہے۔ درمیان کلمہ کی وجہ سے تا پر وقف کرنا درست نہیں ہے جیسے نِعْمَتَهٗ، نِعْمَتِیْ، کَلِمٰتِهٖ، اٰیٰتِیْ، وغیرہ

اسم مونث کے ایسے کلمات جو اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوں اور سب قراء واحد کے صیغہ سے پڑھتے ہوں تو ان کی "تا" اکثر جگہ مُدوّر یعنی "ھا" کی شکل میں لکھی جاتی ہے۔

لیکن ذیل کے تیرہ[۱۳] کلمات جو اکتالیس[۴۱] جگہ آئے ہیں، ان کی "تا"

مجرورہ ہے اور "ہا" کے بجائے "تا" کی شکل میں ہے :

(۱) رَحْمَتُ (۲) نِعْمَتَ (۳) اِمْرَأَتُ (۴) لَعْنَتَ
(۵) کَلِمَتُ (۶) سُنَّتُ (۷) بَقِيَّتُ (۸) قُرَّتُ
(۹) فِطْرَتَ (۱۰) شَجَرَتَ (۱۱) وَجَنَّتُ (۱۲) وَمَعْصِيَتِ
(۱۳) اِبْنَتَ -

۱ - رَحْمَتُ (سات جگہ)

۱-	يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ	پارہ ۲ سورۂ بقرہ ع ۲۷
۲-	اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ	" ۸ " اعراف " ۷
۳-	رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ	" ۱۲ " ھود " ۷
۴-	رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ	" ۱۶ " مریم " ۱
۵-	اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ	" ۲۱ " روم " ۵
۶-	يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ	" ۲۵ " زخرف " ۳
۷-	وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ	" ۲۵ " " " ۳

مذکورہ سات مقامات کے سوا باقی سب جگہ یہ کلمہ گول "تا" سے لکھا ہوا ہے جیسے :

مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ   پارہ ۲۴ سورۂ زمر ع ۶ وغیرہ

٢۔ نِعْمَتْ (١١ جگہ)

١۔ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ	پارہ	٢	سورۃ	بقرہ	ع ٢٩
٢۔ نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ	"	٤	"	آل عمران	ع ١١
٣۔ نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ	"	٦	"	مائدہ	" ٢ (ثانی)
٤۔ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ	"	١٣	"	ابراہیم	" ٥
٥۔ نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا	"	"	"	"	"
٦۔ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ	"	١٤	"	نحل	" ١٠ (ثانی)
٧۔ يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللّٰهِ	"	"	"	"	" ١١
٨۔ نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ	"	"	"	"	" ١٥
٩۔ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ	"	٢١	"	لقمان	" ٤
١٠۔ نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ هَلْ مِنْ	"	٢٢	"	فاطر	" ١
١١۔ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ	"	٢٧	"	طور	" ٢

مذکورہ گیارہ مقامات کے سوا باقی سب جگہ یہ گول تا سے لکھا ہوا ہے جیسے:

نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ	پارہ	٦	سورۃ	مائدہ ع ٢ کا پہلا
"	"	١٣	"	ابراہیم ع ١

٣۔ اِمْرَاَتُ (٧ جگہ)

جب زوج کی طرف مضاف ہو تو یہ کلمہ تائے مجرورہ سے مرسوم ہوتا ہے:

۲- نِعْمَتَ (۱۱ جگہ)

۱- وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ	پارہ ۲	سورۃ بقرع ۲۹
۲- نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ	، ۴	، آل عمران ع ۱۱
۳- نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ	، ۶	، مائدہ ۲ (ثانی)
۴- بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ	، ۱۳	، ابراہیم ، ۵
۵- نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا	، ،	، ، ،
۶- وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ	، ۱۴	، نحل ، ۱۰ (ثانی)
۷- يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللّٰهِ	، ،	، ، ۱۱
۸- نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ	، ،	، ، ۱۵
۹- بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ	، ۲۱	، لقمان ، ۴
۱۰- نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ هَلْ مِنْ	، ۲۲	، فاطر ، ۱
۱۱- بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ	، ۲۷	، طور ۲

مذکورہ گیارہ مقامات کے سوا باقی سب جگہ یہ گول تاء سے لکھا ہوا ہے جیسے:

نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ	پارہ ۶	سورۃ مائدہ ع ۲ کا پہلا
	، ۱۳	، ابراہیم ع ۱۴

۳- اِمْرَأَتُ (۷ جگہ)

جب زوج کی طرف مضاف ہو تو یہ کلمہ تائے مجرورہ سے مرسوم ہوتا ہے:

۱۔ اِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ پارہ ۳ سورۃ آل عمران ع ۴

۲۔ فِی الْمَدِیْنَةِ امْرَأَتُ الْعَزِیْزِ ، ۱۲ ، یوسف ، ۴

۳۔ اِمْرَأَتُ الْعَزِیْزِ الْئٰنَ ، ، ، ، ، ۷

۴۔ وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ ، ۲۰ ، قصص ، ۱

۵۔ کَفَرُوا امْرَأَتَ نُوْحٍ ، ۲۸ ، تحریم ، ۲

۶۔ وَامْرَأَتَ لُوْطٍ ، ، ، ، ، ،

۷۔ اٰمَنُوا امْرَأَتَ فِرْعَوْنَ ، ، ، ، ، ۲

مذکورہ سات مقامات کے سوا سب جگہ یہ گول تا سے ہے،

جیسے:

وَاِنِ امْرَأَةٌ پارہ ۵ سورۃ نسآء ع ۱۹

۴۔ سُنَّتَ (۵ جگہ)

۱۔ سُنَّتُ الْاَوَّلِیْنَ پارہ ۹ سورۃ انفال ع ۵

۲۔ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِیْنَ ، ۲۲ ، فاطر ، ۵

۳۔ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا ، ، ، ، ، ،

۴۔ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِیْلًا ، ، ، ، ، ،

۵۔ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِیْ ، ۲۴ ، غافر ، ۹

مذکورہ پانچ مواقع کے سوا سب جگہ یہ کلمہ گول تا سے لکھا ہوا ہے

جیسے:

سُنَّتَ اللّٰهِ فِی الَّذِیْنَ پارہ ۲۲ سورۂ احزاب ع ۵، ۸ وغیرہ

۵- لَعْنَتَ (دو جگہ)

۱- لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَی الْكٰذِبِیْنَ پارہ ۳ سورۂ آل عمران ع ۶

۲- لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَیْهِ " ۱۸ " نور ع ۱

ان دو مقامات کے سوا سب جگہ یہ کلمہ گول تا سے ہے جیسے:

لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ پارہ ۲ سورۂ بقرہ ع ۱۹

۶- مَعْصِیَتَ (صرف دو جگہ)

۱- وَمَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ وَاِذَا جَآءُوْكَ پارہ ۲۸ سورۂ مجادلہ ع ۲

۲- وَمَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا " " " "

۷- كَلِمَتُ (صرف ایک جگہ ہے)

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ پارہ ۹ سورۂ اعراف ع ۱۶

۸- بَقِیَّتُ (صرف ایک جگہ ہے)

بَقِیَّتُ اللّٰهِ خَیْرٌ لَّكُمْ پارہ ۱۲ سورۂ ھود ع ۸

۹- قُرَّتُ (ایک جگہ)

قُرَّتُ عَیْنٍ لِّیْ پارہ ۲۰ سورۂ قصص ع ۱

اس ایک مقام کے سوا سب جگہ یہ گول تا سے لکھا ہوا ہے

جیسے:

مِنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ پارہ ۲۱ سورۃ سجدہ ع ۲

۱۰۔ **فِطْرَتَ** (ایک جگہ ہی ہے)

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِي پارہ ۲۱ سورۃ روم ع ۴

۱۱۔ **شَجَرَتَ** (ایک جگہ)

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ پارہ ۲۵ سورۃ دخان ع ۳

اس ایک مقام کے سوا سب جگہ گول تا سے لکھا ہوا ہے جیسے:

شَجَرَةِ الْخُلْدِ پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ ع ۷

اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ 〃 ۲۳ 〃 والصّٰفّٰت 〃 ۲

۱۲۔ **جَنَّتُ** (ایک جگہ)

جَنَّتُ نَعِيمٍ پارہ ۲۷ سورۃ واقعہ ع ۳

۱۳۔ **ابْنَتَ** (ایک جگہ)

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي پارہ ۲۸ سورۃ تحریم ع ۲

توضیح

مذکورہ تیرہ۱۳ کلمات پر چار۴ قراء نافع مدنیؒ، عبداللہ بن عامر شامیؒ، عاصم کوفیؒ اور حمزہؒ کوفی تا سے اور باقی تین۳

قراء عبداللہ بن کثیر مکیؒ، ابو عمرو بصریؒ اور علی کسائیؒ "ھا" سے وقف کرتے ہیں۔

اسم مؤنث کے وہ سات کلمات جو ذیل میں درج ہیں اور جن کو بعض قراء واحد سے اور بعض جمع سے پڑھتے ہیں ان کی 'تا' بھی 'ھا' کے بجائے 'تا' ہی کی شکل میں ہے:

(۱) کَلِمَتُ (۲) اٰیٰتٌ (۳) غَیٰبَتِ (۴) اَلْغُرُفٰتِ

(۵) بَیِّنٰتٍ (۶) ثَمَرٰتٍ (۷) جِمٰلَتٌ

۱۔ کَلِمَتُ (چار جگہ)

۱۔ وَتَمَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ صِدْقًا پارہ ۸ سورۃ انعام ع ۱۴

۲۔ کَلِمَتُ رَبِّکَ عَلَی الَّذِیْنَ فَسَقُوْا " ۱۱ " یونس " ۴ (پہلا)

۳۔ کَلِمَتُ رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ " " " " " ۱۰ (دوسرا)

۴۔ کَلِمَتُ رَبِّکَ عَلَی الَّذِیْنَ " ۲۴ " غافر " ۱

۲۔ اٰیٰتٌ (دو جگہ)

۱۔ اٰیٰتٌ لِّلسَّآئِلِیْنَ پارہ ۱۲ سورۃ یوسف ع ۲

۲۔ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّہٖ " ۲۱ " عنکبوت " ۵

۳۔ غَیٰبَتِ (دو جگہ)

۱۔ وَاَلْقُوْہُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ پارہ ۱۲ سورۃ یوسف " ۲

۲- اَنْ یَّجْعَلُوْہُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ پارہ ۱۲ سورۃ یوسف ع ۲

۴- اَلْغُرُفٰتِ (ایک جگہ)

۱- فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ پارہ ۲۲ سورۃ سبأ ع ۵

۵- بَیِّنٰتٍ (ایک جگہ)

۱- عَلٰی بَیِّنٰتٍ مِّنْہُ پارہ ۲۲ سورۃ فاطر " ۵

۶- ثَمَرٰتٍ (ایک جگہ)

۱- وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ پارہ ۲۵ سورۃ فصّلت " ۶

۷- جِمٰلَتٌ (ایک جگہ)

۱- کَاَنَّہٗ جِمٰلَتٌ پارہ ۲۹ سورۃ مرسلٰت " ۱

توضیح

جو قراء مذکورہ کلمات کو جمع کے صیغہ سے پڑھتے ہیں اُن کے ہاں وقف "تا" ہی سے ہے اور جو واحد کے صیغہ سے پڑھتے ہیں ان کی دو صورتیں ہیں:

اوّل یہ کہ عبداللہ بن کثیر مکیؒ، ابو عمرو بصریؒ، کسائیؒ اور یعقوب حضرمیؒ یہ چاروں ائمہ اس پر "ہا" سے وقف کرتے ہیں دوم یہ کہ باقی چھ اماموں کے لئے وقف "تا" سے ہے

۳۱ بَلٰی

س ۱۳۶۔ کلمہ بَلٰی قرآن عظیم میں کتنی جگہ ہے اور اس پر وقف کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج ۔ قرآن میں یہ کلمہ بائیس ۲۲ جگہ ہے۔
وقف کے حکم کی رُو سے اس کی تین ۳ قسمیں ہیں:

الف۔ بَلٰی کے وہ مقامات جن پر وقف عمدہ اور بہتر ہے یہ دس ۱۰ ہیں اور آٹھ سورتوں میں آتے ہیں:

۱۔ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ بَلٰی	پارہ ۱	سورہ بقرہ	ع ۹
۲۔ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ بَلٰی	″ ″	″ ″	″ ۱۳
۳۔ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی	″ ۳	″ ″	″ ۳۵
۴۔ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ بَلٰی	″ ″	″ آلِ عمران	″ ۸
۵۔ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰی	″ ۹	″ انعام	″ ۲۲

۶۔ مِنْ سُوْٓءٍ بَلٰی اِنَّ	پارہ ۱۴ سورۃ نحل ع ۴
۷۔ مِثْلَهُمْ بَلٰی	〃 ۲۳ 〃 یٰسین 〃 ۵
۸۔ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا بَلٰی	〃 ۲۴ 〃 غافر 〃 ۵
۹۔ اَنْ یُّحْیِۦَ الْمَوْتٰی بَلٰی	〃 ۲۶ 〃 احقاف 〃 ۴
۱۰۔ اَنْ لَّنْ یَّحُوْرَ بَلٰی	〃 ۳۰ 〃 انشقاق 〃 ۱

ب۔ وہ مقامات جن پر وقف منع ہے سات ہیں اور سات سورتوں میں آتے ہیں:

۱۔ بَلٰی وَرَبِّنَا	پارہ ۷ سورۃ انعام ع ۴
۲۔ 〃 〃	〃 ۲۶ 〃 احقاف 〃 ۴
۳۔ بَلٰی وَعْدًا	〃 ۱۴ 〃 نحل 〃 ۵
۴۔ بَلٰی وَرَبِّیْ	〃 ۲۲ 〃 سبأ 〃 ۱
۵۔ بَلٰی قَدْ جَآءَتْكَ	〃 ۲۴ 〃 زمر 〃 ۶
۶۔ قُلْ بَلٰی وَرَبِّیْ	〃 ۲۸ 〃 تغابن 〃 ۱
۷۔ بَلٰی قٰدِرِیْنَ	〃 ۲۹ 〃 قیامہ 〃 ۱

ج۔ وہ مقامات جو اختلافی ہیں۔ یعنی بعض کے ہاں ان پر وقف درست ہے اور بعض کے ہاں نہیں۔ یہ پانچ جگہ ہیں:

۱۔ بَلٰۤی اِنْ تَصْبِرُوْا　　پارہ ۴ سورۃ آل عمران ع ۱۳

۲۔ بَلٰی وَلٰکِنْ حَقَّتْ　　″ ۲۴ ″ زُمر ″ ۸ (الاسرا)

۳۔ وَنَجْوٰىهُمْ بَلٰی وَرُسُلُنَا　　″ ۲۵ ″ زخرف ″ ۷

۴۔ بَلٰی وَلٰکِنَّکُمْ　　″ ۲۷ ″ حدید ″ ۲

۵۔ قَالُوْا بَلٰی قَدْ جَآءَنَا　　″ ۲۹ ″ ملک ″ ۱

۱۲ ———

۳۲ نَعَمْ

س ۱۳۷۔ کلمہ نَعَمْ کتنی جگہ ہے اور اس پر وقف کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج ۔ نَعَمْ چار جگہ ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں:

الف۔ وہ مقام جس پر وقف درست ہے، صرف ایک ہے:

قَالُوْا نَعَمْ ج پارہ ۸ سورۂ اعراف ع ۵

ب۔ وہ مقامات جن پر وقف کرنا اور ان کے بعد والے کلمہ سے ابتدا کرنا دونوں منع ہیں، تین ۳ ہیں:

۱۔ قَالَ نَعَمْ پارہ ۹ سورۂ اعراف ع ۱۴

۲۔ 〃 〃 〃 ۱۹ 〃 شعراء 〃 ۳

۳۔ قُلْ نَعَمْ 〃 ۲۳ 〃 وَالصّٰٓفّٰتِ 〃 ۱

۳۲ | نَعَمْ

س ۱۳۷۔ کلمہ نَعَمْ کتنی جگہ ہے اور اس پر وقف کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج ۔ نَعَمْ چار جگہ ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں:

الف۔ وہ مقام جس پر وقف درست ہے، صرف ایک ہے:

قَالُوا نَعَمْ ج — پارہ ۸ سورۂ اعراف ع ۵

ب۔ وہ مقامات جن پر وقف کرنا اور ان کے بعد والے کلمہ سے ابتدا کرنا دونوں منع ہیں، تین ۳ ہیں:

۱۔ قَالَ نَعَمْ — پارہ ۹ سورۂ اعراف ع ۱۴

۲۔ 〃 〃 — 〃 ۱۹ 〃 شعراء 〃 ۳

۳۔ قُلْ نَعَمْ — 〃 ۲۳ 〃 وَالصّٰٓفّٰتِ 〃 ۱

۳۳ کَلَّا

س ۱۳۸۔ کَلَّا کتنی جگہ ہے اور اس پر وقف کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج۔ کَلَّا قرآن کریم میں تینتیس ۳۳ جگہ ہے اور وقف کی رُو سے اس کی تین ۳ قسمیں ہیں:

الف۔ وہ مقامات جن پر وقف تام اور کامل ہے، پانچ ہیں:

۱۔ عَہۡدًا ۝ کَلَّا ط پارہ ۱۶ سورۃ مریم ع ۵

۲۔ عِزًّا ۝ کَلَّا ط " " " " " " ۵

۳۔ قَالَ کَلَّا ج فَاذۡهَبَا " ۱۹ " شعراء " ۲

۴۔ قَالَ کَلَّا ج اِنَّ مَعِیَ " " " " " " ۴

۵۔ شُرَکَآءَ کَلَّا ط " " " سبأ " ۳

ب۔ وہ مقامات جن پر وقف کرنا اور نہ کرنا دونوں صحیح ہیں، ۹ نو ہیں:

۱۔ فِیۡمَا تَرَکۡتُ کَلَّا ط پارہ ۱۸ سورۃ مؤمنون ع ۶

۲۔ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۙ ○ كَلَّا ؕ پارہ ۲۹ سورۃ معارج ع ۱

۳۔ نَعِيْمٍ ۙ ○ كَلَّا ؕ " " " " " " ۲

۴۔ اَنْ اَزِيْدَ ۙ ○ كَلَّا " " " مدثر " ۱ (پہلا)

۵۔ مُنَشَّرَةً ۙ ○ كَلَّا " " " " " " ۲ (تیسرا)

۶۔ كَلَّا لَا وَزَرَ " " " قیامہ " ۱ (پہلا)

۷۔ كَلَّا بَلْ ٚ رَانَ " ۳۰ " مطففین " ۱ (دوسرا)

۸۔ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ " " " فجر " ۱ (پہلا)

۹۔ كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ " " " ہمزہ " ۱

ج۔ وہ مقامات جن پر وقف کرنا درست نہیں ہے انیس ۱۹ ہیں:

۱۔ كَلَّا وَالْقَمَرِ پارہ ۲۹ سورۃ مدثر ع ۲

۲۔ كَلَّا اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ " " " " " " ۲

۳۔ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ " " " قیامہ " ۱ (پہلا)

۴۔ كَلَّا اِذَا بَلَغَتِ " " " " " ۱ (تیسرا)

۵۔ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ " ۳۰ " نبا " ۱

۶۔ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ " " " " " ۱

۷۔ كَلَّا اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ " " " " عبس " ۱

۸۔ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ " " " " " ۱

۹- كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ	پارہ ۳۰ سورۃ انفطار ع ۱
۱۰- كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ	〃 〃 مطففین 〃 ۱ (پہلا)
۱۱- كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ	〃 〃 〃 〃 〃 ۱ (تیسرا)
۱۲- كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ	〃 〃 〃 〃 〃 ۱ (چوتھا)
۱۳- كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ	〃 〃 〃 فجر 〃 ۱ (دوسرا)
۱۴- كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ	〃 〃 〃 علق (پہلا)
۱۵- كَلَّا لَئِنْ لَّمْ	〃 〃 〃 〃 (دوسرا)
۱۶- كَلَّا لَا تُطِعْهُ	〃 〃 〃 〃 (تیسرا)
۱۷- كَلَّا سَوْفَ	〃 〃 〃 تکاثر (پہلا)
۱۸- ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ	〃 〃 〃 〃 (دوسرا)
۱۹- كَلَّا لَوْ	〃 〃 〃 〃 (تیسرا)

۱۲

٣٤ تکبیر

س ١٣٩- تکبیر پڑھنے کا حکم کیا ہے؟ اس کے کلمات کیا ہیں؟ وحی کب تک بند رہی؟ اور تکبیر پڑھنے کی وجہ اور سبب کیا ہے؟

ج- جمیع قراء مکہ کا سورۂ وَالضُّحٰی سے سورۂ والنّاس تک ہر سورۃ کے اخیر پر تکبیر پڑھنے کا معمول رہا ہے۔

قراء سبعہ میں امام عبداللہ بن کثیر مکیؒ کے پہلے راوی حضرت ابوالحسن احمد بن محمد بزیؒ امام موصوف سے باسنادہٖ مرفوعًا روایت کرتے ہیں کہ آپ (امام عبداللہ بن کثیر مکیؒ) والضحیٰ سے والنّاس تک ہر سورۃ کے اخیر پر خود تکبیر پڑھتے اور تکبیر پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔ (نشر ج ٢ صفحہ ٣٩٥ نہایۃ القول صفحہ ٢٢٣)

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت احمد بزیؒ کے لئے تکبیر پڑھنا روایۃً و سندًا ثابت ہے اور علی وجہ التخییر استحبابًا معمول ہے۔

باقی قُرّاء سے تکبیر پڑھنے کی کوئی تصریح اور نص نہیں ہے بلکہ شیوخ نے ان کے لئے تکبیر پڑھنا معمول رکھا ہے۔

(غیث النفع صفہ ۳۲۲)

امام ابوالحسن سخاویؒ سے منقول ہے کہ ابومحمد الحسنؒ بن محمد بن عبیداللہ بن ابی یزید القرشیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے مسجد حرام میں مقام ابراہیمؑ کے پیچھے لوگوں کو تراویح پڑھائیں۔ ختم کی رات کو میں نماز میں وَالضُّحٰی کے ختم سے قرآن کے اخیر تک تکبیر پڑھتا رہا۔ جب میں نے سلام کے بعد رُخ پھیرا تو دیکھتا کیا ہوں کہ ابوعبداللہ محمد بن ادریس الشافعیؒ نے بھی میری ہی اقتدا میں نماز پڑھی ہے۔ جب امام موصوف نے مجھے دیکھا تو فرمایا اَحْسَنْتَ وَاَصَبْتَ السُّنَّۃَ یعنی تم نے عمدہ کام کیا اور سُنّت کے موافق عمل کیا۔

اسی طرح کی روایت سفیان بن عُیَینہؒ اور ابن جُریجؒ وغیرہ سے بھی ثابت ہے۔

(نشر ج ۲ صفحہ ۴۰۶، ۴۰۷ - نہایۃ القول صفہ ۲۲۴، ملا علی قاری شرح شاطبی صفہ ۴۱۶)

حضرت بزیؒ، امام شافعیؒ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امام موصوف نے مجھے یہ بتایا کہ اگر تم نے تکبیر کو ترک کردیا

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنتوں میں سے ایک سُنت کو چھوڑ دیا۔ (نشرج ۲ صفحہ ۷ بہ)

اس سلسلہ میں حدیث مسلسل اور حدیث موقوف جو تکبیر پڑھنے کے لئے حُجت ہے وہ کتب قرارت میں باسنادہ تفصیل کے ساتھ مذکور ہے یہاں اختصاراً بیان نہیں کیا۔

حاصل یہ ہے کہ شوافع کے ہاں نماز تراویح میں وَالضُّحیٰ سے والناس تک ہر سورۃ کے اخیر پر تکبیر پڑھنا جائز اور مستحسن ہے۔ احناف نماز تراویح میں اس طرح تکبیر پڑھنے کے قائل نہیں ہیں اور نہ ان کا مسلک ہے۔ اس سلسلہ میں جو اَدعیہ منقول اور وارد ہیں وہ غیر نماز یا نوافل کی حالت پر محمول ہیں یعنی اس قسم کی اَدعیہ کا نوافل یا خارج نماز میں پڑھ لینا احناف کے ہاں جائز ہے۔

حسن ابن الحباب رح اور ابو الفتح فارس بن احمد حمصی رح ابن موسیٰ بن عمران نابینا جو ابو عمرو عثمان بن احمد بن سعید دانی رح کے مشہور شیخ ہیں حضرت احمد بزّی رح سے اللہ اکبر سے پہلے تہلیل کے کلمات بھی روایت کرتے ہیں۔ جیسے:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

اور ابوطاہر عبدالواحد بن ابی ہاشمؒ اور ابن صباحؒ وغیرہ
کے طریق سے تہلیل اور تکبیر کے بعد تحمید کے کلمات اضافہ کرکے
پڑھنا بھی ثابت ہے جیسے :

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

(شرح ۲ صــ۴۱۱ نہایۃ القول صــ۲۲۵ غیث النفع صــ۳۸۲)

توضیح

۱- تکبیر مصدر ہے کَبَّرَ یُکَبِّرُ کا اور اللّٰہ اکبر کہنے کو تکبیر
کہتے ہیں۔

۲- تہلیل مصدر ہے هَلَّلَ اور هَيْلَلَ کا اور لَآ اِلٰـهَ
اِلَّا اللّٰهُ پڑھنے کو تہلیل کہتے ہیں۔

۳- تحمید مصدر ہے حَمَّدَ یُحَمِّدُ کا اور لِلّٰهِ الْحَمْدُ
کہنے کو تحمید کہتے ہیں۔

۴- تکبیر سے پہلے کلماتِ تہلیل ملا کر پڑھنا بغیرِ تحمید کے جائز
ہے جیسے :

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

۵- تکبیر کے بعد کلماتِ تحمید ملا کر پڑھنا بغیرِ تہلیل کے درست

نہیں جیسے :

اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ

تکبیر پڑھنے کے متعدد اسباب منقول ہیں جن میں مشہور روایت یہ ہے کہ حضرت احمد بزیؒ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے باسنادہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انگور کا خوشہ موسم کے پوری طرح شروع ہونے سے قبل پیش کیا گیا۔ جب آپؐ نے اس کے کھانے کا ارادہ فرمایا تو ایک سائل حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کیا اللہ تعالیٰ کی بہتر دی ہوئی چیز میں سے مجھ کو بھی دو۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ خوشہ سائل کو دے دیا۔

پھر ایک صحابیؓ نے وہ خوشۂ انگور اس سائل سے خرید کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دوبارہ پیش کیا اس کے بعد وہی سائل پھر آیا اور سوال کیا۔ چنانچہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر وہ خوشہ اس کو دے دیا۔

پھر کسی اور صحابیؓ نے اس خوشۂ انگور کو اس سائل سے خرید کر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ اس کے بعد وہی سائل پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جھڑکا اور فرمایا تو بڑا ایلچی ہے۔ اس کے بعد آپ کے پاس وحی کے آنے میں چند روز توقف ہو گیا۔

(نشرج ۲ صـ ۳۸۹، غیث النفع صـ ۳۰۴)

بعض وحی کے رک جانے کا سبب یہ بتاتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں اسلام کی دعوت شروع کی تو اہلِ مکہ نے مدینہ کے یہود کے پاس آدمی بھیجے کہ ہم میں سے ایک شخص ایسا پیدا ہوا ہے جو نبوت اور پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے، اس کے دعوے کی سچائی آزمانے کے واسطے کچھ نشانی بتلاؤ۔ اس نشانی سے ہم اس کا امتحان لیں کیونکہ تم اہلِ کتاب ہو اور پیغمبر والی کی نشانیوں سے اچھی طرح واقف ہو۔

یہودیوں نے کہا کہ تم اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے تین باتیں معلوم کرو:

۱۔ سکندر ذوالقرنین کے احوال

۲۔ اصحابِ کہف کا قصہ

۳۔ روح کی حقیقت

چنانچہ کفارِ مکہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

آکر ان تینوں چیزوں کے بارے میں سوال کیا۔ آپؐ نے جواب دیا کہ میں ان کی خبر تم کو کل دوں گا اور اس وقت انشاء اللہ تعالیٰ کہنا آپ کی زبانِ مبارک پر نہ آیا۔

چنانچہ اس کے بعد وحی کا آنا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس کئی دن تک بند رہا۔

(غیث النفع ص۳۲۰، نہایۃ القول ص۳۸۴)

انقطاعِ وحی کی مدّت کے بارے میں متعدد اقوال ہیں۔ حضرت ابنِ جُریج ؒ کے قول پر بارہ ۱۲ دن تک وحی بند رہی۔ حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کے قول پر پندرہ دن تک اور حضرت مقاتلؒ کے قول کے مطابق چالیس ۴۰ دن تک وحی رُکی رہی۔

(غیث النفع ص۳۸۵، نہایۃ القول ص۲۲۳)

وحی کے رُک جانے سے آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کو بڑا غم ہوا اور دشمن خوش ہو کر طعنہ زنی اور بد گوئی کرنے لگے۔

یہاں تک کہ ابُولہب برسرِ مجلس کہتا تھا کہ اَنَّ مُحَمَّدًا وَدَّعَهٗ رَبُّهٗ وَقَلٰى (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے خدا نے چھوڑ دیا اور ناخوش ہوا (العیاذ باللہ)

اور ابُولہب کی دو بیویوں میں سے ایک بیوی بڑی بے شرمی اور تمسخر سے آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں آکر بولی مَا اَرٰى شَيْطَانَكَ اِلَّا تَرَكَكَ یعنی تیرا شیطان جو

تیرے پاس آتا تھا وہ تجھکو چھوڑ کر چلا گیا (العیاذ باللہ)

(نشر ج ۲ ص ۳۸۹)

کفار و مشرکین کی یہ باتیں آپ کو بڑی شاق اور بار خاطر گذرتی تھیں اور آپ وحی کا انتظار فرماتے رہتے تھے۔ بالآخر جب بہت زیادہ غم ہوا تو بی بی خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کے پاس جاکر کفار کی یہ غم ناک باتیں بیان فرمائیں اسی حالت میں سورۃ والضحیٰ نازل ہوئی جب حضرت جبرئیل علیہ السلام سورۃ والضحیٰ کی وحی لے کر حاضر ہوئے تو آپ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی قرأت کے بعد اور اپنی قرأت سے پہلے اللہ اکبر کہا۔

آپ نے یہ تکبیر کفار کی تکذیب اور وحی کے انتظار کی تصدیق کے لئے پڑھی اور فرمایا کہ والضحیٰ کے اخیر سے والناس کے اخیر تک ہر سورۃ کے آخر پر تکبیر پڑھو۔

یا اس وجہ سے آپ نے تکبیر پڑھی کہ سورۃ والضحیٰ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا اظہار فرمایا ہے، خصوصاً آیت وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۝

ترجمہ: " اور تمہیں پروردگار عنقریب وہ کچھ عطا فرمائیگا کہ تم خوش ہوجاؤ گے "

میں جس عظیم نعمت کا وعدہ فرمایا ہے اس کے شکریہ کے طور پر آپؐ نے فرطِ مسرت سے تکبیر پڑھی۔ نشرج ۲ ۲ صفحہ ۳۸۸، ۳۹۰

نہایت القول ،، ۲۲۳۔

غیث النفع ،، ۳۸۵

یا اس وجہ سے آپ نے تکبیر پڑھی کہ والضحیٰ کے نزول کے وقت حضرت جبریل علیہ السلام اپنی اصلی صورت میں آپؐ کے پاس آئے تھے، جس سے متأثر ہو کر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اللہ اکبر کہا۔

(نشرج ۲ صـ ۳۹۰، غیث النفع صـ ۳۸۵)

س ۱۰۴ - تکبیر کی ابتداء سورۃ والضحیٰ کے شروع سے ہے یا اخیر سے؟ ان سورتوں کے اخیر کلمہ، تکبیر، بسم اللہ اور دوسری سورۃ کی شروع آیت کو ایک دوسرے سے ملانے اور وقف کرنے میں کتنی وجوہ نکلتی ہیں؟ ان میں کتنی جائز ہیں اور کتنی نا جائز؟ اور اگر تہلیل سے ملائیں تو کیا قاعدہ ہے؟ مُفصَّل بیان کیجئے۔

ج - رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی قرأت کے بعد اور اپنی قرأت کے شروع میں تکبیر پڑھی تھی اس لئے محلِ تکبیر میں خلاف ہو گیا کہ آیا تکبیر کا تعلّق سورۃ والضحیٰ کی ابتداء سے ہے یا آخر سے؟

چنانچہ اسی بناء پر قراء کی ایک جماعت مثلاً امام ابوعمرو دانیؒ کے نزدیک تکبیر کی ابتداء والضحیٰ کے اخیر سے ہے اور انتہا والناس کے اخیر پر۔

بعض قراء نے اوّل الم نشرح سے اور بعض نے اول والضحیٰ سے تکبیر کی ابتداء مانی ہے، اور یہ دونوں جماعتیں اوّل والناس پر تکبیر کی انتہاء مانتی ہیں اس لئے ان کے ہاں سورۃ والناس کے آخر پر تکبیر نہیں پڑھی جائے گی۔

اور سورۃ واللیل کے آخر پر تکبیر کی ابتداء کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

تکبیر کی سورتیں (سورۃ والضحیٰ تا سورۃ والناس) کی اخیر آیت اور تکبیر و بسم اللہ کو دوسری سورۃ کی ابتداء آیت سے ملانے اور وقف کرنے میں ذیل کی آٹھ وجوہ نکلتی ہیں جن میں سات جائز ہیں اور ایک ناجائز۔

جائز وجوہ

۱۔ فصلِ کُل یعنی اوّل سورۃ کی اخیر آیۃ، تکبیر اور بسملہ تینوں پر وقف کرنا جیسے:

۱۔ فَحَدِّثْ ٥ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ اَلَمْ نَشْرَحْ۔

۲۔ فصل اوّل وثانی اور وصل ثالث یعنی اوّل سورۃ کی اخیر آیۃ و تکبیر دونوں پر وقف کرنا اور بسملہ کو دوسری سورۃ سے ملا کر پڑھنا جیسے:

فَحَدِّثْ ٥ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلَمْ نَشْرَحْ۔

۳۔ وصل کُل یعنی اوّل سورۃ کی اخیر آیۃ، تکبیر اور بسم اللہ تینوں کو ملا کر پڑھنا جیسے:

فَحَدِّثِ اللّٰهُ اَكْبَرُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلَمْ نَشْرَحْ۔

۴۔ وصل اوّل، فصل ثانی اور وصل ثالث یعنی اوّل سورۃ کی اخیر آیت کو تکبیر سے اور بسملہ کو دوسری سورۃ سے ملا کر پڑھنا اور تکبیر پر وقف کرنا جیسے:

فَحَدِّثِ اللّٰهُ اَكْبَرُ ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلَمْ نَشْرَحْ۔

۵۔ وصل اوّل اور فصلِ ثانی و ثالث یعنی اوّل سورۃ کی اخیر آیۃ

کو تکبیر سے ملا کر پڑھنا اور تکبیر و بسملہ دونوں پر وقف کرنا جیسے!

نَحَدِّثْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَلَمْ نَشْرَحْ۔

۶۔ فصل اوّل اور وصل ثانی و ثالث یعنی اوّل سورۃ کی اخیر آیت پر وقف کرنا۔ تکبیر کو بسم اللہ سے اور بسملہ کو دوسری سورت سے ملا کر پڑھنا جیسے:

فَحَدِّثْ ۝ اَللّٰهُ اَكْبَرُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَمْ نَشْرَحْ۔

۷۔ فصل اوّل و ثالث اور وصل ثانی یعنی اوّل سورت کی آخر آیت اور بسملہ دونوں پر وقف کرنا اور تکبیر کو بسم اللہ سے ملا کر پڑھنا جیسے:

فَحَدِّثْ ۝ اَللّٰهُ اَكْبَرُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَلَمْ نَشْرَحْ۔

مذکورہ تین صورتوں از نمبر ۱ تا نمبر ۳ میں تکبیر کا پڑھنا اوّل سورۃ کے آخر کے لئے بھی ہو سکتا ہے اور دوسری سورت کی ابتدا کے لئے بھی۔

لیکن نمبر ۴ و نمبر ۵ میں تکبیر کا پڑھنا سورت کے آخر ہی

کے لئے ہو سکتا ہے ۔

اور نمبر ۶ و نمبر ۷ میں تکبیر کا پڑھنا دوسری سورت کے اوّل ہی کے لئے ہو سکتا ہے ۔

ناجائز وجہ

۸۔ وصلِ اوّل و ثانی اور فصل ثالث یعنی اوّل سورت کی آخیر آیت کو تکبیر سے اور تکبیر کو بسملہ سے ملا کر پڑھنا اور بسم اللہ پر وقف کرنا جیسے :

فَحَدِّثِ اللّٰہُ اَکْبَرُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اَلَمْ نَشْرَحْ ۔

یہ آٹھویں وجہ اس لئے ناجائز ہے کہ یہاں یہ شبہ ہوتا ہے کہ بسم اللہ اوّل سورت کے آخیر کے لئے پڑھی گئی ہے ۔

حالانکہ بسم اللہ اوّل سورتوں کے لئے پڑھی جاتی ہے اور اوّل سورتوں کی ابتداء میں نازل ہوئی ہے ۔

تکبیر کی سورتیں یعنی والضحیٰ سے والنّاس تک جن کی تعداد بائیس ۲۲ ہے اگر ان کو تکبیر سے ملا کر پڑھیں تو آخیر حرف کی مختلف حرکات کی وجہ سے ان کے مختلف احکام ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:

تکبیر کی سورتوں میں مندرجہ ذیل گیارہ سورتوں کا آخر حرف تین سورتوں میں ساکن ہے اور آٹھ سورتوں میں آخر حرف پر تنوین ہے۔ ان کو اگر تکبیر سے ملا کر پڑھیں تو ہمزہ وصلی کو درج کلام کی وجہ سے حذف کر کے پہلے ساکن حرف یا تنوین کو اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہٖ کی وجہ سے زیر دے کر پڑھیں گے اور زیر کی وجہ سے اللہ کے لام کو باریک پڑھیں گے جیسے:

۱- فَحَدِّثِ اللّٰہُ اَکْبَرُ

۲- فَارْغَبِ اللّٰہُ اَکْبَرُ

۳- وَاقْتَرِبِ اللّٰہُ اَکْبَرُ

۴- حَامِیَۃٌ نِ اللّٰہُ اَکْبَرُ

۵- لَخَبِیْرٌ نِ اللّٰہُ اَکْبَرُ

۶- مُمَدَّدَۃٍ نِ اللّٰہُ اَکْبَرُ

۷- مَاْکُوْلٍ نِ اللّٰہُ اَکْبَرُ

۸- مِنْ خَوْفٍ نِ اللّٰہُ اَکْبَرُ

۹- تَوَّابًا نِ اللّٰہُ اَکْبَرُ

۱۰- مِنْ مَّسَدٍ نِ اللّٰہُ اَکْبَرُ

۱۱- [illegible]دُ نِ اللّٰہُ اَکْبَرُ

مندرجہ ذیل ۹ نو سورتوں کا آخر حرف متحرک ہے جن میں تین ۳ سورتوں کے آخر حرف پر زبر ہے۔ ایک سورۃ کے آخر حرف پر پیش ہے اور باقی پانچ سورتوں کے آخر حرف کے نیچے زیر ہے۔ ان سورتوں کو اگر تکبیر سے ملا کر پڑھیں تو ہمزہ وصلی کو گرا کر آخر متحرک حرف کو اُسی حرکت کے ساتھ لام سے ملا کر پڑھیں گے اور اللہ کے لام کو اس سے پہلے زبر، پیش کی حالت میں پُر پڑھیں گے اور زیر کی حالت میں باریک جیسے:

۱۔ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ اللّٰهُ اَكْبَرُ

۲۔ مَطْلَعِ الْفَجْرِ اللّٰهُ اَكْبَرُ

۳۔ عَنِ النَّعِيْمِ اللّٰهُ اَكْبَرُ

۴۔ بِالصَّبْرِ اللّٰهُ اَكْبَرُ

۵۔ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ اللّٰهُ اَكْبَرُ

۶۔ هُوَ الْاَبْتَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ

۷۔ وَلِيَ دِيْنِ اللّٰهُ اَكْبَرُ

۸۔ اِذَا حَسَدَ اللّٰهُ اَكْبَرُ

۹۔ وَالنَّاسِ اللّٰهُ اَكْبَرُ

باقی ۲ دو سورتوں میں آخر حرف ہائے ضمیر ہے ان کو تکبیر سے ملا کر

پڑھنے کی حالت میں بوجہ اجتماع ساکنین ہائے ضمیر کو صلہ کے بغیر اسی حرکت کے ساتھ لام جلالہ سے وصل کرتے ہوئے اس کو (لام جلالہ کو) پُر پڑھیں گے جیسے :

۱۔ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ اللّٰهُ أَكْبَرُ

۲۔ شَرًّا يَّرَهُ اللّٰهُ أَكْبَرُ

اگر مذکورہ بالا سورتوں کے اخیر حرف کو تہلیل سے ملا کر پڑھیں تو جن سورتوں کا اخیر حرف ساکن ہے یا متحرک یا ہائے ضمیر ہے تو بدستور اس حرف کو ساکن یا متحرک اور ہائے ضمیر کی حرکت کو صلہ کے ساتھ پڑھتے ہوئے لا نافیہ سے ملا دیں گے جیسے :

۱۔ فَحَدِّثْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ

۲۔ فَارْغَبْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ

۳۔ وَاقْتَرِبْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ

۴۔ بِأَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ

۵۔ مَطْلَعِ الْفَجْرِ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ

۶۔ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ

۷۔ شَرًّا يَّرَهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ

۸۔ عَنِ النَّعِيْمِ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ

۹۔ بِالصَّبْرِ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ

۱۰۔ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ

۱۱- ھُوَالْاَبْتَرُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

۱۲- وَلِیَ دِیْنِ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

۱۳- اِذَا حَسَدَ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

۱۴- وَالنَّاسِ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

باقی آٹھ سورتوں کے اخیر حرف کو اگر تہلیل کے ساتھ ملاکر پڑھیں تو حرفِ آخر کی تنوین کو یَرْمَلُوْن کے قاعدے سے لَا نافیہ میں ادغام کرکے پڑھیں گے جیسے :

۱- لَخَبِیْرٌ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

۲- حَامِیَۃٌ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

۳- مُّمَدَّدَۃٍ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

۴- مَّاْکُوْلٍ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

۵- مِنْ خَوْفٍ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

۶- تَوَّابًا لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

۷- مِنْ مَّسَدٍ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

۸- اَحَدٌ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

۳۵ اَلْحَالُّ الْمُرْتَحِلُ

س اہم اَحَالِّ مُرْتَحِلْ سے کیا مراد ہے؟ مفصل بیان کیجئے؟
ج۔ حَالِّ کہتے ہیں منزل پر آنے والے کو اور مُرْتَحِلْ کوچ کرنے والے کو، یعنی جب پڑھنے والا قرآنِ کریم ختم کر چکے تو پھر فوراً ہی دوسرا قرآن مجید شروع کر دے۔

صاحب نشرؒ، صاحبِ غیث النّفعؒ اور صاحبِ نہایتُ القولؒ اپنی اپنی تالیف میں لکھتے ہیں کہ بے شک روایت کیا گیا امام عبد اللہ ابن کثیر مکیؒ سے بطریق درباسؒ مولیٰ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، اور وہ روایت کرتے ہیں اُبَیِّ ابن کعب رضی اللہ عنہ سے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ والنّاس پڑھ کر قرآن

مجید ختم کرتے تو پھر سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ سے
اَلْمُفْلِحُوْنَ تک پڑھتے اس کے بعد ختم قرآن کی دعا
فرماکر اٹھتے تھے۔

اور مُسْنَد و مُرْسَل طریقہ سے مَرْوِی ہے کہ ایک شخص نے
نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، کون سا عمل
اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ آپؐ نے فرمایا
حَالّ مُرْتَحِلْ۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضؓ سے روایت کیا گیا ہے
کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم
بہترین اعمال میں سے کون سا عمل ہے؟ آپؐ نے ارشاد
فرمایا حَالّ مُرْتَحِلُ۔ لوگوں نے پوچھا حَالّ مُرْتَحِلُ کیا چیز
ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ وہ قرآن کا پڑھنے والا ہے کہ جب ایک
قرآن مجید ختم کر دے تو دوسرا شروع کر دے، اس
کو ایسے مسافر کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جو سفر سے فارغ
ہو کر اپنے مقام پر پہنچ جائے اور پہنچنے کے بعد جلد ہی دوسرے
سفر کی تیاری کر کے روانہ ہو جائے۔

مذکورہ بیان سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام

نے اس طرح قرآن کریم ختم کرنے کو اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ ، اور اَحَبُّ الْاَعْمَالِ فرمایا ہے۔

حافظ علامہ جزریؒ اپنی تالیف نشر میں لکھتے ہیں کہ تمام اَمصارِ مُسلمین میں اسی پر عمل ہے۔

اس عمل سے کثرتِ تلاوت اور اس کی مُداومت کی طرف ترغیب دلانا مقصود ہے۔

خلاصہ یہ کہ حَالّ مُرتَحِلْ سے مراد قرآنِ کریم کا ختم کرنا اور پھر فوراً دوسرا شروع کردینا ہے یعنی قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ختم کرکے سورۂ فاتحہ پڑھ کر سورۂ بقرہ کے شروع سے اُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک پڑھ لیا جائے

اسی بنا پر فقہا نے لکھا ہے کہ جو شخص نماز میں قرآن مجید ختم کرے تو مُعَوَّذَتَیْن (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) پڑھنے کے بعد رکوع کرے اور پھر دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کے شروع سے اَلْمُفْلِحُوْنَ تک پڑھے کیونکہ حَالّ مُرتَحِلْ یعنی اس طرح قرآنِ کریم ختم کرنے والے کو حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے خَیرُ النّاس فرمایا ہے۔

الدُّرُّ المختار ج ۱ ص ۴۰۴

چنانچہ اس سے یہ معلوم ہوا کہ اس طریقہ پر قرآنِ کریم ختم کرنا مستحب اور افضل ہے ـــــــــ ۱۲

○

تَمَّتْ بِالْخَیْر

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ
وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ
وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

○

مندرجہ ذیل کتب سے اِستفادہ کیا گیا:

۱۔ اَلنَّشر فی القراٰات العشر ــــــ تصنیف علّامہ شیخ شمسُ الدّین ابوالخیر محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف الجزریؒ شافعی، دمشقی ثم شیرازی۔ ۲۵ر رمضان المبارک ۷۵۱ھ کو شب شنبہ دمشق میں پیدا ہوئے اور ۵ر ربیع الاوّل ۸۳۳ھ کو بروز جمعہ دوپہر کے وقت شیراز میں وفات پائی۔

۲۔ اَلمنح الفکریّہ ــــــ تصنیف علّامہ شیخ مُلّا علی بن سلطان القاری حنفیؒ ۱۰۱۴ھ کو مکّہ معظمہ میں وفات پائی۔

۳۔ اتحاف فضلاء البشر فی القراٰات الاربع عشر ــــــ تصنیف علّامہ شیخ احمد بن محمد دمیاطیؒ ماہ محرم ۱۱۱۷ھ کو مدینہ منوّرہ میں انتقال ہوا۔

۴۔ نہایۃ القول المفید۔ تصنیف علامہ شیخ محمد مکی نصر ۴ جمادی الاول ۱۳۰۵ھ کو آپ نے اس کی تکمیل فرمائی۔

۵۔ افضل الدُرَر شرح رائیہ۔ تصنیف علامہ قاری شیخ عبد الرحمن مکی ثم الہ آبادی۔ آپ ایک ہفتہ علیل رہے۔ ۱۳۴۹ھ کو لکھنؤ میں وفات پائی۔

۶۔ افادات و فیوضات سید المقرئین والمجودین استاذی و شیخی الحاج مولٰینا قاری عبد المالک علیگڈھی قدس سرہٗ۔ آپکا ۲۹ جمادی الاول ۱۳۷۹ھ مطابق ۳۰ دسمبر ۱۹۵۹ء شب چہار شنبہ بوقت سحر لاہور میں انتقال ہوا۔

۷۔ عنایاتِ رحمانی —— تصنیف علامہ شیخ قاری فتح محمد پانی پتی ینفع اللہ المسلمین دایانا بطول حیاتہ

۸۔ اسہل الموارد شرح رائیہ۔ " " " " "

○

مُوضح القراآت کے متعلق قُرار و علماء کرام کی آراء سے

اقتباسات

"موضح القراآت فی السبع المتواترات جو جناب شیخ القراء مولانا حکیم حافظ قاری محمد حبیب اللہ صاحب ... کی تصنیف ہے، اس کا ایک پارہ حرفاً حرفاً خود جناب موصوف کی زبان فیض ترجمان سے سنا۔ قراآت سبعہ کے تمام اختلافات اس طرح جمع کئے ہیں کہ کوئی وجہ چھوٹنے نہیں پائی ... امت مسلمہ کو عموماً اور قرآن مجید کے قراء و حفاظ کو خصوصاً اس کی زیادہ سے زیادہ قدر کرنی چاہیئے۔"

شیخ القراء حضرت مولانا قاری فتح محمد پانی پتی مدظلہم
صدر درجۂ تجوید و قراآت دار العلوم
نانک واڑہ۔ کراچی

○

○

• مجھے استاذ جلیل اور مربی فاضل محقق اور ماہر قاری محمد حبیب اللہ نے اپنی کتاب موضح القراات فی السبع المتواترات جو اردو میں ہے اس سے عربی ترجمہ کے ذریعہ روشناس کرایا۔ مجھے استاذ موصوف کی فہم کی گہرائی اور فکر کی دقت اور نقل میں امانت سے خوشی ہوئی اسی بنا پر موصوف کی کتاب معتبر ائمۃ فن قرأت اور جس پر ازہر شریف میں ہمارے شیوخ کا عمل ہے اس کے مطابق ہوگئی اور اس بات میں کوئی تعجب نہیں کہ قاری حبیب اللہ کراچی شہر میں دوسری شخصیت ہیں جو اس علمی امانت کی تنہا حامل ہیں ۔ ۔ ۔ انشاء اللہ ان کے اخلاص کی برکت سے لوگوں کو اس کتاب کے ذریعہ عام فائدہ پہنچے گا "

الاستاذ قاری المقری محمد عطا سلیمان رزق مدظلہم

استاذ جامعہ ازھر ، مصر

سابق مقیم مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیو ٹاؤن کراچی

○

○

ہمارے محترم جناب قاری حبیب اللہ صاحب جو فن تجوید و قرأت کے ماہر اور کراچی کے بہت سے قراء کے استاذ ہیں آپ نے سبعہ قرأت پر اردو زبان میں موضح القرآت فی السبع المتواترات کے نام سے زیر نظر کتاب تالیف فرما کر بڑا ہی احسان فرمایا جس سے اس فن کے سیکھنے والوں کے لئے بڑی آسانی ہوگئی اس کے ساتھ ائمہ قرارت کے حالات و سوانح جمع فرما کر اس کی افادیت کو دوبالا کر دیا ..... اللہ تعالےٰ مؤلف کو جزائے خیر عطا فرما دیں کہ انہوں نے تسہیل کے ذریعہ ترغیب کی صورت پیدا کر دی: اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے اس خدمت کو قبول فرمائیں اور ہم سب کو اس سے استفادہ کی توفیق بخشیں ؛

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم
مفتی اعظم پاکستان وصدر دارالعلوم کراچی

○

"مجھے یہ دیکھ کر مسرت ہوئی کہ مولانا القاری المقری الحافظ محمد حبیب اللہ صاحب .... نے قراٰت سبعہ میں ایک کتاب مسمی بہ موضح القراآت فی السبع المتواترات تالیف فرمائی ہے جس میں فن قراآت سبعہ کی اصطلاحات کو بھی واضح طریق پر بیان فرمایا ہے اور مزید افادیت کے لئے ائمہ قراءت (قراء سبعہ) اور ان کے رواۃ کے حالات زندگی اور کوائف علمیہ بھی بیان فرمائے ہیں۔ قاری صاحب موصوف نے تحریری اجراء اور مشق کے لئے بھی بہت آسان طرز اختیار فرمایا ہے .....

میری دلی دعا ہے کہ حق تعالےٰ قاری صاحب موصوف کی اس مخلصانہ خدمت قرآن کریم کو اعلیٰ درجہ کا شرف قبولیت بخشیں اور اس تصنیف کی افادیت عام سے عام تر ہو آمین"

حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی مدظلہم

خطیب پاکستان و مہتمم دارالعلوم الاسلامیہ

ٹنڈو اللہ یار۔ حیدرآباد سندھ

ہمارے مخلص محترم جناب حافظ قاری مولانا محمد حبیب اللہ صاحب
جو کراچی کے آج کل مشہور و معروف استاذ القراء ہیں انہوں نے
چاہا کہ یہ نعمت یعنی قراءات سبعہ کا علم علماء تک مخصوص نہ رہے
بلکہ عام مسلمان بھی اس نعمت سے بہرہ ور ہوں ایک جامع آسان
فہم سلیس اردو ایک کتاب موضح القراءات فی السبع المتواترات
تالیف فرمائی پہلا پارہ جستہ جستہ نظر سے گذرا۔ شاید اس انداز
سے اردو زبان میں یہ پہلی خدمت ہو۔ اللہ تعالیٰ اس خدمت
کو قبول فرمائے اور امت کو نفع پہنچائے۔"

شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد یوسف صاحب بنوری مدظلہم
مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیو ٹاؤن
کراچی

موضح القراءات پر تبصروں سے
اقتباسات

"زیر تبصرہ کتاب اپنی نوع کی واحد کتاب ہے۔ اس کے ذریعے بحمد للہ تعالیٰ وتوفیقہ سبعہ قرارت کا پڑھنا اور سمجھنا، اور اصولی وفرشی اختلاف معلوم کرنا بہت سہل ہوگیا ہے.... کتاب اپنی افادیت میں بے مثال ہے، اللہ تعالیٰ مؤلف مدظلہم العالی کو اسی طرح پورا قرآن مجید شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔"

شعبان ۱۳۸۷ھ ماہنامہ البلاغ کراچی

○

"مؤلف نے قرآن مجید کی ایک اہم علم تجوید وقرارت پر قابل قدر کارنامہ انجام دیا ہے.... کتاب کا مطالعہ اہل علم خصوصاً حفاظ وقراء وشائقین تجوید کے لئے بے حد مفید ہے۔"

اپریل ۱۹۶۶ء ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک پشاور

○

"موضح القراءات کے مؤلف مولانا محمد حبیب اللہ صاحب اس فن کے ممتاز ماہرین میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ان کی شخصیت اس امر کی ضمانت ہے کہ یہ کتاب اس فن کی قابل استناد اور مکمل کتاب

ہوگی۔ موصوف نے اپنی اس تالیف میں اختلاف قراءت کو واضح کرنے کا جو طریقہ اختیار فرمایا ہے وہ ایک حد تک نیا ہے.... یہ ایک نہایت اہم اور بر وقت خدمت ہے۔"

جنوری ۱۹۶۶ء ماہنامہ بیّنات کراچی

○

"اس کتاب میں فاضل مؤلف نے سات متواتر قراءتوں کے مطابق قرآن مجید کا پہلا پارہ اس طرح مرتب کیا ہے کہ جہاں جہاں ان قراءتوں میں اختلافات ہیں ان کو بیان کرتے چلے گئے ہیں۔ آغاز میں ان قراءِ سبعہ کے حالات مختصراً تحریر کر دیئے ہیں جن سے یہ قراءتیں منقول ہیں۔ تجوید کے شائقین کے لئے یہ ایک بہت مفید چیز ہے۔" ماہنامہ ترجمان القرآن لاہور

جولائی ۱۹۶۲ء

○

"قرآن پاک کی خدمت جس نوعیت سے ہو مبارک ہے۔ ۔ ۔ ۔ زیر نظر کتاب میں ۔ ۔ عام پڑھے لکھے لوگ بھی پڑھ کر معلوم کر سکتے ہیں کہ قراءت میں کس امام نے کس لفظ کو کس طرح ادا کیا ہے ۔ ۔ ۔ علماء اور طلبہ کے لئے بہت مفید اور لائق مطالعہ ہے۔"

ماہنامہ دارالعلوم دیوبند۔ انڈیا

نومبر ۱۹۶۵ء

"کتاب کے شروع میں قراء سبعہ اور ان کے راویوں کے مختصر حالات زندگی درج ہیں، اس کے بعد بالاختصار ضروری تو عد مذکور ہیں..... قاریوں اور علم قرارت سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے یہ کتاب بہت نافع ہوگی"

ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی

اکتوبر ۱۹۶۵ء

○

"اس کتاب میں قرآن مجید کی سات مشہور و متواتر قراءتوں کو اس طرح بیان کیا گیا ہے جس سے ان کا فرق و اختلاف بالکل واضح ہوجاتا ہے.... اس رسالہ سے قرارت و تجوید کے طلبہ و اساتذہ ہی خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں"

ماہنامہ معارف اعظم گڑھ۔ انڈیا

جولائی ۱۹۶۶ء

○

"سات قراء کے سوانح حیات بیان کرنے کے بعد مصنف نے قرآن مجید کے پہلے پارے کے جن مقامات کے متعلق ان سات قراء سے مختلف قرارتیں مروی ہیں، ان کا ذکر کیا ہے ---- امید ہے فن قرارت و تجوید سے دلچسپی رکھنے والے فاضل مصنف کی اس میں حوصلہ افزائی فرمائیں گے"

فروری ۱۹۶۶ء ماہنامہ الرحیم حیدرآباد سندھ